انسان ساز واقعات

محمد علی بک ڈپو

انسان ساز واقعات

مؤلف: سید علی افضل زیدی قمی

محمد علی بک ڈپو
زہرا گارڈن، دوکان نمبر 2، سولجر بازار، نزد محفل شاہ خراسان کراچی۔
فون:021-32242991 موبائل:0300-2985928

مشخصات کتاب

نام کتاب	انسان ساز واقعات
مؤلف	سید علی افضل زیدی قمی
تصحیح	طاہر عباس قمی
نظر ثانی	محمد رضا صابری قمی
کمپوزنگ	مبارک زیدی
ناشر	محمد علی بک ڈپو
تعداد	۱۰۰۰
سال اشاعت	۱۴۳۰ھ.ق، ۲۰۰۹م

ملنے کا پتہ

حسن علی بک ڈپو

بلمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی، پاکستان۔

فون: 021-32433055

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ

فہرست

مقدمہ ۱۳

۱۔ فرعون کی زوجہ ۱۵

۲۔ غلط پروپیگنڈا ۱۸

۳۔ یہودی نوجوان کا اسلام لانا ۱۹

۴۔ ایک دیہاتی کی بت پرستی سے توبہ ۲۱

۵۔ ندامت اور پشیمانی ۲۲

۶۔ جہنم کی آگ ۲۳

۷۔ سچ بولنا ۲۴

۸۔ زیارت امام رضا پر جانے کا فائدہ ۲۵

۹۔ توسل اور توبہ ۳۰

۱۰۔ سچی توبہ ۳۱

۱۱۔ نیکی کرو فقط خدا کے لئے ۳۲

۱۲۔ مجالس میں جانے کا فائدہ ۳۴

۱۳۔ حر بن یزید ریاحی کی توبہ ۳۷

۱۴۔ عصرِ عاشور دو بھائیوں کی توبہ ۴۶

۱۵۔ ایک جزیرہ نشین کی توبہ ۴۹

۱۶۔ اصمعی اور بیابانی تائب ۵۱

۱۷۔ صدق اور سچائی ۵۴

۱۸۔ ایک عجیب وغریب توبہ ۵۵

۱۹۔ توبہ کرنے والے اہل بہشت ہیں ۵۷

۲۰۔ لوہار کی توبہ ۵۸

۲۱۔ ایک جوان اسیر کی توبہ ۶۰

۲۲۔ ستمگار حکومت میں ایک ملازم شخص کی توبہ ۶۱

۲۳۔ حیرت انگیز توبہ ۶۳

۲۴۔ گناہگار نے پر معنی جملہ سے توبہ کرلی ۶۵

۲۵۔ اگر تجھے پسند نہیں تو قضا کو بدل دے ۶۶

۲۶۔ ہارون الرشید کے بیٹے کی توبہ ۶۹

۲۷۔ ایک پرہیز گار اور بیدار جوان ۷۴

۲۸۔ گناہ کے خطرہ پر توجہ ۷۵

۲۹۔ صدقہ وانفاق کے سلسلہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ ۷۶

۳۰۔ احسان اور نیکی ۷۹

۳۱۔ وسعتِ رزق کے اسباب ۸۰

۳۲۔ رضایتِ خدا نہ کی رضایتِ مخلوق خدا ۸۲

۳۳۔ امام ہو تو ایسا ۸۵
۳۴۔ علیؑ اور ان کے شیعہ اور محبّ ۹۰
۳۵۔ زیارتِ عاشورا کی برکت ۹۱
۳۶۔ علامہ مقدس اردبیلی اور محبتِ امام علیؑ ۹۴
۳۷۔ خدا اور بندوں کا محبوب ترین شخص ۹۵
۳۸۔ بہترین توشۂ آخرت ۹۶
۳۹۔ عمر کے پلٹ آنے کی آس نہیں ۹۸
۴۰۔ رسول اکرمؐ کی وصیت ۹۹
۴۱۔ مسکینوں کی مدد ۱۰۰
۴۲۔ حضرت علی اور بیوہ ۱۰۳
۴۳۔ مرتے وقت حضرت علیؑ کو دیکھنا ۱۰۵
۴۴۔ خدا بہتر جانتا ہے ۱۰۷
۴۵۔ خلیل الرحمٰن سے ملاقات کا شوق ۱۰۸
۴۶۔ عمل ہو تو خالص ۱۱۱
۴۷۔ شیطان کی جھوٹی توبہ ۱۱۳
۴۸۔ مشکلات کا حل، استغفار ۱۱۴
۴۹۔ رحمت الٰہی سے نا امیدی ۱۱۷
۵۰۔ علامہ طبرسی اور کفن چور کی توبہ ۱۱۹

۵۱۔ دعا مستجاب کیوں ہوتی ؟ ۱۲۱
۵۲۔ محبّ نہ کہ شیعہ ۱۲۹
۵۳۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ۱۳۱
۵۴۔ غلط الزام لگانے کی سزا ۱۳۲
۵۵۔ امام سجادؑ اور کنیز ۱۳۳
۵۶۔ خدا کی آنکھ اور خدا کا ہاتھ ۱۳۴
۵۷۔ بہترین اعمال ۱۳۵
۵۸۔ خدا کے علاوہ کسی اور سے سوال نہ کرو ۱۳۸
۵۹۔ اسی سے مانگا جائے ۱۴۰
۶۰۔ پیغمبر اکرمؐ اور یہودی ۱۴۱
۶۱۔ بہترین زوجہ ۱۴۳
۶۲۔ تین مستجاب دعائیں جو بے فائدہ رہیں ۱۴۴
۶۳۔ قطع رحمی کی سزا ۱۴۵
۶۴۔ حضرت ابراہیم کے خلیل خدا ہونے کا سبب ۱۴۶
۶۵۔ لاحول و لا قوۃ الّا باللہ کی فضیلت ۱۴۸
۶۶۔ دو شیطان ۱۵۰
۶۷۔ ستر بار ۱۵۱
۶۸۔ فضل خدا اور خلق ۱۵۱

۶۹۔ کریم کا ہاتھ ۱۵۳
۷۰۔ والدین کے اسّی حقوق ۱۵۳
۷۱۔ جناب فضہ اور طعام جنت ۱۵۹
۷۲۔ حیوان کی طرفداری ۱۶۰
۷۳۔ بہترین و بدترین ۱۶۱
۷۴۔ نہ توڑ، میں نہیں کہوں گا ۱۶۲
۷۵۔ حضرت موسیٰ کا رحم کرنا ۱۶۳
۷۶۔ مصافحہ ۱۶۴
۷۷۔ عزاداری میں امام زمانہ علیہ السلام کی شرکت اور سید بحر العلوم ۱۶۵
۷۸۔ چالیس جوانوں کا گریہ ۱۶۶
۷۹۔ نمونۂ عمل ۱۶۸
۸۰۔ شیطان اور بری محفل ۱۶۹
۸۱۔ حضرت علیؑ اور عدالت ۱۷۰
۸۲۔ پہلے خود کو سنوارو ۱۷۱
۸۳۔ مناظرہ حُرّہ اور حجاج ۱۷۳
۸۴۔ سات سو سولہ عمر کے لئے گھر کی ضرورت نہیں ۱۸۰
۸۵۔ تازہ اور نئے انگور ۱۸۱
۸۶۔ صدقہ دینے سے موت کا ٹل جانا ۱۸۲

۸۷۔ بدکار اور ناحق خون بہانے سے بدتر بے نمازی ہے ۱۸۳
۸۸۔ انفاق نہ کرنے سے امیر فقیر اور فقیر امیر ہو گیا ۱۸۴
۸۹۔ شادی عمر میں اضافہ کا سبب ۱۸۶
۹۰۔ جنت کی خوشخبری ۱۸۷
۹۱۔ خدا سے تجارت کا دلچسپ واقعہ ۱۸۸
۹۲۔ عابد کی فتح ۱۹۳
۹۳۔ باپ کو بیدار نہ کرنا اور خدا کا انعام ۱۹۴
۹۴۔ انشاء اللہ کے بغیر وعدہ ۱۹۷
۹۵۔ امام زین العابدینؑ کا سائل کا ہاتھ چومنا ۱۹۸
۹۶۔ حرام غذا سے پرہیز ۱۹۹
۹۷۔ مال کا گویا ہونا ۲۰۱
۹۸۔ خوابِ غفلت ۲۰۳
۹۹۔ مومن کی روح آسانی سے قبض کرنے کی سفارش ۲۰۶
۱۰۰۔ قبر میں منکرِ ولایت کا انجام ۲۰۸
۱۰۱۔ شادی کا جوڑا اور فقیر ۲۱۱
۱۰۲۔ سونے سے پہلے کیا کرنا چاہیے ۲۱۳
۱۰۳۔ توبہ وہ راستہ ہے جس سے شیطان بھی تنگ ہے ۲۱۴
۱۰۴۔ شوہر کی اطاعت ۲۱۵

۱۰۵۔ عفوِ قاتل ۲۱۷

۱۰۶۔ شیخ جعفر کاشف الغطاء ۲۱۸

۱۰۷۔ فقراء کا سوال ۲۱۸

۱۰۸۔ اول وقت نماز پڑھنے کی برکت ۲۲۰

۱۰۹۔ اول وقت نماز اور پندرہ دنیاوی اور اخروی فوائد ۲۲۱

۱۱۰۔ ترک نماز پر پندرہ دنیاوی واخروی عذاب ۲۲۳

۱۱۱۔ نماز اور جنت ۲۲۴

۱۱۲۔ جماز کی انتیس خوبیاں ۲۲۵

۱۱۳۔ تارک الصلاۃ کیوں کافر ہے؟ ۲۲۶

۱۱۴۔ مصیبت کے وقت صبر ۲۲۷

۱۱۵۔ نافرمان بیٹے کا برا انجام ۲۲۹

۱۱۶۔ عمل اور عکس العمل ۲۲۹

۱۱۷۔ مالک اور نوکر ۲۳۱

۱۱۸۔ دلچسپ حکایت ۲۳۲

۱۱۹۔ بخیل انسان ۲۳۳

۱۲۰۔ بہلول اور ہارون الرشید کی غذا ۲۳۵

۱۲۱۔ جھوٹا عالم اور ذہین عورت ۲۳۶

۱۲۲۔ اذان نہیں دونگا ۲۳۹

۱۲۳۔ میں شہر جا کر کیا کروں گا ۲۴۰

۱۲۴۔ شرعی مسئلہ بتانے کا اجر ۲۴۲

۱۲۵۔ ہم کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ۲۴۴

۱۲۶۔ کونسا دوست بہتر ۲۴۶

۱۲۷۔ احسان کا بدلہ ۲۴۸

۱۲۸۔ مجھے حیوانات کی زبان سکھادو ۲۵۰

۱۲۹۔ خدا نزدیک تر ہے ۲۵۳

۱۳۰۔ بہلول اور حکمِ قرآن ۲۵۵

۱۳۱۔ کتاب کیا آپ جانتے ہیں سے کچھ اقتباس ۲۵۷

منابع و مآخذ ۲۶۲

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو بضعة الرسول، ام ابیها، سیدة نساء عالمین، صدیقه، شهیدة، راضیة، مرضیة، طاهرة، عالمۂ غیر معلمه حضرت فاطمة الزهراء سلام اللہ علیہا کے نام ہدیہ کرتا ہوں۔

مقدمہ

کافی عرصہ سے سوچ رہا تھا کہ کچھ ایسے واقعات پر کتاب لکھی جائے جو ہماری زندگی سے وابستہ ہو اور ان کو پڑھ کر اپنے اندر تبدیلی لائی جا سکے۔ کیونکہ آج کل زیادہ تر لوگ واقعات پڑھنے اور سننے میں کافی دلچسپی لیتے ہیں اور اگر کہیں کوئی واقعہ پڑھ لیا تو دوسرے کو سناتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی تربیت اور اپنی اصلاح کے لیے واقعات کا انسان زندگی پر کافی گہرا اثر پڑتا ہے۔ خصوصاً والدین اپنے بچوں کو سونے سے پہلے واقعات سناتے ہیں تا کہ ان کی صحیح تربیت ہو سکے۔ بعض اوقات انسان کوئی پیغام پہنچانا چاہتا ہے مگر صحیح طریقہ سے پیغام نہیں پہنچ پاتا لیکن اگر کسی واقعہ کا سہارا لیا جائے تو پیغام جلد منتقل ہو جاتا ہے۔ اب چاہے بات یاد رہے یا نہ رہے لیکن واقعہ ضرور یاد رہ جاتا ہے۔ جب واقعہ ذہن میں آجائے تو وہ پیغام بھی فوراً یاد آجاتا ہے۔ اب چاہے کسی کو حدیث ثقلین یاد ہو یا نہ ہو لیکن کاغذ، قلم کا واقعہ ضرور یاد ہے۔

جو کتاب اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب میں ایسے واقعات کو تحریر کیا گیا ہے جو انسان ساز ہیں۔ آج کل معاشرے میں افراتفری کا عالم ہے۔ نہ

جانے انسان کس فکر میں مشغول ہے، خدا کو بھلا چکا ہے اور حتیٰ کہ اپنی حقیقت اور مقصد کو بھی بھول چکا ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ انسان مادیات میں گھر چکا ہے اور عبادت کو ترک کر چکا ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک مرتبہ انسان ضرور سوچے گا کہ میں کہا جارہا ہوں۔ انسان کو اس بات کی طرف ضرور سوچنا چاہیے کہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے۔

آخر میں ان حضرات خصوصاً برادرِ عزیز مولانا طاہر عباس صاحب جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح کے فرائض انجام دیئے اور مولانا محمد رضا صابری جنہوں نے نظر ثانی کی اور مولانا سید مبارک حسنین زیدی کہ جنہوں نے اس کتاب کو کمپوز اور ٹائپ کرنے میں کافی سہارا دیا، کا شکر گزار ہوں اور جنہوں نے اِس کتاب کے چھپنے میں مدد کی ہے اِن لوگوں کا بھی شکر گزار ہوں اور خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ خدا اِن لوگوں کو صحت و تندرستی عطا کرے اور اِن کی توفیقات میں اضافہ کرے اور اِن کے مرحومین کی مغفرت فرمائے۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند منان ہم سب کو قرآن و عترت سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ساتھ محشور فرمائے اور ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سید علی افضل زیدی
قم المقدسہ ایران

فرعون کی زوجہ

﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهِ وَ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّالِمِينَ﴾۔(۱)

اور خدا نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ کی مثال بیان کی کہ اس نے دعا کی کہ پروردگار میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے درباریوں سے نجات دلا دے اور اس پوری ظالم قوم سے نجات عطا فرما دے۔

آسیہ، فرعون کی زوجہ تھی، وہ فرعون جس میں غرور و تکبر کا نشہ بھرا ہوا تھا، جس کا نفس شریر تھا اور جس کے عقائد اور اعمال باطل و فاسد تھے۔

قرآن مجید نے فرعون کو متکبر، ظالم، ستم گر اور خون بہانے والے کے عنوان سے یاد کیا ہے اور اسے ''طاغوت'' کا نام دیا ہے۔

آسیہ، فرعون کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی، اور فرعونی حکومت کی ملکہ تھی، تمام چیزیں اس کے اختیار میں تھیں۔

وہ بھی اپنی شوہر کی طرح فرمانروائی کرتی، اور اپنی مرضی کے مطابق ملکی خزانہ سے فائدہ اٹھاتی تھی۔

۱۔ سورۂ تحریم آیت ۱۱۔

ایسے شوہر کے ساتھ زندگی، ایسی حکومت کے ساتھ ایسے دربار کے اندر، اس قدر مال ودولت، اطاعت گزار غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ ایک بہترین زندگی تھی۔

ایک جوان اور قدرتمند خاتون نے اس ماحول میں پیغمبر الٰہی جناب حضرت موسیٰ بن عمران کے ذریعہ پیغام سنا، اس نے اپنے شوہر کے طور طریقے اور اعمال کے باطل ہونے کو سمجھ لیا، چنانچہ نور حقیقت اس کے دل میں چمک اٹھا۔

حالانکہ اسے معلوم تھا کہ ایمان لانے کی وجہ سے اس کی تمام خوشیاں اور مقام و منصب چھن سکتا ہے یہاں تک کہ جان بھی جاسکتی ہے، لیکن اس نے حق کو قبول کرلیا اور وہ خداوند مہربان پر ایمان لے آئی، اور اپنے گزشتہ اعمال سے توبہ کرلی اور نیک اعمال کے ذریعہ اپنی آخرت آباد کرنے کی فکر میں لگ گئی۔

اس کا توبہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا، اس کی وجہ سے اسے اپنا تمام مال ودولت اور منصب ترک کرنا پڑا، فرعون وفرعونیوں کی ملامت وشتم کو برداشت کرنا پڑا، لیکن پھر بھی وہ توبہ، ایمان، عمل صالح اور ہدایت کی طرف قدم آگے بڑھاتی رہی۔

جناب آسیہ کی توبہ، فرعون اور اس کے درباریوں کو ناگوار گزری، کیونکہ پورے شہر میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ فرعون کی بیوی اور ملکہ نے فرعونی طور طریقہ کو ٹھکراتے ہوئے مذہب کلیم اللہ کو منتخب کرلیا ہے، سمجھا بجھا کر، ترغیب دلا کر اور ڈرا دھمکا کر بھی آسیہ کے بڑھتے ہوئے قدموں کو نہیں روکا جاسکتا تھا، وہ اپنے دل کی آنکھوں سے حق کو دیکھ کر قبول کرچکی تھی، اس نے باطل کے کھوکھلے پن کو بھی اچھی طرح سمجھ لیا تھا، لہٰذا حق وحقیقت تک پہنچنے کے بعد اسے ہاتھ سے نہیں کھوسکتی تھی اور کھوکھلے باطل کی

طرف نہیں لوٹ سکتی تھی۔

جی ہاں! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا کو فرعون سے، حق کو باطل سے، نور کو ظلمت سے، صحیح کو غلط سے، آخرت کو دنیا سے، بہشت کو دوزخ سے، اور سعادت کو بدبختی سے بدل لے۔

جناب آسیہ نے ایمان قبول کیا اور توبہ واستغفار کی، جبکہ فرعون دوبارہ باطل کی طرف لوٹانے کے لئے کوشش کررہا تھا۔

فرعون نے جناب آسیہ سے مقابلہ کی ٹھان لی، اس کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی، لیکن آسیہ کی ثابت قدمی کا مقابلہ نہ کرسکا، اس نے آسیہ کو شکنجہ دینے کا حکم دیا، اور اس عظیم خاتون کے ہاتھ پیر کو باندھ دیا، اور سخت سزا دینے کے بعد پھانسی کا حکم دیدیا، اس نے اپنے جلادوں کو حکم دیا کہ اس کے اوپر بڑے بڑے پتھر گرائے جائیں، لیکن جناب آسیہ نے دنیا وآخرت کی سعادت وخوش بختی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا، اور ان تمام سخت حالات میں خدا سے لو لگائے رکھی۔

جناب آسیہ کی حقیقی توبہ، ایمان وجہاد، صبر واستقامت، یقین اور مستحکم عزم کی وجہ سے قرآن مجید نے ان کو قیام تک مومن ومومنات کے لئے نمونہ کے طور پر پہچنوایا۔

توبہ، ایمان، صبر اور استقامت کی بنا پر اس عظیم الشان خاتون کا مرتبہ اس بلندی پر پہنچا ہوا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

”اِشْتاقَتِ الْجَنَّةُ اِلٰی اَرْبَعٍ مِنَ النِّساءِ: مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرانَ، وَ آسِیَةَ بِنْتِ مُزاحِمٍ زَوْجَةِ فِرْعَوْنَ، وَ خَدیجَةَ بِنْتِ خُوَیْلِدٍ زَوْجَةِ النَّبِیِّ فِی

الدُّنیا وَ الآخِرَۃِ، وَ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ؛(۱)

جنت چار عورتوں کی مشتاق ہے، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد دنیا و آخرت میں ہمسر پیغمبر، اور فاطمہ بنت محمدؐ۔''

غلط پروپیگنڈا

ہاشم مرقال کہتے ہیں:

جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی نصرت کے لئے چند قاریان قرآن شریک تھے، معاویہ کی طرف سے طائفہ ''غسّان'' کا ایک جوان میدان میں آیا، اس نے رجز پڑھا اور حضرت علیؑ کی شان میں جسارت کرتے ہوئے مقابلہ کے لئے للکارا، مجھے بہت زیادہ غصہ آیا کہ معاویہ کے غلط پروپیگنڈے نے اس طرح لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے، واقعاً میرا دل کباب ہوگیا، میں نے میدان کا رخ کیا، اور اس غافل جوان سے کہا: اے جوان! جو کچھ بھی تمہاری زبان سے نکلتا ہے، خدا کی بارگاہ میں اس کا حساب و کتاب ہوگا، اگر خداوند عالم نے تجھ سے پوچھ لیا:

علی بن ابی طالب سے کیوں جنگ کی؟ تو کیا جواب دے گا؟

چنانچہ اس جوان نے کہا:

میں خدا کی بارگاہ میں دلیل شرعی رکھتا ہوں کیونکہ میری علی بن ابی طالب سے

۱۔ بحار الانوار، ج۴۳، ص۵۳، باب۳، حدیث ۴۸۔

جنگ بے نمازی ہونے کی وجہ سے ہے۔

ہاشم مرقال کہتے ہیں: میں نے اس کے سامنے حقیقت بیان کی، معاویہ کی مکاری اور چال بازیوں کو واضح کیا۔ جیسے ہی اس نے یہ سب کچھ سنا، اس نے خدا کی بارگاہ میں استغفار کی، اور توبہ کی اور حق کا دفاع کرنے کے لئے معاویہ کے لشکر سے جنگ کے لئے نکل گیا۔(۱)

ایک یہودی نوجوان کا اسلام قبول کرنا

﴿یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَتَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(۲)

ایمان والو اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک نہ مرنا جب تک مسلمان نہ ہو جاؤ۔

حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں:

ایک یہودی نوجوان اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتا تھا، پیغمبر اکرمؐ بھی اس کی آمد و رفت پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو اس کو کسی کام سے بھیج دیتے تھے، یا اس کے ہاتھوں قوم یہود کو خط بھیج دیتے۔

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص۱۴۰۔

۲۔ سورہ آل عمران، آیہ ۱۰۲۔

ایک مرتبہ وہ چند روز تک نہ آیا، پیغمبر اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں سوال کیا، تو ایک شخص نے کہا: میں نے اس کو بہت شدید بیماری کی حالت میں دیکھا ہے شاید یہ اس کا آخری دن ہو، یہ سن کر پیغمبر اکرم ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، وہ کوئی گفتگو نہیں کرسکتا تھا لیکن جب آنحضرتؐ وہاں پہنچے تو وہ آپ کو جواب دینے لگا چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اس جوان کو آواز دی، اس جوان نے آنکھیں کھولیں اور کہا: لبیک یا اباالقاسم! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہو: "اشهد ان لا الہ الا اللہ، و انی رسول اللہ"۔

جیسے ہی اس نوجوان کی نظر اپنے باپ کی ترچھی نگاہوں پر پڑی، وہ کچھ نہ کہہ سکا، پیغمبر اکرم ﷺ نے اس کو دوبارہ شہادتین کی دعوت دی، اس مرتبہ بھی اپنے باپ کی ترچھی نگاہوں کو دیکھ کر خاموش رہا، رسول خدا ﷺ نے تیسری مرتبہ اسے یہودیت سے توبہ کرنے اور شہادتین قبول کرنے کی دعوت دی، اس جوان نے ایک بار پھر اپنے باپ کے چہرے پر نظر ڈالی، اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تیری مرضی ہے تو شہادتین قبول کرلے ورنہ خاموش رہ، اس وقت جوان نے اپنے باپ پر توجہ کئے بغیر اپنی مرضی سے شہادتین کہہ دیں اور اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اس جوان کے باپ سے فرمایا: اس جوان کے لاشے کو ہمارے حوالے کردو، اور پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: اسے غسل دو، کفن پہناؤ اور میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس پر نماز پڑھوں، اس کے بعد اس یہودی کے گھر سے نکل آئے آنحضرت ﷺ کہتے جارہے تھے: خدایا تیرا شکر ہے کہ آج تو نے میرے ذریعہ

ایک نوجوان کو آتش جہنم سے نجات دیدی!(۱)

ایک دیہاتی کی بت پرستی سے توبہ

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا ﷺ کسی جنگ کے لئے تشریف لے جارہے تھے، ایک مقام پر اپنے اصحاب سے فرمایا: راستے میں ایک شخص ملے گا، جس نے تین دن سے شیطان کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے چنانچہ اصحاب ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ اس بیابان میں ایک شخص کو دیکھا، اس کا گوشت ہڈیوں سے چپکا ہوا تھا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، اس کے ہونٹ جنگل کی گھاس کھانے کی وجہ سے سبز ہوچکے تھے، جیسے ہی وہ شخص آگے بڑھا، اس نے رسول خدا ﷺ کے بارے میں معلوم کیا، اصحاب نے رسول اکرم ﷺ کا تعارف کرایا، چنانچہ اس شخص نے پیغمبر اکرم ﷺ سے درخواست کی: مجھے اسلام تعلیم فرمایئے: تو آپ نے فرمایا: کہو: "اشهد ان لا الہ الا اللہ، و انی رسول اللہ"۔ چنانچہ اس نے ان دونوں شہادتوں کا اقرار کیا، آپ نے فرمایا: پانچوں وقت کی نماز پڑھنا، ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنا، اس نے کہا: میں نے قبول کیا، فرمایا: حج کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، اور غسل جنابت کرنا، اس نے کہا: میں نے قبول کیا:

اس کے بعد آپؐ آگے بڑھ گئے، وہ بھی ساتھ تھا لیکن اس کا اونٹ پیچھے رہ گیا،

۱۔ بحارالانوار، ج۶، ص۲۶.

رسول اسلام ﷺ رکے، اور اصحاب اس کی تلاش میں نکلے، لشکر کے آخر میں دیکھا کہ اس کے اونٹ کا پیر جنگلی چوہوں کے بل میں دھنس گیا ہے اور اس کی اور اس کے اونٹ کی گردن ٹوٹ گئی ہے، اور وہ دونوں ہی ختم ہو گئے ہیں۔

جیسے ہی آنحضرت ﷺ کو یہ خبر ملی فوراً حکم دیا، ایک خیمہ لگایا جائے اور اسے غسل دیا جائے، غسل کے بعد خود آنحضرتؐ خیمہ میں تشریف لائے اور اسے کفن پہنایا، خیمہ سے باہر نکلے، اسی حال میں کہ آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا: یہ دیہاتی شخص بھوکا اس دنیا سے گیا ہے، یہ وہ شخص تھا جو ایمان لایا، اور اس نے ایمان کے بعد کسی پر ظلم و ستم نہیں کیا، اپنے گناہوں سے آلودہ نہ کیا، جنت کی حوریں بہشتی پھلوں کے ساتھ اس کی طرف آئیں اور انہوں نے پھلوں سے اس کا منھ بھر دیا ہے، ان میں سے ایک حور کہتی تھی: یا رسول اللہ! مجھے اس کی زوجہ قرار دیں، اور دوسری کہتی تھی: مجھے اس کی زوجہ قرار دیں۔ (۱)

ندامت اور پشیمانی

قال امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ:

''اَلنَّدَمُ عَلَی الْخَطِیْئَةِ یَمْحُوْهَا'' (۲)

گناہ پر پشیمان ہونا اسے محو کر دیتا ہے۔

۱۔ بحار الانوار: ۶۵ ص ۲۸۲.

۲۔ غرر الحکم اردو ترجمہ، ج ۲، ص ۵۹۸.

سورہ توبہ کی آیات کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ فرشتے گناہگار کے گناہوں کو لوح محفوظ پر پیش کرتے ہیں، لیکن وہاں پر گناہوں کے بدلے حسنات اور نیکیاں دیکھتے ہی فوراً سجدہ میں گر جاتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: جو کچھ اس بندے نے انجام دیا تھا ہم نے وہی کچھ لکھا تھا لیکن اب ہم یہاں وہ نہیں دیکھ رہے ہے! جواب آتا ہے: صحیح کہتے ہو، لیکن میرا بندہ شرمندہ اور پشیمان ہو گیا اور روتا ہوا، گڑگڑاتا ہوا میرے در پر آ گیا، میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا و راس سے درگزر کیا، میں نے اس پر لطف و کرم نچھاور کر دیا، میں ''اکرم الاکرمین'' ہوں۔ (۱)

جہنم کی آگ

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَ أَهْلِیکُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ (۲)

اے ایمان والو! اپنے نفس اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

ایک نیک اور صالح شخص کو دیکھا گیا کہ بہت زیادہ گریہ وزاری کر رہا ہے، لوگوں نے گریہ وزاری کی وجہ پوچھی؟ تو اس نے کہا: اگر خداوند عالم مجھ سے یہ کہے کہ تجھے گناہوں کی وجہ سے گرم حمّام میں ہمیشہ کے لئے قید کر دوں گا تو میری آنکھوں کے

۱۔ روضات البیان، ۲، ص ۱۷۹۔ توبہ آغوش رحمت سے نقل، ص ۱۴۴.

۲۔ سورۂ تحریم، آیت ۶.

آنسو خشک ہونے کیلئے یہی کافی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس نے گناہگاروں کو عذاب جہنم کا مستحق قرار دیا ہے، وہ جہنم جس کی آگ کو ہزار سال بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوئی، ہزار سال تک اس کو سفید کیا گیا، اور ہزار سال اس کو پھونکا گیا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی ہو پھر میں اس میں کیسے رہ سکتا ہوں؟ اس عذاب سے نجات کی امید صرف خداوند عالم کی بارگاہ میں توبہ و استغفار اور عذر خواہی کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔(۱)

سچ بولنا

قال امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام:

"اُصْدُقْ تُنْجِحْ"(۲)

سچ بولو تاکہ نجات پاؤ۔

"ابوعمر زجاجی" ایک نیک اور صالح انسان تھے، موصوف کہتے ہیں کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا، ان کی میراث میں مجھے ایک مکان ملا، میں نے اس مکان کو بیچ دیا اور حج کرنے کے لئے روانہ ہوگیا، جس وقت سرزمین "نینوا" پر پہنچا تو ایک چور سامنے آیا اور مجھ سے کہا: تمہارے پاس کیا ہے؟

چنانچہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سچائی اور صداقت ایک پسندیدہ چیز ہے،

۱۔ روضات البیان، ۲، ص ۲۲۵۔ توبہ آغوش رحمت سے نقل، ص ۱۴۵۔

۲۔ غرر الحکم، ج ۱، ص ۱۷۷۔

جس کا خداوند عالم نے حکم دیا ہے، اچھا ہے کہ اس چور سے بھی حقیقت اور سچ بات کہوں، چنانچہ میں نے کہا: میری تھیلی میں پچاس ہزار دینار سے زیادہ نہیں ہے، یہ سن کر اس چور نے کہا: لاؤ وہ تھیلی مجھے دو، میں نے وہ تھیلی اس کو دیدی، چنانچہ اس چور نے ان دیناروں کو گنا اور مجھے واپس کردیئے، میں نے اس سے کہا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں تمہارے پیسے لے جانا چاہتا تھا لیکن تم تو مجھے لے چلے، اس کے چہرے پر شرمندگی اور پشیمانی کے آثار تھے، معلوم ہورہا تھا کہ اس نے اپنے گزشتہ حالات سے توبہ کرلی ہے، اپنی سواری سے اترا، اور مجھ سے سوار ہونے کے لئے کہا: میں نے کہا: مجھے سواری کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس نے اصرار کیا، چنانچہ میں سوار ہوگیا، وہ پیدل ہی میرے پیچھے پیچھے چل دیا، میقات پہنچ کر دونوں نے احرام باندھا اور مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئے، اس نے حج کے تمام اعمال میرے ساتھ انجام دیئے اور وہیں پر اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔(۱)

زیارت امام رضا علیہ السلام پر جانے کا فائدہ

استاد انصاریان نقل کرتے ہیں: ایک شب قم میں فقیہ بزرگوار عارف باللہ، معلم اخلاق مرحوم حاج سید رضا بہاء الدینی کی نماز جماعت میں شریک تھا۔

نماز کے بعد موصوف کی خدمت میں عرض کیا: آپ ہمیں کچھ وعظ و نصیحت

۱۔ روضات البیان، ج ۲، ص ۲۳۵۔

فرمایئے، چنانچہ موصوف نے جواب میں فرمایا: ہمیشہ خداوند عالم کی ذات پر امید رکھو، اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ اس کا فیض و کرم دائمی ہے کسی کو بھی وہ اپنی عنایت سے محروم نہیں کرتا، کسی بھی ذریعہ اور بہانہ سے اپنے بندوں کی ہدایت اور امداد کا راستہ فراہم کر دیتا ہے۔

اس کے بعد موصوف نے ایک حیرت انگیز واقعہ سنایا: شہر ''ارومیہ'' میں ایک قافلہ سالار ہر سال مومنین کو زیارت کے لئے لے جایا کرتا تھا۔

اس وقت گاڑیاں نئی نئی چلیں تھیں، اور وہ گاڑیاں ٹرک کی طرح ہوتی تھیں، جس پر مسافر اور سامان ایک ساتھ ہی ہوتا تھا، ایک کونے میں سامان رکھا جاتا تھا اور وہیں مسافر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

قافلہ سالار کہتا ہے: اس سال حضرت امام رضا (علیہ السلام) کی زیارت کے لئے جانے والے تقریباً ۳۰ر مومنین نے نام لکھوا رکھا تھا، پروگرام طے ہوا کہ آئندہ ہفتہ کے شروع میں یہ قافلہ روانہ ہو جائے گا۔

میں نے بدھ کی رات حضرت امام رضا (علیہ السلام) کو خواب میں دیکھا کہ ایک خاص محبت کے ساتھ مجھ سے فرمارہے ہیں: اس سفر میں ''ابراہیم جیب کترے'' کو بھی لے کر آنا، میں نیند سے بیدار ہوا تو بہت تعجب ہوا کہ کیوں امام (علیہ السلام) اس مرتبہ اس فاسق و فاجر اور جیب کترے کو (جو لوگوں کے درمیان بہت زیادہ بدنام ہے) اپنی بارگاہ کی دعوت فرما رہے ہیں، میں نے سوچا کہ یہ میرا خواب صحیح نہیں ہے، لیکن دوسری رات میں نے پھر وہی خواب دیکھا، نہ کم نہ زیادہ، لیکن اس دن بھی میں نے اس خواب پر توجہ نہیں

کی، تیسری رات میں نے حضرت امام رضا (علیہ السلام) کو عالم رویا میں قدرے ناراحت دیکھا اور ایک خاص انداز میں مجھ سے فرمارہے ہیں: کیوں اس سلسلہ میں کوئی قدم نہیں اٹھاتے ہو؟

بہر حال میں جمعہ کے دن اس جگہ گیا جہاں پر فاسد اور گناہگار لوگ جمع ہوتے تھے ان کے درمیان ابراہیم کو ڈھونڈا، سلام کیا اور اس سے مشہد مقدس کی زیارت پر چلنے کے لئے کہا، لیکن جیسے ہی میں نے مشہد کی زیارت کے لئے کہا تو اس کو بہت تعجب ہوا اور مجھ سے کہا: امام رضا (علیہ السلام) کا حرم مجھ جیسے گندے لوگوں کی جگہ نہیں ہے، وہاں پر تو پاک و پاکیزہ اور صاحبان دل جاتے ہیں، مجھے اس سفر سے معاف فرمائیں، میں نے بہت اصرار کیا لیکن وہ نہ مانا، آخرکار اس نے غصہ میں کہا: میرے پاس سفر کے اخراجات کے لئے پیسے بھی تو نہیں ہیں!! میرے پاس یہی ۳۰ر ریال ہیں اور یہ بھی ایک بڑھیا کی جیب سے نکالے ہوئے ہیں! یہ سن کر میں نے اس سے کہا: اے برادر! میں تجھ سے سفر کا خرچ نہیں لوں گا، تمہارے آنے جانے کا خرچ میرے ذمہ ہے۔

یہ سن کر اس نے قبول کر لیا، اور مشہد جانے کے لئے تیار ہو گیا، ہم نے بروز اتوار قافلہ کی روانگی کا اعلان کر دیا۔

چنانچہ حسب پروگرام قافلہ روانہ ہو گیا، ابراہیم جیسے جیب کترے کے ساتھ ہونے پر دوسرے زائرین تعجب کر رہے تھے، لیکن کسی نے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ہمت نہ کی۔

ہماری گاڑی کچی سڑک پر رواں تھی، اور جب ''زیدر'' نامی مقام پر پہنچی جو ایک

خطرناک جگہ تھی، اور وہاں اکثر زائرین پر راہزنوں کا حملہ ہوتا تھا، ہم نے دیکھا کہ راہزنوں نے سڑک کو تنگ کر دیا اور ہماری گاڑی کے آگے کھڑے ہو گئے، پھر ایک ڈاکو گاڑی میں گھس آیا، اس نے تمام زائرین کو دھمکی دی جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ اس تھیلے میں ڈال دے اور کوئی ہم سے الجھنے کی کوشش نہ کرے، ورنہ اسے مار ڈالوں گا۔

وہ تمام زائرین اور ڈرائیور کے سارے پیسے لے کر چلتا بنا۔

گاڑی دوبارہ چل دی، اور ایک چائے کے ہوٹل پر جا رکی، زائرین گاڑی سے اترے اور غم واندوہ کے عالم میں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئے، سب سے زیادہ ڈرائیور پریشان تھا، وہ کہتا تھا: میرے پاس صرف یہی نہیں کہ اپنے خرچ کے لئے پیسے نہیں بلکہ پٹرول کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ اب کس طرح مشہد تک پہنچا جائے گا، یہ کہہ کر وہ رونے لگا، حیرت اور پریشانی کے عالم میں ابراہیم جیب کترے نے ڈرائیور سے کہا: تمہارے کتنے پیسے وہ ڈاکو لے گیا ہے؟ ڈرائیور نے بتایا اتنے پیسے میرے گئے ہیں، ابراہیم نے اس کو اتنے پیسے دیدیئے، پھر اس طرح تمام مسافروں کے جتنے جتنے پیسے چوری ہوئے تھے سب سے معلوم کر کے ان کو دیدیئے، آخر میں اس کے پاس ۳۰/ریال باقی بچے، اور کہا کہ یہ پیسے میرے ہیں جو چوری ہوئے تھے۔ سب نے تعجب سے سوال کیا: یہ سارے پیسے تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ اس نے کہا: جس وقت اس ڈاکو نے تم سب لوگوں کے پیسے لے لئے اور مطمئن ہو کر واپس جانے لگا، تو میں نے آرام سے اس کے پیسے نکال لئے، اور پھر گاڑی چل دی

اور ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں، یہ تمام پیسے آپ ہی لوگوں کے ہیں۔

قافلہ سالار کہتا ہے: میں زور زور سے رونے لگا یہ دیکھ کر ابراہیم نے مجھ سے کہا: تمہارے پیسے تو واپس مل گئے، اب کیوں روتے ہو؟! میں نے اپنا وہ خواب بیان کیا جو تین دن تک مسلسل دیکھتا رہا تھا اور کہا کہ مجھے خواب کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا، لیکن اب معلوم ہو گیا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی دعوت کس وجہ سے تھی، امام علیہ السلام نے تیرے ذریعہ ہم سے یہ خطرہ ٹال دیا ہے۔

یہ سن کر ابراہیم کی حالت بدل گئی، اس کے اندر ایک عجیب وغریب انقلاب پیدا ہو گیا، وہ زور زور سے رونے لگا، یہاں تک کہ ”سلام“ نامی پہاڑی آگئی کہ جہاں سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا روضہ دکھائی دیتا ہے، وہاں پہنچ کر ابراہیم نے کہا: میری گردن میں زنجیر باندھ دی جائے، اور حرم امام رضا علیہ السلام میں اسی طرح لے جایا جائے، چنانچہ جیسے جیسے وہ کہتا رہا ہم لوگ انجام دیتے رہے، جب تک ہم لوگ مشہد میں رہے اس کی یہی حالت رہی، واقعاً عجیب طریقے سے توبہ کی، اس نے بڑھیا کے پیسے امام رضا علیہ السلام کی ضریح میں ڈال دیئے، اور حضرت امام رضا علیہ السلام کو شفیع قرار دیا تا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں، تمام زائرین اس کی حالت پر رشک کر رہے تھے، ہمارا سفر بخیر وخوشی تمام ہوا، تمام لوگ ارومیہ پلٹ آئے لیکن وہ تائب دیارِ یار میں رہ گیا۔(۱)

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص ۱۴۸.

توسل اور توبہ

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: میں مسجد الحرام میں ''مقام ابراہیم'' کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایسا بوڑھا شخص آیا جس نے اپنی ساری عمر گناہوں میں بسر کی تھی، مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا:

''نِعْمَ الشَّفِیعُ اِلَی اللّٰهِ لِلْمُذْنِبِیْنَ''

آپ خدا کے نزدیک گناہگاروں کے لئے بہترین شفیع ہیں۔

اور پھر اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا اور درج ذیل مضمون کے اشعار پڑھے:

''اے خدائے مہربان! چھٹے امام کے جد بزرگوار کا واسطہ، قرآن کا واسطہ، علی کا واسطہ، حسن وحسین کا واسطہ، فاطمہ زہرا کا واسطہ، آئمہ معصومینؑ کا واسطہ، امام مہدیؑ کا واسطہ، اپنے گناہگار بندے کے گناہوں کو معاف فرما!''

اس وقت ہاتف غیبی کی آواز آئی:

اے پیر مرد!

اگر چہ تیرے گناہ عظیم ہیں لیکن ان ذوات مقدسہ کی عظمت کے طفیل جن کی تو نے قسم دی ہے میں نے تجھے معاف کر دیا، اگر تو تمام اہل زمین کے گناہوں کی بخشش کی درخواست کرتا تو معاف کر دیتا، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ناقہ صالح اور انبیاء وآئمہ کو قتل کیا ہے۔ (۱)

۱۔ بحار الانوار، ۹۱/۲۸، باب ۲۸، حدیث ۱۴۔

سچی توبہ

ایک ولی خدا کے زمانہ میں ایک شخص بہت زیادہ گناہگار تھا جس نے اپنی تمام زندگی لہو ولعب اور بے ہودہ چیزوں میں گزاری تھی اور آخرت کے لئے کچھ بھی زاد راہ جمع نہ کی۔

نیک اور صالح لوگوں نے اس سے دوری اختیار کر لی، اور وہ نیک لوگوں سے کوئی سروکار نہ رکھتا تھا، آخر عمر میں اس نے جب اپنے کارناموں کو ملاحظہ کیا اور اپنی عمر کا ایک جائزہ لیا، اسے امید کی کرن نہ ملی، باغ عمل میں کوئی شاخ گل نہ تھی، گلستان اخلاق میں شفا بخش کوئی پھول نہ تھا، یہ دیکھ کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور دل کے ایک گوشے سے آہ نکل پڑی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، توبہ اور استغفار کے عنوان سے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

''یَا مَنْ لَهُ الدُّنْیَا وَ الآخِرَةُ اِرْحَمْ مَنْ لَیْسَ لَهُ الدُّنْیَا وَ الآخِرَةُ''

اے وہ جو دنیا وآخرت کا مالک ہے، اس شخص کے اوپر رحم کر جس کے پاس نہ دنیا ہے اور نہ آخرت۔

اس کے مرنے کے بعد شہر والوں نے خوشی منائی اور اس کو شہر سے باہر کسی کھنڈر میں پھینک دیا اور اس کے اوپر گھاس پھوس ڈال دی۔

اسی موقع پر ایک ولی خدا کو عالم خواب میں حکم ہوا کہ اس کو غسل وکفن دو اور متقی افراد کے قبرستان میں دفن کرو۔

عرض کیا: اے دو جہاں کے مالک! وہ ایک مشہور ومعروف گناہگار و بدکار تھا، وہ کس چیز کی وجہ سے تیرے نزدیک عزیز اور محبوب بن گیا اور تیری رحمت و مغفرت کے دائرہ میں آگیا ہے؟ جواب دیا:

اس نے جب اپنے آپ کو مفلس اور دردمند دیکھا تو ہماری بارگاہ میں گریہ وزاری کی اور ہم نے اسے اپنی آغوش رحمت میں لے لیا۔

کون ایسا دردمند ہے جس کے درد کا ہم نے علاج نہ کیا ہو اور کون ایسا حاجت مند ہے جو ہماری بارگاہ میں روئے اور ہم اس کی حاجت پوری نہ کریں، کون ایسا بیمار ہے جس نے ہماری بارگاہ میں گریہ وزاری کی ہو اور ہم نے اسے شفا نہ دی ہو؟ (۱)

نیکی کرو فقط خدا کے لئے

''جابر جعفی'' مکتب اہل بیتؑ کے معتبر ترین راویوں میں سے ہیں، وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

تین مسافر سفر کرتے ہوئے ایک پہاڑ کی غار میں پہنچے، وہاں پر عبادت میں مشغول ہوگئے، اچانک ایک پتھر اوپر سے لڑھک کر غار کے دہانے پر آلگا اسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دروازہ بند کرنے کے لئے ہی بنایا گیا ہو، چنانچہ ان لوگوں کو وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا۔

پریشان ہو کر یہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے: خدا کی قسم یہاں سے نکلنے کا

۱۔ منہج الصادقین، ج ۸، ص ۱۱۰۔ توبہ آغوش رحمت سے نقل، ص ۱۵۴۔

کوئی راستہ نہیں ہے، مگر یہ کہ خدا ہی کوئی لطف وکرم فرمائے، کوئی نیک کام کریں، خلوص کے ساتھ دعا کریں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔

ان میں سے پہلا شخص کہتا ہے: پالنے والے! تو تو جانتا ہے کہ میں ایک خوبصورت عورت کا عاشق ہوگیا تھا میں نے بہت زیادہ مال و دولت اسے دیا تا کہ وہ میرے ساتھ آجائے، لیکن جونہی اس کے پاس گیا، دوزخ کی یاد آگئی جس کے نتیجے میں، میں اس سے الگ ہوگیا۔ پالنے والے! اسی عمل کا واسطہ ہم سے اس مصیبت کو دور فرما اور ہمارے لئے نجات کا سامان فراہم فرما دے، بس جیسے ہی اس نے یہ کہا تو وہ پتھر تھوڑا سا کھسک گیا۔

دوسرے نے کہا: پالنے والے! تو جانتا ہے کہ ایک روز میں کھیتوں میں کام کرنے کے لئے کچھ مزدور لایا، آدھا درہم ان کی مزدوری معیّن کی، غروب کے وقت ان میں سے ایک نے کہا: میں نے دو مزدوروں کے برابر کام کیا ہے لہٰذا مجھے ایک درہم دیجئے، میں نے نہیں دیا، وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلا گیا، میں نے اس آدھے درہم کا زمین میں بیج ڈال دیا، اور اس سال بہت برکت ہوئی، ایک روز وہ مزدور آیا اور اس نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا، تو میں نے اس کو اٹھارہ ہزار درہم دیئے جو میں نے اس زراعت سے حاصل کئے تھے، اور چند سال سے اس رقم کو رکھے ہوئے تھا۔ یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے انجام دیا تھا، تجھے اسی کام کا واسطہ ہم کو نجات دیدے، چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا اور کھسک گیا۔

تیسرے نے کہا: پالنے والے! تو خوب جانتا ہے کہ ایک روز میرے ماں باپ سو

رہے تھے میں ان کے لئے کسی ظرف میں دودھ لے کر گیا، میں نے سوچا کہ اگر یہ دودھ کا ظرف زمین پر رکھ دوں تو کہیں والدین جاگ نہ جائیں، لہٰذا میں نے انہیں بیدار نہیں کیا بلکہ وہ دودھ کا ظرف لئے کھڑا رہا یہاں تک کہ وہ خود سے بیدار ہوں۔ پالنے والے! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے وہ کام اور وہ زحمت صرف تیری رضا کے لئے اٹھائی تھی، پالنے والے! اسی کام کے صدقہ میں ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدے۔ چنانچہ اس شخص کی دعا سے پتھر اور کھسکا اور یہ تینوں اس غار سے باہر نکل آئے۔(۱)

مجالس میں جانے کا فائدہ

دور حاضر کی گرانقدر تفسیر ''المیزان'' کے فارسی مترجم استاد بزرگوار حضرت آقای سید محمد باقر موسوی ہمدانی صاحب نے ۱۶رشوال بروز جمعہ ۹ بجے صبح استاد انصاریان سے بیان فرمایا:

''گنداب'' (ہمدان) کے علاقہ میں ایک شرابی اور بدمعاش شخص تھا جس کا نام علی گندابی تھا۔

اگر چہ یہ دینی مسائل پر کوئی توجہ نہیں رکھتا تھا اور ہمیشہ بدمعاشوں اور گناہگاروں کے ساتھ رہتا تھا، لیکن بعض اخلاقی چیزیں اس میں نمایاں تھی۔

ا۔ نور الثقلین، ج ۳، ص ۲۴۹.

ایک روز شہر کے بہترین علاقے میں اپنے ایک دوست کے ساتھ چائے کے ہوٹل میں بینچ پر چائے پینے کے لئے بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے صحت مند جسم اور خوبصورت چہرہ میں نہایت کشش پائی جاتی تھی۔

مخملی ٹوپی لگائے ہوئے تھا جس سے اس کی خوبصورتی میں مزید نکھار آیا ہوا تھا لیکن اچانک اس نے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور پیروں کے نیچے مسلنے لگا۔ اس کے دوست نے کہا: ارے! تم یہ کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا: ذرا ٹھہرو، اتنے بے صبرے مت بنو، بہر حال تھوڑی دیر بعد اس نے ٹوپی کو اٹھایا اور پھر اوڑھ لی اور کہا: اے میرے دوست! ابھی ایک شوہر دار جوان عورت یہاں سے گزر رہی تھی اگر مجھے اس ٹوپی کے ساتھ دیکھتی تو شاید یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی کہ یہ شخص تو میرے شوہر سے بھی زیادہ خوبصورت ہے، اور وہ اپنے شوہر سے خشک رویہ اختیار کرتی، میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی اس چمک دار ٹوپی کی وجہ سے ایک میاں بیوی کے تعلقات کو تلخ کردوں۔

ہمدان میں ایک مشہور معروف ذاکر جناب ''شیخ حسن'' بھی تھے جو واقعاً ایک متقی اور دیندار شخصیت تھے، موصوف فرماتے ہیں: حقیر عاشور کے دن عصر کے وقت ''حصار'' نامی محلّہ میں مجلس پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے لیکن واپسی میں دیر ہوگئی شہر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند ہو چکا تھا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو علی گندابی کی آواز سنی جو شراب کے نشہ میں مست تھا اور زور زور سے کہہ رہا تھا: کون ہے کون ہے؟ میں نے کہا: میں شیخ حسن ذاکر حسینؑ ہوں، چنانچہ اس نے دروازہ کھولا اور چلا کر کہا: اتنے وقت کہاں تھے؟ میں نے کہا: حصار محلّہ میں امام حسین علیہ السلام کی مجلس پڑھنے

کے لئے گیا ہوا تھا، یہ سن کر اس نے کہا: میرے لئے بھی مجلس پڑھو، میں نے کہا: مجلس لے لئے منبر اور سننے والے مجمع کی ضرورت ہوتی ہے، اس نے کہا: یہاں پر سب چیزیں موجود ہیں، اس کے بعد وہ شخص سجدہ کی حالت میں ہوا اور کہا: میری پیٹھ منبر ہے اور میں سننے والا ہوں، میری پیٹھ پر بیٹھ کر قمر بنی ہاشم حضرت عباس کے مصائب پڑھو

خوف کی وجہ سے کوئی چارہ کار نہ تھا اس کی پیٹھ پر بیٹھا اور مجلس پڑھنے لگا، چنانچہ اس نے بہت گریہ کیا، اس کا رونا دیکھ کر میری بھی عجیب حالت ہوگئی، زندگی بھر ایسی حالت نہیں ہوئی تھی، مجلس ختم ہوتے ہی اس کی مستی بھی ختم ہوگئی، اس کے اندر عجیب و غریب انقلاب پیدا ہو چکا تھا

اس مجلس، گریہ وزاری اور توسل کی برکت سے وہ شخص عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے عراق گیا، اور ان کی زیارت کی اور اس کے بعد نجف اشرف پہنچا۔

اس زمانہ میں مرزا شیرازی (جنہوں نے تمباکو کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا تھا) نجف اشرف میں قیام پذیر تھے، علی گندابی مرزا شیرازی کی نماز جماعت میں شریک ہوتا اور بالکل انہیں کے پیچھے اپنا مصلی بچھایا کرتا تھا، اور مدتوں تک اس عظیم الشان مرجع تقلید کی نماز جماعت میں شرکت کرتا رہا۔

ایک روز نماز مغرب وعشاء کے درمیان مرزا شیرازی کو خبر دی گئی کہ فلاں عالم دین کا انتقال ہوگیا، چنانچہ یہ خبر سن کر موصوف نے حکم دیا کہ حرم امام علی علیہ السلام سے متصل دالان میں ان کو دفن کیا جائے، فوراً ہی ان کے لئے قبر تیار کی گئی، لیکن نماز عشاء کے

بعد لوگوں نے آکر مرزا شیرازی کو خبر دی: گویا اس عالم دین کو سکتہ ہوا تھا اور اب الحمدللہ ہوش آگیا ہے، لیکن اچانک علی گندابی جانماز پر بیٹھے بیٹھے اس دنیا سے چل بسے، یہ دیکھ کر مرزا شیرازی نے کہا: علی گندابی کو اسی قبر میں دفن کردیا جائے! (شاید اسی کے لئے یہ قبر بنی تھی)۔(۱)

حر بن یزید ریاحی کی توبہ

حر بن یزید ریاحی پہلے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا، لیکن آخر کار امام حضرت حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگئے، حر ایک جوان اور آزاد مرد تھا، اس بے معنی جملہ ''المامور معذور ''(یعنی مامور معذور ہوتا ہے) کا معتقد نہیں تھا۔ اس نے ظالم حکمرانوں کے حکم کی مخالفت کی اور اس سے مقابلہ کے لئے قیام کیا، اور استقامت کی یہاں تک کہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوگئے۔

حر کا شمار کوفہ میں لشکر یزید کے عظیم سرداروں میں ہوتا تھا اور عرب کے مشہور خاندان سے اس کا تعلق تھا، امیر کوفہ نے اس کی موقعیت سے فائدہ اٹھایا اور حر کو ایک ہزار کے لشکر کا سردار بنادیا اور حضرت امام حسین (علیہ السلام) کی طرف روانہ کردیا تاکہ امام کو گرفتار کر کے کوفہ لے آئے۔

کہتے ہیں: جس وقت حر کو لشکر کی سرداری حکم نامہ دیا گیا اور ابن زیاد کے محل سے

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص۱۵۷۔

باہر نکلا، تو اسے ایک آواز سنائی دی: اے حرّ تیرے لئے جنت کی بشارت ہے، حر نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں دکھائی دیا، چنانچہ اس نے خود سے کہا: یہ کیسی بشارت ہے؟ جو شخص حسین سے جنگ کے لئے جارہا ہو اس کے لئے یہ جنت کی بشارت کیسے؟

حرّ ایک مفکر اور دقیق انسان تھا کسی کی اندھی تقلید نہیں کرتا تھا وہ ایسا شخص نہ تھا جو مقام منصب کے لالچ میں اپنے ایمان کو بیچ ڈالے، بعض لوگ جتنے بلند مقام پر پہنچ جاتے ہیں وہ حاکم کی اطاعت گزاری میں اپنی عقل کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں، اپنے ایمان کو بیچ ڈالتے ہیں، اور صحیح تشخیص نہیں دے پاتے، حاکم جس چیز کو صحیح کہتے ہیں وہ بھی صحیح کہہ دیتے ہیں اور جس چیز کو بُرا مانتے ہیں، اس کو برا شمار کرنے لگتے ہیں، وہ گمان کرتے ہیں کہ حاکم خطا و غلطی نہیں کرتے، جو کچھ بھی کہتے ہیں صحیح ہوتا ہے، لیکن حرّ ایسا نہیں تھا، غور و فکر کرتا تھا اور اندھی تقلید اور بے جا اطاعت نہیں کرتا تھا۔

صبح کے وقت حرّ کی سرداری میں ایک ہزار کا لشکر کوفہ سے روانہ ہوا، عربستان کے بیابان کا راستہ اختیار کیا گرمی کے عالم میں روز ظہر کے وقت امام حسین [علیہ السلام] سے ملاقات ہوگئی۔

حرّ پیاسا تھا، اس کا لشکر اور گھوڑے بھی پیاسے تھے اس علاقہ میں کہیں پانی کا نشان نہ تھا ایسے موقع پر اگر حضرت امام حسین علیہ السلام پانی نہ پلاتے تو وہ اور اس کا لشکر خود بخود ہلاک ہوجاتا اور بغیر جنگ کئے ایک کامیابی حاصل ہوجاتی، لیکن آپؑ نے ایسا نہ کیا اور دشمن سے دشمنی کرنے کی بجائے اس کے ساتھ نیکی کی اور اپنے جوانوں سے

فرمایا:

حرّ پیاسا ہے اسے پانی پلاؤ، اس کا لشکر بھی پیاسا ہے اسے بھی پانی پلاؤ اور ان کے گھوڑے بھی پیاسے ہیں انہیں بھی سیراب کرو۔ جوانوں نے امام علیہ السلام کی اطاعت کی، حر اور اس کے لشکر یہاں تک کہ ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کیا۔

ادھر نماز کا وقت ہوگیا موذن نے اذان دی، امام علیہ السلام نے موذن سے فرمایا: اقامت کہو، اس نے اقامت کہی، امام حسین علیہ السلام نے حرّ سے فرمایا: کیا تم اپنے لشکر والوں کے ساتھ نماز ادا کروگے؟ حرّ نے کہا: نہیں، میں تو آپ کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔

ایک طاقتور سردار کی جانب سے یہ جملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ حر کا اپنے اور اپنے لشکریوں پر کس قدر کنٹرول تھا کہ خود بھی امام حسین علیہ السلام کے سامنے تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کام پر آمادہ کیا۔

حرّ کا یہ ادب، توفیق کی ایک کرن تھی جس کی بنا پر اسے ایک اور توفیق حاصل ہوگئی، جس کے ذریعہ نفس پر غلبہ کے لئے روز بروز طاقت حاصل ہوگی، اور اس کو اس قدر طاقتور بنا دے گی کہ جس وقت انقلاب آئے تو اور تیس ہزار لشکر کے مقابلہ میں اپنے فیصلہ پر قائم رہے اور اپنی حیثیت کو باقی رکھے اور اپنے نفس پر غالب ہوجائے۔

گویا حرّ کے اندر ادب اور طاقت کے دو ایسے پہلو موجود تھے، جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ان صفات کے حامل کو ان صفات کی دنیا میں بادشاہ بنا دیتا ہے، پس جس کے اندر یہ دونوں صفتیں پائی جائیں تو وہ طاقت اور ادب کی دنیا کا مالک بن جاتا ہے۔

حرّ بن یزید ریاحی کا یہ سب سے پہلا روحانی اور معنوی فیصلہ تھا کہ امام علیہ السلام کے

ساتھ نماز جماعت ادا کرے اور اس سردار کا نماز جماعت میں شریک ہونا گویا حاکم سے لاپرواہی کا ایک نمونہ تھا۔

لشکر حر کی یہ نماز اہل کوفہ کے تضاد اور ٹکراؤ کی عکاسی کر رہی تھی کیونکہ ایک طرف تو امام حسینؑ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اور امام حسینؑ کی امامت اور پیشوائی کا اقرار کر رہے ہیں، دوسری طرف یزید کی فرمانبرداری کر رہے ہیں اور امام حسینؑ کے قتل کے درپے ہیں۔

اہل کوفہ نے نماز عصر امام حسینؑ کے ساتھ پڑھی، نماز مسلمان ہونے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی پیروی کی نشانی ہے۔

کوفیوں نے نماز پڑھی، کیونکہ مسلمان تھے، کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ کے پیروکار تھے، لیکن فرزند رسول، وصی رسول اور رسول اکرم ﷺ کی آخری نشانی کو قتل کر دیا! یعنی کیا مطلب؟ کیا یہ تضاد اور ٹکراؤ دوسرے لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے؟

نماز عصر کے بعد امام حسینؑ نے اہل کوفہ کو خطاب کرتے ہوئے اس طرح بیان فرمایا:

''خدا سے ڈرو، اور یہ جان لو کہ حق کدھر ہے تاکہ خدا کی خوشنودی حاصل کر سکو، ہم پیغمبر کے اہل بیت ہیں، حکومت ہمارا حق ہے نہ کہ ظالم و ستمگر کا حق، اگر حق نہیں پہچانتے اور ہمیں خطوط لکھ کر اس پر وفا نہیں کرتے تو مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہے، میں واپس چلا جاتا ہوں۔''

حر نے کہا: مجھے خطوط کی کوئی خبر نہیں ہے، امامؑ نے خطوط منگوائے اور حر کے

سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر حر نے کہا: میں نے کوئی خط نہیں لکھا ہے، میں یہیں سے آپ کو امیر کے پاس لے چلتا ہوں، امامؑ نے فرمایا: تیری آرزو کے آگے موت تجھ سے زیادہ نزدیک ہے۔ اس کے بعد اپنے اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا: سوار ہو جاؤ، چنانچہ وہ سوار ہو گئے اور اہل حرم کے سوار ہونے کا انتظار کرنے لگے، سوار ہونے کے بعد واپس ہونا چاہتے تھے لیکن حر کے لشکر نے راستہ روک دیا۔

امام حسینؑ نے حر سے کہا: تیری ماں تیرے عزا میں بیٹھے۔ تو کیا چاہتا ہے؟ حر نے کہا: اگر عرب کا کوئی دوسرا شخص مجھے یہ بات کہتا اور آپ جیسی حالت میں ہوتا تو میں اس کو کبھی نہ چھوڑتا اور اس کی ماں کو اس کے عزا میں بٹھا دیتا، چاہے جو ہوتا۔

''وَ لٰکِنْ وَ اللّٰہِ مَالِی اِلٰی ذِکْرِ اُمِّکَ مِنْ سَبِیلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ مَا یُقْدَرُ عَلَیْہِ''(۱)

خدا کی قسم! نیکی اور احسان کے بغیر مجھے آپ کی والدہ کا نام لینے کا حق نہیں ہے۔

اس کے بعد حر نے کہا: مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے، آپ ایسا راستہ اختیار کر سکتے ہیں کہ جو نہ مدینہ جاتا ہو اور نہ کوفہ، شاید اس کے بعد کوئی ایسا حکم آئے کہ میں اس مشکل سے نجات پا جاؤں، اور اس کے بعد قسم کھا کر امام حسینؑ سے کہا کہ یا اباعبداللہ! اگر جنگ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے۔

چنانچہ امام حسینؑ نے فرمایا: تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ تمہارا انجام کار یہاں

۱۔ ارشاد القلوب، ۲/۸۰؛ اعلام الوری، ۲۳۲.

تک پہنچ گیا ہے کہ مجھے قتل کرنے کی فکر میں ہو۔ اس کے بعد دونوں لشکر روانہ ہو گئے۔ راستہ میں کوفہ سے آنے والے امام حسین علیہ السلام کے مددگار آپہنچے، حرّ نے ان کو گرفتار کر کے کوفہ بھیج دینے کا ارادہ کیا، امام حسین علیہ السلام نے روکتے ہوئے فرمایا: میں ان کا بھی دفاع کروں گا، جس طرح اپنی جان کا دفاع کرتا ہوں، یہ سن کر حرّ نے اپنا حکم واپس لے لیا، اور وہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔

جس وقت عمر سعد جنگ کے لئے تیار ہو گیا، حرّ کو اس بات کا یقین نہ تھا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار، فرزند رسول پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے، چنانچہ حر، عمر سعد کے پاس گیا اور سوال کیا: کیا واقعاً (امام) حسین سے جنگ ہوگی؟ عمر سعد نے کہا: ہاں ہاں! گھمسان کی جنگ ہوگی، حرّ نے کہا: کیوں (امام) حسین کی پیشکش کو قبول نہیں کیا؟ عمر سعد نے کہا: مجھے مکمل اختیار نہیں ہے اگر مجھے اختیار ہوتا تو قبول کر لیتا، مکمل اختیار امیر کے ہاتھوں میں ہے، ''المامور معذرو''!

حرّ نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا کہ مجھے امام حسین (علیہ السلام) سے ملحق ہونا ہے، البتہ یزیدی فوج کو اس بات کی خبر نہ ہو، اپنے پاس کھڑے چچازاد بھائی سے کہا: تو نے اپنے گھوڑوں کو پانی پلا لیا ہے؟ ''قرہ'' نے جواب دیا: نہیں۔ حرّ نے کہا: کیا اس کو پانی نہیں پلائے گا؟ قرہ نے اس سوال سے کچھ اس طرح اندازہ لگایا کہ حر جنگ نہیں کرنا چاہتا لیکن اپنی بات کسی پر ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتا، شاید کوئی جا کر خبر کر دے، لہٰذا اس نے اس طرح جواب دیا: ٹھیک ہے میں گھوڑے کو پانی پلاتا ہوں اور حر سے دور چلا گیا۔

مہاجر، حرّ کا دوسرا چچازاد بھائی حر کے پاس آیا اور کہا: کیا ارادہ ہے، کیا حسین پر حملہ

کرنا چاہتا ہے؟

حر نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، اور اچانک درخت بید کی طرح لرزنے لگا، جیسے ہی مہاجر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت تعجب کیا اور کہا: اے حر تیرے کام انسان کو شک میں ڈال دیتے ہیں، میں نے اس سے پہلے تیری یہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی، اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ کوفہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر کون شخص ہے؟ تو میں تیرا نام لیتا، لیکن آج یہ تیری کیا حالت ہو رہی ہے؟

حرّ نے زبان کھولی اور کہا: میں دوراہہ پر کھڑا ہوں اپنے آپ کو جنت و دوزخ کے درمیان پا رہا ہوں اور پھر کہا: خدا قسم! کوئی بھی چیز جنت کے مقابلہ میں نہیں ہے، میں جنت کو نہیں کھو سکتا، چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں یا مجھے آگ میں جلا ڈالیں، یہ کہہ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گیا۔

حر کا جنت و دوزخ پر یقین تھا وہ روز قیامت پر ایمان رکھتا تھا اور قیامت پر ایمان رکھنے کے یہی معنی ہیں۔

صاحبان دل جانتے ہیں کہ ایک لمحہ کے اندر انسان کے دل میں کیا کیا محل تیار ہوتے ہیں، باتیں بنانے والے کیا کیا کہتے ہیں اور ایک شجاع انسان کو قطعی فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اور اسی کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے اور یقیناً اس پر تدبیر اور ہوشیاری سے عمل کرنا ہوتا ہے تا کہ راستہ میں کوئی رکاوٹ اور مانع پیش نہ آجائے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام وہ عظیم الشان بہادر تھے، جنہوں نے تنہا دشمن کا مقابلہ کیا ہے اور اس طرح دشمن کے اہداف کو ناکام کیا کہ دشمن انکی نیت سے آگاہ ہو گیا۔

حر نے اپنے سامنے دونوں راستوں کو واضح پایا اور ان میں سے ایک کو عملی جامہ پہنانے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ دیکھا، اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہے ان کے ارادوں کو فقط پر و بال کی ضرورت تھی تا کہ شکاریوں کے تیر سے بچ کر نکل سکیں۔

حر کے قدم دشمن کے جال سے نکل چکے تھے، وہ دنیاداری کو پیچھے چھوڑ چکے تھے، مقام و ریاست اور جاہ و جلال سب پیچھے رہ گئے تھے اس وقت اگر قدموں میں تھوڑا سا ثبات موجود ہو تو تمام آفات سے بھی گزر جائیں گے، ان کو یاد آیا کہ اس راستہ میں کوئی مشکل و آفت نہیں ہے، اگر مجاہد اپنے گھر سے قدم نکالے اور راستہ میں ہی اس کی موت آجائے اور مقصد تک پہنچنے سے پہلے ہی اس دنیا سے کوچ کر جائے تو بھی خداوند عالم کا لطف و کرم اس کے شامل حال ہوتا ہے اور خداوند عالم اس کو جنت الفردوس میں جگہ دیتا ہے۔

حر، جیسا انسان ان تین مرحلوں سے گزر چکا تھا جو واقعاً جادو تھے۔

۱۔ دشمن کی غلامی اور اس کے نفوذ سے۔

۲۔ دنیاوی زرق و برق سے۔

۳۔ آفات کے مراحل سے۔

حر کے اندر حق و حقیقت سمجھنے کی طاقت اس حد تک تھی کہ اگر اس کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالیں تو بھی راہ حق و حقیقت اور بہشت سے منحرف نہیں کیا جا سکتا۔ ''اوس'' نے مہاجرین کو جواب دیتے ہوئے کہا: (حر) اپنے آپ کو جنت و جہنم کے درمیان دیکھ رہا ہے، اس وقت حر نے کہا: خدا کی قسم میں جنت کے مقابلہ میں کسی بھی چیز کو اختیار

نہیں کر سکتا اور اس راستہ سے نہیں ہٹوں گا چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور چاہے مجھے آگ میں جلا دیا جائے! اس کے بعد گھوڑے کو ایڑ لگائی اور امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گیا جیسے ہی نزدیک پہنچا اپنی سپر کو اُلٹا کر لیا۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا: یہ شخص کوئی بھی ہے، امان چاہتا ہے، جو روتا ہوا، گریہ کرتا ہوا اور بے قراری کی صورت میں آ رہا ہے۔

حرّ، امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ تھے ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے کہتے جا رہے تھے: پالنے والے! تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہوئے حاضر ہو رہا ہوں لہٰذا میری توبہ قبول فرما کیونکہ میں نے تیرے اولیاء اور تیرے پیغمبر کی آل کو رنجیدہ خاطر کیا ہے۔

طبری کہتے ہیں: جیسے ہی حرّ نزدیک ہوا، اور اس کو پہچان لیا گیا، اس نے حضرت امام حسین (علیہ السلام) کو سلام کیا، اور عرض کی: اے فرزند رسول! خدا مجھے آپ پر قربان کرے، میں نے آپ کا راستہ روکا اور آپ کو واپس نہ پلٹنے دیا، اور آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، تا کہ آپ کسی محفوظ جگہ میں پناہ گاہ تلاش نہ کر لیں، یہاں تک کہ آپ پر سختی کی اور آپ کو اس کربلا میں روک لیا اور یہاں بھی آپ پر سختی کی گئی، لیکن اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں، میرا یہ گمان نہیں تھا کہ یہ قوم آپ کی باتوں کو نہیں مانے گی، اور آپ سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے گی۔

میں شروع میں یہ سوچتا تھا کہ کوئی بات نہیں، ان لوگوں کے ساتھ سازش سے کام لیتا رہوں تا کہ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ ان کا مخالف ہوتا جا رہا ہے، لیکن اگر خدا کی قسم مجھے یہ گمان ہوتا کہ یہ لوگ آپ کی باتوں کو قبول نہیں کریں گے، تو میں آپ کے ساتھ

ایسا سلوک نہ کرتا، اب میں آپ کی خدمت میں توبہ کرتے ہوئے اور جانثار کرتے ہوئے حاضر ہوں، تاکہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کروں اور اپنی جان آپ پر قربان کردوں۔ میں آپ پر قربان ہونا چاہتا ہوں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟

اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں خداوند عالم توبہ قبول کرنے والا ہے، تمہاری توبہ قبول کرلے گا اور تجھے بخش دے گا، تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: حرّ بن یزید ریاحی، امام علیہ السلام نے فرمایا:

حرّ جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام رکھا تم دنیا و آخرت دونوں میں ہی حرّ (آزاد) ہو۔(۱)

عصر عاشور دو بھائیوں کی توبہ

اسلام میں توبہ یعنی گناہگار کا نادم اور پشیمان ہونا، اپنے کئے ہوئے سے پشیمان ہوکر خدا کی طرف پلٹ جانا، اور یہ راستہ ہمیشہ انسان کے لئے کھلا ہوا ہے؛ کیونکہ مکتب الٰہی امید و رجاء کا دین ہے، مہر و محبت، رحمت کا سرچشمہ اور عشق و وفا کا مرکز ہے۔

امام حسین علیہ السلام رحمت پروردگار کا مکمل آئینہ دار ہیں مخلوق پر رحم و کرم، دوست پر رحم و کرم اور دشمن پر (بھی) رحم و کرم، امام حسین کا وجود مہر و محبت کا مجسمہ تھا آپ کی گفتگو محبت تھی رفتار محبت تھی، جس وقت سے یزیدی لشکر آپ کے ساتھ ہوا اسی وقت سے آپ

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص ۱۶۷.

کی کوشش رہی کہ ان کو ہدایت فرمائیں تاکہ وہ صراط مستقیم کو اپنالیں، جہاں تک ممکن ہوسکا آپ نے رہنمائی فرمائی اور ان کے سلسلے میں خیرخواہی سے کام لیتے رہے۔

جنگ سے پہلے کوشش کی، میدان جنگ میں کوشش کی اور اپنی رفتار و گفتار سے کوشش کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں میں ہدایت کی صلاحیت تھی ان کو ہدایت کی اور ان کو جہنم سے نکال کر مستحق بہشت بنادیا۔

امام حسین علیہ السلام کی آخری دعوت اس وقت تھی جب آپ تن تنہا رہ گئے جس وقت آپ کے تمام اصحاب و اعزاء شہید ہوگئے، اس وقت کوئی نہ تھا، امام علیہ السلام نے استغاثہ بلند کیا اور فرمایا: کیا ہمارا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے؟ کیا کوئی ہے جو پیغمبر کے اہل حرم کا دفاع کرے:

"اَلا نَاصِرٌ یَنصُرُنَا؟ اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولَ اللّٰهِ"

اس آواز نے سعد بن حرث انصاری اور اس کے بھائی ابوالحتوف بن حرث کو خواب غفلت سے بیدار کردیا، یہ دونوں انصار سے تعلق رکھتے تھے، نیز ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا لیکن آل محمدؐ سے کوئی سروکار نہ تھا، دونوں دشمنان علیؑ میں سے تھے، جنگ نہروان میں ان کا نعرہ یہ تھا: "حکومت کا حق صرف خداوند عالم کو ہے، گناہگار کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

یہ دونوں بھائی عمر سعد کے لشکر میں (امام) حسین (علیہ السلام) سے جنگ کرنے اور آپ کے قتل کے، لئے کوفہ سے کربلا آئے تھے، روز عاشورا جب جنگ کا آغاز ہوا تو یہ دونوں یزید کی فوج میں تھے، جنگ شروع ہوگئی خون بہنے لگا، لیکن یہ لوگ یزید

کے لشکر میں تھے، امام حسین علیہ السلام تن تنہا رہ گئے یہ لوگ یزید کی فوج میں تھے، لیکن جس وقت امام حسین علیہ السلام نے استغاثہ بلند کیا تو یہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو گئے، اور خود سے کہنے لگے: حسین فرزند پیغمبر ہیں، ہم روز قیامت ان کے نانا کی شفاعت کے امیدوار ہیں، یہ سوچ کر دونوں یزید کی فوج سے نکل آئے اور حسینی بن گئے، جیسے امام حسین کے زیر سایہ آئے تو یزیدیوں پر حملہ کر دیا اور ان سے جنگ کی، چند لوگوں کو زخمی کیا اور چند لوگوں کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ خود بھی جام شہادت نوش کر لیا۔

علامہ کمرہ ای اپنی عظیم الشان کتاب ''عنصر شجاعت'' میں فرماتے ہیں:

جس وقت بچوں اور اہل حرم نے امام حسین علیہ السلام کی صدائے استغاثہ سنی:

''اَلَا نَاصِرٌ یَنْصُرُنَا ...''

تو خیام حسینی سے رونے اور چلانے کی آواز بلند ہوئی، سعد اور اس کے بھائی ابو الحتوف نے جیسے ہی اہل حرم کے نالہ وفریاد کی دل خراش آوازیں سنیں تو ان دونوں نے امام حسین علیہ السلام کا رخ کیا۔

یہ میدان جنگ میں تھے اپنے ہاتھوں میں موجود شمشیر سے یزیدیوں پر حملہ آور ہو گئے، اور جنگ کرنا شروع کی، امام کی طرف سے تھوڑی دیر تک جنگ کی اور بعض لوگوں کو واصل جہنم کیا، آخر کار دونوں شدید زخمی ہو گئے اس کے بعد دونوں ایک ہی جگہ پر شہید ہو گئے۔(۱)

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص۱۷۵۔

ایک جزیرہ نشین مرد کی توبہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے: ایک شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ دریا کا سفر کر رہا تھا۔ اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور اس شخص کی زوجہ کے علاوہ تمام لوگ دریا میں ڈوب گئے اور وہ بھی ایسے کہ وہ عورت ایک تختہ پر بیٹھ گئی اور اس دریا کے ایک جزیرہ پر پہنچ گئی۔

اس جزیرہ میں ایک چور رہتا تھا جس نے حرمت خدا کے تمام پردوں کو چاک کر رکھا تھا، ناگاہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت اس کے پاس کھڑی ہے، اس نے سوال کیا کہ تو انسان ہے یا جن؟ اس نے کہا انسان ہوں۔ چنانچہ وہ چور بغیر کچھ بولے ہی اس عورت کی بغل میں اس طرح آ بیٹھا کہ جس طرح مرد اپنی زوجہ کے پاس بیٹھتا ہے، اور جب اس نے عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنا چاہا تو وہ عورت لرز گئی۔ اس چور نے کہا تو ڈرتی کیوں ہے؟ پریشان کیوں ہو گئی؟ وہ عورت بولی کہ خدا سے ڈرتی ہوں، اس چور نے کہا کہ کبھی اس طرح کا کام انجام دیا ہے؟ تو اس عورت نے کہا: نہیں، بخدا ہرگز نہیں۔ اس شخص نے کہا: تو خدا سے اس قدر خوف زدہ ہے حالانکہ تو نے ایسا کام انجام نہیں دیا ہے اور میں جب کہ تم کو اس کام پر مجبور کر رہا ہوں، خدا کی قسم، مجھے تو تجھ سے کہیں زیادہ خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھا اور اپنے گھر چلا گیا، اور ہمیشہ توبہ واستغفار کی فکر میں رہنے لگا۔

ایک روز راستہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی، دوپہر کا وقت تھا، چنانچہ اس

راہب نے اس شخص سے کہا: دعا کرو کہ خدا ہمارے اوپر بادلوں کے ذریعہ سایہ کردے کیونکہ شدت کی گرمی پڑ رہی ہے، تو اس جوان نے کہا کہ میں نے کوئی نیکی نہیں کی ہے اور خدا کی بارگاہ میں میری کوئی عزت وآبرو نہیں کہ میں اس سے اس طرح کا سوال کروں۔ اس وقت راہب نے کہا: تو پھر میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہنا۔ اس جوان نے کہا: یہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ راہب نے دعا کی اور اس جوان نے آمین کہا، اور دیکھتے ہی دیکھتے بادلوں نے ان دونوں پر سایہ کردیا، دونوں راستہ چلتے رہے یہاں تک کہ ان کا راستہ الگ الگ ہونے لگا، دونوں نے اپنے اپنے راستہ کو اختیار کیا، تو بادل اس جوان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

چنانچہ یہ دیکھ کر اس راہب نے متعجب ہوکر کہا: تو تو مجھ سے بہتر ہے، تیری ہی وجہ سے دعا قبول ہوئی ہے، نہ کہ میری وجہ سے اور اس جوان سے اس کے حالات دریافت کیئے، چنانچہ اس نے اس عورت کا واقعہ بیان کیا: تب راہب نے کہا: چونکہ خوف خدا تیرے دل میں پیدا ہوگیا تھا تو خدا نے تیرے گناہ بخش دیئے، لہٰذا آئندہ گناہوں سے پرہیز کرنا۔(۱)

۱۔ اصول کافی، ج۲ص۶۹، باب الخوف والرجاء حدیث ۸؛ بحار الانوار، ج۶۷ص۳۶۱، باب ۵۹، حدیث ۶۔

اصمعی اور بیابانی تائب

اصمعی کہتے ہیں: میں بصرہ میں تھا، نماز جمعہ پڑھنے کے بعد شہر سے باہر نکلا، ایک شخص کو دیکھا جو اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے، جیسے ہی مجھے دیکھا تو اس نے کہا: تم کہاں سے آرہے ہو اور تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ میں نے کہا: میرا تعلق قبیلہ ''اصمع'' سے ہے، اس نے کہا: تو وہی مشہور اصمعی ہی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میں وہی ہوں۔ اس نے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: خدائے عزوجل کے گھر سے۔ اس نے کہا:

''اَوَ لِلّٰهِ بَيْتٌ فِي الْأَرْضِ''

(کیا روئے زمین پر (بھی) خدا کا کوئی گھر ہے؟)

میں نے کہا: ہاں، خانہ کعبہ اور بیت اللہ الحرام، اس نے کہا: وہاں کیا کررہے تھے؟ میں نے کہا: کلام خدا کی تلاوت کررہا تھا، اس نے کہا:

''اَوَ لِلّٰهِ كَلاٰمٌ؟''

(کیا خدا کا کوئی کلام (بھی) ہے؟)

میں نے کہا: ہاں، شیرین کلام۔ اس نے کہا: مجھے بھی تھوڑا بہت کلام خدا سناؤ، میں نے سورہ ذاریات کی تلاوت شروع کردی یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچا:

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾(۱)

۱۔ سورۂ الذاریات، آیت ۲۲۔

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جن باتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے سب کچھ موجود ہے۔

اس نے کہا: کیا یہ خدا کا کلام ہے؟ میں نے کہا: ہاں یہ اسی کا کلام ہے جس کو اس نے اپنے بندہ اور پیغمبر محمد ﷺ پر نازل کیا ہے، یہ سنتے ہی اس کے بدن میں جیسے آگ لگ گئی ہو، اس کے اندر ایک سوز پیدا ہوا، ایک شدید درد اس کے اندر پیدا ہوا، اس نے اپنی شمشیر اور نیزہ پھینک دیا، اپنے اونٹ کو قربان کر دیا، اور خالی ہاتھ ہو گیا، ظلم وستم کا لباس اتار دیا اور کہا:

”تریٰ یقبل من لم یخدمه فی شبابه“

(اے اصمعی! کیا تم گمان کرتے ہوں کہ جس نے جوانی میں خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت نہ کی ہو، اس کو بارگاہ الٰہی میں قبول کر لیا جائے گا؟)

میں نے کہا: اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اس نے کیوں انبیاءؑ کو مبعوث برسالت فرمایا، انبیاء کی رسالت کا ہدف ہی یہی ہے کہ بھاگنے والے کو دوبارہ پلٹا دیں اور خدا کا غضب، صلح وآشتی میں بدل جائے۔

اس نے کہا: اے اصمعی! اس دردمند کے لئے کوئی علاج بتاؤ، اور گناہوں میں مبتلا ہونے والے کے لئے کوئی مرہم بتاؤ۔

میں نے اس کے بعد کی آیت کی تلاوت شروع کر دی:

﴿فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ﴾ (۱)

۱۔ سورۂ الذاریات، آیت ۲۳۔

آسمان وزمین کے مالک کی قسم یہ قرآن بالکل برحق ہے جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔

جیسے ہی میں نے اس آیت کی تلاوت کی، اس نے چند بار اپنے آپ کو زمین پر گرایا، اور نالہ وفریاد کی، دیوانوں کی طرح حیران وسرگردان بیابان کی طرف چل دیا۔

اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا مگر خانہ کعبہ کے طواف میں کہ غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے کہہ رہا تھا:

”مَنْ مِثْلِيْ وَ اَنْتَ رَبِّی، مَنْ مِثْلِيْ وَ اَنْتَ رَبِّی“

(مجھ جیسا کون ہوگا کہ تو میرا خدا ہے، مجھ جیسا کون ہوگا کہ تو میرا خدا ہے۔)

میں نے اس سے کہا: تیری یہ گفتگو اور تیری یہ حالت لوگوں کے طواف میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ چنانچہ اس نے کہا: اے اصمعی! گھر اس کا گھر ہے، اور بندہ بھی اسی کا، چھوڑئے مجھے اس کے لئے ناز کرنے دیجئے، اس کے بعد اس نے دو شعر پڑھے جن کا مضمون یہ ہے:

”اے شب بیداری کرنے والو! تم لوگ کس قدر نیک ہو، تمہارے اوپر میرے ماں باپ قربان! کس قدر خوبصورت اور زیبا ہو، اپنے آقا کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہو، واقعاً یہ دروازہ تمہارے لئے کھل جائے گا۔“

اس کے بعد وہ بھیڑ میں چھپ گیا، اور بہت تلاش کرنے پر بھی نہ ملا، مجھے بہت زیادہ حیرت اور تعجب ہوا، میری طاقت ختم ہو چکی تھی اور میں صرف گریہ زاری کرتا رہ گیا۔ (۱)

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص ۱۸۷۔

صدق اور سچائی توبہ کے باعث بنے

راہزنوں کا ایک گروہ کسی مسافر کی تلاش میں تھا تاکہ اس کے مال واسباب لوٹ سکیں، اچانک انہوں نے ایک مسافر کو دیکھا، تو اس کی طرف دوڑے اور کہا: جو کچھ بھی ہے، ہمیں دیدو۔ اس نے کہا: میرے پاس صرف ۸۰/دینار ہیں جس میں ۴۰/دینار کا مقروض ہوں اور باقی میرے وطن تک پہنچنے کا خرچ ہے۔ راہزنوں کے رئیس نے کہا: اس کو چھوڑ دو، معلوم ہوتا ہے کوئی بدبخت آدمی ہے اس کے پاس زیادہ پیسہ نہیں ہے۔

راہزن مسافروں کی کمین میں بیٹھے ہوئے تھے، اس مسافر کو جہاں جانا تھا چلا گیا اور اپنا قرض ادا کرکے واپس آگیا، اس وقت پھر راستہ میں چور مل گئے، انہوں نے کہا: جو کچھ تیرے پاس ہے وہ سب دیدے ورنہ تجھے قتل کردیں گے، اس نے کہا: میرے پاس ۸۰/دینار تھے جن میں سے ۴۰/دینار قرض دے چکا ہوں اور باقی میرے خرچ کے لئے ہیں، چوروں کے سردار نے حکم دیا کہ اس کی تلاشی لی جائے، چنانچہ اس کے سامان اور کپڑوں میں ۴۰/دینار کے علاوہ کچھ نہیں ملا!

چوروں کے سردار نے کہا: حقیقت بتاؤ کہ اس خطرناک موقع پر بھی تو نے صدق اور سچائی سے کام لیا اور جھوٹ نہ بولا؟

اس نے کہا: میں نے بچپن میں اپنی ماں کو وعدہ دیا تھا کہ عمر بھر سچ بولوں گا اور کبھی اپنے دامن کو جھوٹ سے آلودہ نہ کروں گا۔

چور قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا، لیکن چوروں کے سردار نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا: ہائے افسوس! تو اپنی ماں سے کئے ہوئے وعدہ پر پابند ہے اور جھوٹ کا سہارا نہ لیا اور اپنے اس وعدہ پر اس قدر پابند ہے، لیکن میں خدا کے وعدے کا پابند نہیں ہوں جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے کہ گناہ نہ کریں گے، اس وقت اس نے ایک چیخ ماری اور کہا: خدایا! اس کے بعد تیرے وعدے پر عمل کروں گا، پالنے والے! میری توبہ!! میری توبہ!!(۱)

ایک عجیب وغریب توبہ

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کا ظاہر بہت اچھا اور بہت نیک صورت تھا، جیسے اہل ایمان کے درمیان ایک نایاب اور مشہور شخص ہو۔

لیکن وہ شخص بعض اوقات رات میں چھپ کر لوگوں کے یہاں چوری کرتا تھا۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ چوری کے لئے ایک دیوار پر چڑھ گیا، دیکھا کہ اس گھر میں بہت زیادہ مال ودولت ہے اور وہاں پر ایک جوان لڑکی کے علاوہ کوئی دوسرا بھی نہیں ہے!

اپنے دل میں کہنے لگا: آج تو مجھے دوہرا خوش ہونا چاہیے، ایک تو یہ سارا قیمتی سامان مجھے مل جائے گا، دوسرے اس لڑکی سے لذت بھی حاصل کروں گا۔

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص ۱۸۷۔

اسی فکر میں تھا کہ اچانک غیبی بجلی اس کے دل میں چمکی، جس سے اس کی فکر روشن ہوگئی، غور وفکر میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا: کیا ان تمام گناہوں کے بعد تجھے موت کا سامنا نہیں کرنا، کیا موت کے بعد خداوند عالم مجھ سے باز پرس نہیں کرے گا، کیا میں اس روز کے عذاب سے بھاگ سکتا ہوں؟

اس روز اتمام حجت کے بعد خدا کے غیظ وغضب میں گرفتار ہوں گا ہمیشہ کے لئے آتش جہنم میں جلوں گا، یہ سب باتیں سوچ کر بہت زیادہ پشیمان ہوا اور خالی ہاتھ ہی وہاں سے واپس آ گیا۔

جیسے ہی صبح ہوئی، اپنے اسی ظاہری چہرہ اور بناوٹی لباس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اچانک اس نے دیکھا کہ وہی لڑکی جس کے گھر میں گزشتہ رات چوری کے لئے گیا تھا؛ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے، میرے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے، میرا شادی کرنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن رات میں نے دیکھا کہ ایک چور میرے گھر میں آیا اگر چہ وہ کچھ نہیں لے گیا لیکن میں بہت زیادہ ڈر گئی ہوں، گھر میں تنہا رہنے کی ہمت نہیں رہ گئی ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے لئے کوئی شوہر تلاش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چور کی طرف اشارہ کیا، اگر تو چاہتی ہے تو ابھی اس کے ساتھ تیرا عقد پڑھ دوں، چنانچہ اس نے عرض کیا: میری طرف سے کوئی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت ان دونوں کا عقد کر دیا، دونوں ایک ساتھ اس کے گھر میں آ گئے، اس نے اپنا واقعہ اس عورت سے بیان کیا کہ وہ چور میں

ہی تھا اگر میں نے چوری کی ہوتی اور تجھ سے ناجائز رابطہ کیا ہوتا، تو میں چوری کا مرتکب بھی ہوا ہوتا اور زنا کا گناہ بھی کرتا جبکہ یہ وصال ایک رات سے زیادہ نہ ہوتا، اور وہ بھی حرام طریقہ سے لیکن چونکہ میں نے خدا اور قیامت کو یاد کرلیا اور گناہ کرنے میں صبر کیا اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کیا، خداوند عالم نے بھی اسی طرح مقدر فرمایا کہ اب گھر کے دروازہ سے داخل ہوا ہوں اور ساری عمر تیرے ساتھ زندگی بسر کروں گا۔(۱)

توبہ کرنے والے اہل بہشت ہیں

معاذ بن وہب کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں چند لوگوں کے ساتھ مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوا، ایک بوڑھا شخص بھی ہمارے ساتھ تھا، جو بہت زیادہ عبادتیں کیا کرتا تھا لیکن ہماری طرح اہل بیت (علیہم السلام) کی ولایت اور حضرت امیر کو بلا فصل خلیفہ نہیں مانتا تھا، اسی وجہ سے اپنے خلفاء کے مذہب کے مطابق سفر میں (بھی) نماز پوری چار رکعت ہی پڑھتا۔

اس کا ایک بھتیجا بھی ہمارے قافلہ میں تھا، لیکن اس کا عقیدہ ہماری طرح صراط مستقیم پر تھا، وہ بوڑھا شخص راستہ میں بیمار ہوگیا، اس نے اپنے بھتیجے سے کہا: اگر اپنے چچا کے پاس ہوتا اور اس کو ''ولایت'' کے سلسلہ میں بتاتا تو بہتر ہوتا، شاید خداوند عالم

۱۔ اسرار معراج، ج۱، ص۴۸؛ توبہ آغوش رحمت سے نقل، ص۱۹۱۔

اس کو آخری وقت میں ہدایت فرمادیتا اور گمراہی وضلالت سے نجات عطا کردیتا۔

اہل قافلہ نے کہا: اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو، لیکن اس کا بھتیجا اس کی طرف دوڑا اور کہا: عمو جان! لوگوں نے سوائے چند افراد کے رسول خدا ﷺ کے بعد حق سے روگردانی کی، لیکن حضرت علیؑ بن ابی طالب رسول اکرم ﷺ کی طرح واجب الاطاعت ہیں، پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد حق علی کے ساتھ، اور آپ کی اطاعت تمام امت پر واجب ہے، اس پیر مرد نے ایک چیخ ماری اور کہا: میں بھی اسی عقیدہ پر ہوں، یہ کہہ کر اس دنیا سے چل بسا۔

ہم لوگ جیسے ہی سفر سے واپس آئے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوئے، علی بن سری نے اس بوڑھے شخص کا واقعہ بیان کیا، اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جنتی ہے۔ اس نے عرض کیا: وہ شخص آخری لمحات میں اس عقیدہ پر پہنچا ہے، صرف اسی گھڑی اس کا عقیدہ صحیح ہوا تھا، کیا وہ بھی جنتی اور اہل نجات ہے؟! اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: تم اس سے اور کیا چاہتے ہو، بخدا وہ شخص اہل بہشت میں سے ہے۔ (۱)

لوہار کی توبہ

اس عجیب وغریب واقعہ کا راوی کہتا ہے: میں شہر بصرہ کے لوہار بازار میں وارد ہوا، ایک لوہار کو دیکھا کہ لوہے کو سرخ کئے ہوئے ہے اور اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑے

۱۔ اصول کافی، ج۲، ص۴۴۱، باب فيما أعطى الله عز وجل آدمؑ حديث۴.

ہوئے ہے، اور اس کا شاگرد اس پر ہتھوڑا مار رہا ہے۔

مجھے بہت تعجب ہوا کہ سرخ لوہا اس کے ہاتھ کو نہیں جلا رہا ہے؟ اس لوہار سے اس چیز کا سبب معلوم کیا، اس نے بتایا کہ: ایک سال بصرہ میں شدید قحط پڑا، یہاں تک لوگ بھوک کے مرنے لگے، ایک روز میری پڑوسن جو جوان تھی میرے پاس آئی اور کہا: میرے بچے بھوک سے مر رہے ہیں، میری مدد کر، جیسے ہی میں نے اس کے جمال اور خوبصورتی کو دیکھا تو اس کا عاشق ہوگیا، میں نے اس کے سامنے ناجائز پیشکش رکھی، وہ عورت شرما کر جلدی سے میری گھر سے نکل گئی۔

چند روز کے بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور کہا: اے مرد! میرے یتیم بچوں کی جان خطرے میں ہے، خدا سے ڈر اور میری مدد کردے، میں نے دوبارہ پھر اپنی خواہش کی تکرار کی اس مرتبہ بھی وہ عورت شرمندہ ہوکر میرے گھر سے نکل گئی۔

دو دن بعد پھر میرے پاس آئی اور کہا: اپنے یتیم بچوں کی جان بچانے کے لئے میں تسلیم ہوں، لیکن مجھے ایسی جگہ لے چل جہاں تیرے اور میرے علاوہ کوئی نہ ہو، چنانچہ اس کو ایک مخفی جگہ لے کر گیا، جیسے ہی اس کے نزدیک ہونا چاہتا تھا وہ لرز اٹھی، میں نے کہا: تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: تو نے ایسی جگہ لانے کا وعدہ کیا تھا جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، لیکن یہاں تو اس ناجائز کام کو پانچ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں، میں نے کہا: اے عورت! اس گھر میں کوئی نہیں ہے، تو پانچ افراد کی بات کر رہی ہے، اس نے کہا: دو فرشتے میرے موکل اور دو فرشتے تیرے موکل اور ان چار فرشتوں کے علاوہ خداوند متعال ہمارے اس کام کو دیکھ رہا، میں کس طرح ان کے سامنے اس

بُرے کام کا ارتکاب کروں؟!!

اس عورت کی باتوں نے مجھ پر اتنا اثر کیا کہ میرا بدن لرز اٹھا، اس شرمناک کام سے اپنے کو آلودہ ہونے سے بچالیا، اس کو چھوڑ دیا اور اس کی مدد کی، یہاں تک قحط کے خاتمہ تک اس کی اور اس کے یتیم بچوں کی جان بچالی، اس نے بھی میرے حق میں اس طرح دعا کی:

پالنے والے! جیسے اس مرد نے اپنی شہوت کی آگ کو خاموش کردیا تو بھی اس پر دنیا وآخرت کی آگ کو خاموش کردے۔ چنانچہ اسی عورت کی دعا ہے کہ دنیا کی آگ مجھے نہیں جلاتی۔(۱)

ایک جوان اسیر کی توبہ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ اسیروں کی ایک تعداد کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص کے علاوہ تمام لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اس اسیر نے کہا: ان تمام اسیروں کے درمیان صرف مجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

خداوند عالم کی طرف سے مجھے جبرئیل نے بتایا ہے کہ تو پانچ خصلتوں کا مالک

۱۔ اسرار معراج، ص۸۴؛ توبہ آغوش رحمت سے نقل، ص۱۹۷.

ہے، جن کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں: تو اہل خانہ کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے، سخاوت اور حسن خلقی سے کام لیتا ہے، سچ بولتا ہے اور تیرے اندر شجاعت اور دلیری پائی جاتی ہے جیسے ہی اس جوان نے ان باتوں کو سنا تو فوراً مسلمان ہوگیا، اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا، اور بہترین جنگ کرنے کے بعد شہید ہوگیا۔(۱)

ستمکار حکومت میں ایک ملازم شخص کی توبہ

عبد اللہ بن حماد، علی بن ابی حمزہ سے نقل کرتے ہیں: میرا ایک دوست بنی امیہ کی حکومت میں نوکری کرتا تھا، اس نے مجھ سے کہا: حضرت امام صادق علیہ السلام سے میرے لئے اجازت لے لو تاکہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوسکوں، میں نے امام علیہ السلام سے اجازت لی، امام نے اجازت دی، چنانچہ وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو، سلام کیا اور بیٹھتے ہوئے کہا: میں آپ پر قربان، میں بنی امیہ کی حکومت میں ملازم ہوں، میں نے بہت زیادہ مال وثروت جمع کیا ہے، اور مال جمع کرنے میں شرعی قوانین کی کسی قسم کی رعایت نہیں کی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر بنی امیہ کو کوئی کاتب نہ ملتا اور مال غنیمت حاصل نہ ہوتا، اور ایک گروہ ان کی حمایت میں جنگ نہ کرتا تو یہ میرے حق کو نہیں لے سکتے تھے۔

۱۔ امالی شیخ صدوق، ص۱۷۱، ۲۷، مجلس۴۶، حدیث۷؛ بحار، ج۶۸، ص۳۸۴، باب۹۲، حدیث۲۵.

اگرلوگ ان کو چھوڑ دیتے اور ان کی تقویت نہ کرتے تو کیا وہ یہ سب کچھ کر سکتے تھے؟

یہ سن کر اس جوان نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: آیا میں اس عظیم بلاء سے نجات حاصل کر سکتا ہوں؟ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا میرے کہنے پر عمل کرو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں! امام علیہ السلام نے فرمایا: بنی امیہ کی اس ملازمت سے جتنا مال حاصل کیا ہے اگر ان کے مالکوں کو جانتے ہو؟ تو انہیں دیدو اور اگر نہیں جانتے تو ان کی طرف سے صدقہ دیدو، میں خدا کی طرف سے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، وہ جوان کافی دیر تک خاموش رہا اور پھر عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں: وہ جوان ہمارے ساتھ کوفہ واپس آیا، اور حضرتؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا، اور اس کے پاس کچھ باقی نہ بچا۔

اس نے اپنا پیراہن بھی راہِ خدا میں دیدیا، میں نے اس کے لئے پیسے جمع کئے اس کے لئے لباس خریدا اور اس کے اخراجات کے لئے مناسب خرچ بھیج دیا، چند ماہ کے بعد وہ مریض ہو گیا تو میں اس کی عیادت کے لئے گیا، اسی طرح چند روز اس کی عیادت کے لئے جاتا رہا، لیکن جب آخری روز اس کی عیادت کے لئے گیا، تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مجھ سے کہا: خدا کی قسم! امام صادق علیہ السلام نے اپنا وعدہ وفا کر دیا ہے اور یہ کہتے ہی وہ اس دنیا سے چل بسا، ہم نے اس کے کفن ودفن کا انتظام کیا، ایک مدت کے بعد حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم نے تمہارے دوست کی نسبت اپنا وعدہ وفا کر دیا ہے، میں

نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ صحیح فرما رہے ہیں اس نے مرتے وقت مجھے اس بات کی خبر دی تھی۔(۱)

حیرت انگیز توبہ

ایک شخص کہتا ہے کہ بمناسب ولادت باسعادت حضرت امام عصر (عج) تبلیغ کے لئے بندر عباس گیا ہوا تھا، آخری شب جمعہ کو دعائے کمیل کا پروگرام تھا۔

چنانچہ دعائے کمیل شروع ہونے سے پہلے ایک ۲۰ رسالہ جوان نے مجھے ایک خط دیا میں نے اس جوان کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

دعائے کمیل کے بعد گھر واپس آ گیا، اس خط کو پڑھا، مجھے وہ خط پڑھ کر بہت تعجب ہوا، اس میں لکھا ہوا تھا، میں پہلے اس طرح کے پروگرام میں شریک نہیں ہوتا تھا، گزشتہ سال دوپہر میں میرے ایک دوست نے فون کیا کہ شام چار بجے تمہارے پاس آؤں گا کیونکہ ایک جگہ جانا ہے، چار بج گئے، وہ آ گیا اور میں اس کی گاڑی میں بیٹھ گیا اور اس سے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ چند روز کے لئے کہیں گئے ہیں ہمارا گھر خالی ہے کوئی نہیں ہے، چلیں وہاں چلتے ہیں تا کہ دونوں مزے اڑائیں گے، جیسے ہی اس کے گھر پہنچے تو اس نے کہا: دولڑکیوں کو بلایا ہے اور وہ یہیں موجود ہیں، وہ ہمارے لئے آمادہ ہیں، چنانچہ اس نے مجھے ایک کمرہ میں بھیجا

۱۔ کافی، ج ۵، ص ۱۰۶، حدیث ۴؛ بحار، ج ۴۷، ص ۳۸۲، باب ۱۱، حدیث ۱۰۵۔

اور خود دوسرے کمرے میں چلا گیا، جیسے ہی کچھ کرنا چاہا، آپ سے متعلق تبلیغی بینر پر لکھا ہوا میرے ذہن میں آیا ”شب جمعہ دعائے کمیل“ میں جانتا تھا کہ یہ دعا حضرت علی علیہ السلام کی دعا ہے، لیکن آج تک دعائے کمیل کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، میں اس شیطانی حالت میں حضرت علی علیہ السلام سے بہت شرمندہ ہوا، شرم وحیا نے میرے بدن کو لرزا دیا، اپنے وجود سے نفرت کرنے لگا، [اس لڑکی کو چھوڑ کر واپس آ گیا] سڑکوں پر حیران و پریشان گھومتا رہا، یہاں تک رات ہوگئی مسجد میں آیا رات کے اندھیرے میں آپ کے ساتھ دعائے کمیل پڑھنے لگا، شرم وحیا سے سر جھکائے آنسو بہاتا رہا، اور خدا کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا رہا نیز خدا سے دعا کی کہ میری شادی کے لئے راستہ ہموار کردے اور مجھے گناہوں کی لغزشوں سے محفوظ فرما۔ دو تین ماہ کے بعد ہی والدین کی پیش کش پر ایک شریف خاندان کی بہت خوبصورت لڑکی سے شادی ہوگئی ایسی خوبصورت لڑکی جس کو کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا صورت وسیرت میں بے نظیر تھی، میں اس نعمت کو گناہ کے ترک کرنے اور دعائے کمیل میں شرکت کرنے کی برکت سمجھتا ہوں، میں نے اس سال تمام جلسوں میں شرکت کی ہے اور یہ خط اس لئے لکھا ہے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ جلسے بالخصوص جوانوں کے لئے کس قدر مفید ہیں۔(۱)

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص ۲۰۳.

گناہگار نے پُر معنی جملہ سے توبہ کرلی

علامہ محمد باقر مجلسیؒ کے مریدوں میں سے ایک صاحب نے موصوف سے عرض کیا: میرا پڑوسی بہت گناہگار ہے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر لہو لعب اور گناہوں کی محفل سجاتا ہے، جس سے ہمیں اور دوسرے پڑوسیوں کو اذیت ہوتی ہے، بہت ہی بدمعاش آدمی ہے، میں اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے ڈرتا ہوں، اپنے مکان کو بھی نہیں بدل سکتا کہ اس کو فروخت کر کے کہیں دوسری جگہ خرید لوں۔

علامہ محمد تقی مجلسیؒ نے اس سے فرمایا: اگر کسی روز اس کی دعوت کرو اور اس کو اپنے یہاں مہمان بلاؤ تو میں اس سے گفتگو کرنے کے لئے شرکت کر سکتا ہوں، شاید خدا کا لطف اس کے شامل حال ہو جائے اور وہ اپنے گناہوں سے پشیمان ہو کر توبہ کرلے۔

چنانچہ یہ بدمعاش شخص ایک مومن شخص کے یہاں دعوت کے لئے مدعو کیا گیا اس نے بھی دعوت قبول کرلی، علامہ مجلسی اس دعوت میں شریک ہوئے، چند منٹ تک اس مجلس پر سکوت طاری رہا، لیکن وہ گناہگار شخص جو علامہ مجلسیؒ کے آنے سے تعجب میں تھا؛ علامہ مجلسیؒ کی طرف رخ کر کے کہتا ہے: اس دنیا میں تم روحانی (مولوی) لوگوں کا کیا کہنا ہے؟

علامہ مجلسیؒ نے کہا: برائے مہربانی آپ ہی فرمائیے کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ اس شخص نے کہا: ہم جیسے لوگ بہت کچھ کہتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس کا نمک کھایا ہو اس کے نمک کی رعایت کی جائے اور اس کے ساتھ خلوص کے ساتھ پیش

آئیں، یہ سن کر علامہ مجلسیؒ نے اس سے کہا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ جواب دیا ساٹھ سال، علامہ مجلسیؒ نے فرمایا: اس ساٹھ سال میں کتنی بار خدا کا نمک کھایا، کیا اس کے نمک کی رعایت کی ہے اور اس کے ساتھ خلوص وصفا کا لحاظ رکھا؟ اس گناہگار شخص کو جیسے ایک جھٹکا سا لگا، اس نے سر جھکا لیا، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، اس محفل کو ترک کیا، اس کو رات بھر نیند نہیں آئی، صبح سویرے اپنے پڑوسی کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا: رات تمہارے گھر آنے والے مولانا کون تھے؟ اس نے کہا: وہ علامہ محمد تقی مجلسیؒ تھے، اس سے ان کا ایڈریس معلوم کیا اور ان کی خدمت میں پہنچا اور ان کے سامنے توبہ کی اور نیک وصالح لوگوں میں سے ہوگیا۔(۱)

اگر تجھے پسند نہیں تو قضا کو بدل دے

علامہ محمد تقی مجلسیؒ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور گناہوں سے روکنے کے لئے بہت زیادہ دلسوز تھے جس محلّہ میں رہتے تھے وہیں چند اوباش اور بدمعاش لوگ بھی رہتے تھے، جو جوا، شراب خوری اور رقص وسرور کی محفلیں سجایا کرتے تھے۔

اکثر اوقات جب علامہ تقی مجلسی کی ان سے ملاقات ہوتی تھی تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے تھے اور انہیں گناہوں کے ترک کرنے اور خدا کی عبادت کی دعوت دیا کرتے تھے۔

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص۲۰۴

وہ تمام غنڈے اور ان کا سردار علامہ مجلسیؒ سے پریشان اور ایک ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ اُن سے نجات پا جائیں۔

انہوں نے ایک روز علامہ مجلسیؒ کے مریدوں میں سے ایک نیک وصالح اور سادہ انسان کو دیکھا تو اس سے کہا: جمعہ کی رات اپنا مکان ہمارے لئے خالی کردے اور دعوت کا انتظام کر جس میں علامہ مجلسیؒ کو بھی دعوت دینا اور اس منصوبہ سے کوئی مطلع نہ ہونے پائے، ورنہ تیرے لئے آفت آجائے گی۔

چنانچہ پروگرام معمول کے مطابق برقرار ہوا، علامہ مجلسیؒ نے اس خیال سے یہ ایک نمازی کے یہاں دعوت ہے، دعوت کو قبول کرلیا۔

تمام غنڈوں نے طے کیا کہ پہلے ہم سب لوگ وہاں جمع ہوجائیں گے اور ایک ناچنے والی عورت کو بلایا جائے گا، علامہ مجلسیؒ کے آنے کے بعد جب محفل اچھی طرح سج جائے تو وہ رقاصہ ننگے سر محفل میں وارد ہو اور طبل وغیرہ کے ساتھ ناچنے گانے میں مشغول ہوجائے!

اور اس وقت ایک شخص محلے کے مومنین کو جمع کرلے کہ یہ دیکھو کیا ہو رہا ہے۔

واعظان کین جلوه در محراب و منبر می کنند
چون به خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

(واعظین مسجد ومنبر پر تو وعظ ونصیحت کرتے ہیں لیکن جب خلوت میں جاتے ہیں تو دوسرے کام کرتے ہیں)

شاید اس پروگرام کو دیکھ کر علامہ مجلسیؒ ذلیل ہوجائیں اور اس کے بعد ہمیں ان

سے نجات مل جائے۔

علامہ مجلسیؒ جس وقت محفل میں وارد ہوئے تو صاحب خانہ دکھائی نہ دیا بلکہ اس کے بدلے وہاں پر بدمعاش اور گناہگار لوگ جمع ہیں، سب منھ بنائے ہوئے چاروں طرف بیٹھے ہوئے ہیں، علامہ موصوف نے اپنی ایمانی ذکاوت سے اندازہ لگالیا کہ ضرورت کوئی نہ کوئی چال ہے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پردہ اٹھا اور بناؤ سنگھار کئے ایک رقاصہ نکلی اور طبل وطنبور کے ساتھ ناچنا گانا شروع کردیا اور مطرب انداز میں یہ شعر پڑھتے ہوئے مخصوص انداز میں ناچنا شروع کردیا۔

در کوی نیکنامان ما را گزر نباشد
گر تو نمی پسندی تغیر ده قضا را

(نیک اور صالح لوگوں کی گلی سے ہمارا گزر نہیں ہوسکتا، اگر تمہیں پسند نہیں ہے تو قضا کو بدل دو۔)

علامہ مجلسیؒ، عظیم الشان عارف وعابد کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور خداوند عالم کی طرف خلوص کے ساتھ توجہ کی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

''گر تو نمی پسندی تغیر ده قضا را''
(اگر تجھے پسند نہیں ہے تو قضا کو بدل دے)

اچانک کیا دیکھا کہ اس رقاصہ نے اپنا سروصورت چھپانا شروع کردیا، ساز وطبل کو زمین پر دے مارا اور سجدہ میں گر پڑی اور دلسوز آواز میں ذکر ربّ کرنے لگی: یاربّ! یا ربّ! یاربّ! اس نے توبہ اور استغفار کیا، دوسرے لوگ بھی خواب غفلت سے بیدار

ہوئے اور اس ماجرے کو دیکھ کر رونے لگے، ان تمام لوگوں نے اس عظیم الشان عالم دین کے سامنے توبہ کی اور اپنے تمام گناہوں سے دوری اختیار کرلی۔(۱)

ہارون الرشید کے بیٹے کی توبہ

صاحب کتاب ''ابواب الجنان''، واعظ سبزواری اپنی کتاب ''جامع النورین'' ص ۳۱۷ اور آیت اللہ نہاوندی نے اپنی کتاب ''خزینۃ الجواہر'' (ص ۲۹۱) میں تحریر کیا ہے کہ ہارون کا ایک بیٹا نیک اور صالح تھا ناپاک صلب سے ایک پاکیزہ گوہر جیسے کوئی مروارید ہو، جو اپنے زمانہ کے ان عابد وزاہد لوگوں کی بزم سے فیضیاب ہوتا تھا جن کی صحبت کے اثر سے دنیاوی زرق وبرق سے کنارہ کش تھا، باپ کے طور طریقے اور مقام وریاست کے خواب کو ترک کئے ہوئے، اس نے اپنے دل کو پاک وصاف کر رکھا تھا، حقیقت کی بلند شاخوں پر اپنا گھر بنائے ہوئے تھا اور دنیاوی چیزوں سے آنکھیں بند کئے تھا۔

ہمیشہ قبرستان میں جاتا اور ان کو عبرت کی نگاہوں سے دیکھتا اور قبروں کو دیکھ دیکھ کر زار وقطار آنسو بہاتا تھا۔

ایک روز ہارون کا وزیر محفل میں تھا کہ اس اثناءِ محفل اس کا لڑکا وہاں سے گزرا جس کا نام قاسم اور لقب مؤتمن تھا، جعفر برمکی ہنسنے لگا، ہارون نے ہنسنے کی وجہ معلوم کی

۱۔توبہ آغوش رحمت، ص۲۰۵.

تو جواب دیا: اس لڑکے کی حالت پر ہنستا ہوں جس نے تجھے ذلیل کر دیا ہے، کاش یہ تمہارا بیٹا نہ ہوتا! یہ دیکھئے اس کے کپڑے، چال چلن عجیب ہے اور یہ غریب اور فقیروں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، یہ سن کر ہارون بول اٹھا: اس کو حق ہے کیونکہ ہم نے ابھی تک اسے کوئی مقام و منصب دیا ہی نہیں، کیا اچھا ہو کہ ایک شہر کی حکومت اس کو دیدی جائے، فرمان صادر کر دیا اور اس کو اپنے پاس بلایا، اس کو نصیحت کرتے ہوئے اس طرح کہا: میں چاہتا ہوں تجھے کسی شہر کی حکومت پر منصوب کروں، کس علاقہ کی حکومت چاہتے ہو؟

اس نے کہا: اے پدر! مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجئے، مجھے خدا کی عبادت کا شوق حکومت کے شوق سے کہیں زیادہ ہے، یہ سوچ لو کہ میں تمہارا بیٹا نہیں ہوں۔

ہارون نے کہا: کیا حکومتی لباس میں خدا کی عبادت نہیں کی جاسکتی؟ کسی علاقہ کی حکومت قبول کرلو، وزیر بھی شائستہ شخص کو قرار دوں گا تا کہ اکثر کاموں کو دیکھتا رہے اور تو عبادت خدا میں مشغول رہنا۔

ہارون اس چیز سے بے خبر تھا یا اپنے آپ کو غافل بنائے ہوئے تھا کہ حکومت آئمہ معصومین اور اولیاء الٰہی کا حق ہے۔ ظالموں، ستمگروں، غاصبوں اور طاغوتوں کی حکومت میں کسی شہر کی امارت قبول کرنا جہاں پر حکم الٰہی کو نافذ نہ کیا جاسکے اور اس کی درآمد سے کوئی بھی عبادت صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بالکل حرام مال ہے اور اس عبادت سے خدا بھی راضی نہیں ہوگا، نیز شرعی دلیل کے بغیر ظالم حکومت سے کسی علاقہ کی امارت لینا ایک گناہ عظیم ہے۔

قاسم نے کہا: میں کسی بھی طرح کا کوئی منصوبہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اور نہ ہی حکومت و امارت قبول کروں گا۔

ہارون نے کہا: تو خلیفہ، حاکم اور ایک وسیع و عریض زمین کے بادشاہ کا بیٹا ہے کیا وجہ ہے کہ تو نے غریب و فقیر لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر مجھے ذلیل و رسوا کر دیا ہے؟ اس نے جواب دیا: تو نے بھی مجھے نیک و صالح لوگوں کے درمیان ذلیل و رسوا کر رکھا ہے کہ تو ایک ایسے باپ کا بیٹا ہے۔

ہارون اور حاضرین مجلس کی نصیحت اس پر کارگر نہ ہوسکی، تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا۔

مصر کی حکومت اس کے نام لکھ دی گئی حاضرین اس کو مبارکباد اور تہنیت پیش کرنے لگے۔

جیسے ہی رات کا وقت آیا وہ بغداد سے بصرہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، صبح جب ڈھونڈا گیا تو اس کو نہ پایا۔

بصرہ کے اطراف میں رہنے والا عبداللہ بصری کہتا ہے: بصرہ میں میرا ایک مکان تھا جس کی دیواریں خراب ہو چکی تھیں، ایک روز سوچا مکان کی گری ہوئی دیوار کو بنوا لیا جائے مزدور کی تلاش میں نکلا، مسجد کے پاس ایک جوان کو دیکھا جو قرآن پڑھنے میں مشغول ہے اور بیلچہ اور ٹوکری لئے ہوئے ہے، میں نے اس سے سوال کیا: کیا کام کرنے کے لئے تیار ہو؟ اس نے کہا: ہاں، خداوند عالم نے ہمیں حلال رزق حاصل کرنے کے لئے کام اور زحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔

میں نے کہا: آؤ اور ہمارے مکان میں کام کرو، اس نے کہا: پہلے میری اجرت طے کرو، بعد میں تمہارے کام کے لئے جاؤں گا، اس نے کہا: ایک درہم ملے گا، اس نے قبول کرلیا، شام تک اس نے کام کیا، میں نے اندازہ لگایا کہ اس نے دو آدمیوں کے برابر کام کیا ہے میں نے اس کو دو درہم دینا چاہے لیکن اس نے انکار کردیا اور کہا: مجھے زیادہ نہیں چاہیے، دوسرے روز اس کی تلاش میں گیا لیکن وہ نہ ملا، اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا تو کچھ لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ صرف سنیچر کے روز مزدوری کرتا ہے۔

سنیچر کے روز صبح صبح اس کی پہلی جگہ تلاش کے لئے گیا وہ مل گیا، اسے لے کر آیا اور وہ دیوار بنانے میں مشغول ہوگیا، گویا غیب سے اس کی مدد ہوتی تھی، جیسے ہی نماز کا وقت ہوا، اس نے کام روک دیا، اپنے ہاتھ پیر دھوئے اور نماز واجب میں مشغول ہوگیا، نماز پڑھنے کے بعد پھر کام میں مشغول ہوگیا، یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا، اس کی مزدوری اس کو دی اور وہ چلا گیا، چونکہ میری دیوار مکمل نہیں ہوئی تھی دوسرے سنیچر تک صبر کیا تاکہ پھر اسی کو لے کر آؤں، سنیچر کے روز مسجد کے پاس اس کو تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا، اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا تو کہا: وہ تین دن سے بیمار ہے، اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا ایک پرانے اور قدیم محلہ میں اس کا ایڈریس بتایا گیا، میں وہاں گیا دیکھا تو بستر علالت پر پڑا ہوا ہے اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس کے سر کو آغوش میں لیا، اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے سوال کیا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں وہی ہوں جس کے لئے تم نے دو دن کام کیا ہے، میرا نام عبداللہ بصری ہے،

اس نے کہا: میں نے تمہیں پہچان لیا، کیا تم بھی مجھے پہچاننا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں بتاؤ تم کون ہو؟

اس نے کہا: میرا نام قاسم ہے اور میں ہارون الرشید کا بیٹا ہوں۔

جیسے اس نے اپنا تعارف کرایا مجھے فوراً ایک جھٹکا لگا اور لرزنے لگا، میرے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کہا: اگر ہارون کو معلوم ہوگیا کہ میں نے اس کے بیٹے سے مزدوری کروائی ہے تو وہ مجھے سخت سزا دے گا، میرے گھر کو ویران کرنے کا حکم دیدے گا۔ قاسم سمجھ گیا کہ وہ بری طرح ڈر گیا ہے۔ اس نے کہا: خوف نہ کھاؤ اور ڈرو نہیں، میں نے ابھی تک کسی سے اپنا تعارف نہیں کرایا ہے، اب بھی اگر مرنے کے قریب نہ ہوتا تو تمہیں بھی نہ بتاتا، میں تم سے ایک خواہش رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ جب میں دنیا سے چل بسوں تو جو شخص میری قبر تیار کرے یہ بیلچہ اور ٹوکری اس کو دیدینا اور یہ قرآن جو میرا مونس و ہمدم تھا کسی قرآن پڑھنے والے کو دیدینا، اس نے اپنی انگوٹھی مجھے دی اور کہا: میرے مرنے کے بعد اگر تیرا گزر بغداد سے ہو تو میرا باپ سنیچر کے روز عام لوگوں سے ملاقات کرتا ہے، اس کے پاس جانا اور اس کو یہ انگوٹھی دینا اور کہنا: تیرا بیٹا اس دنیا سے گزر گیا ہے اور اس نے کہا ہے: تجھے مال دنیا جمع کرنے کا لالچ بہت زیادہ ہے، اس انگوٹھی کو بھی لے کر اپنے مال میں اضافہ کرلے، لیکن روز قیامت اس کا حساب بھی خود ہی دینا، کیونکہ مجھ میں حساب کی طاقت نہیں ہے، یہ کہتے کہتے اٹھنا چاہا لیکن اس کی طاقت جواب دے گئی، دوبارہ پھر اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکا، اس نے کہا: اے عبداللہ! مجھے ذرا اٹھا دو کیونکہ میرے مولا و آقا امیر

المومنین علیہ السلام تشریف لائے ہیں، میں نے اس کو اٹھایا اور اچانک اس کی روح پرواز کر گئی، گویا ایک چراغ تھا جس میں ایک چنگاری اٹھی اور خاموش ہو گیا۔(۱)

ایک پرہیزگار اور بیدار جوان

قبیلہ انصار میں سے ایک شخص کہتا ہے: گرمی کے دنوں میں ایک روز رسول خداؐ کے ساتھ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص آیا جس نے اپنا کرتہ اتار دیا اور گرم ریت پر لوٹنا شروع کر دیا، کبھی پیٹھ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل اور کبھی چہرہ گرم ریت پر رکھتا ہے اور کہتا ہے: اے نفس! اس گرم ریت کا مزہ چکھ، کیونکہ خداوند عالم کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے، جس وقت وہ جوان وہاں سے اٹھا اور اس نے اپنے کپڑے پہن کر ہماری طرف دیکھ کر جانا چاہا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا، جب وہ آ گیا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا: اے بندہ خدا! میں نے اب تک کسی کو ایسا کام کرتے نہیں دیکھا اس کام کی وجہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا: خوف خدا، میں نے اپنے نفس سے یہی طے کر لیا ہے تاکہ شہوت اور طغیان سے محفوظ رہے!

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے خدا سے ڈرنے کا حق ادا کر دیا ہے خداوند عالم

۱۔ توبہ آغوش رحمت، ص۲۰۸۔

تمہارے ذریعہ اہل آسمان پر فخر و مباہات کرتا ہے، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: سب لوگ اپنے اس دوست کے پاس جمع ہو جاؤ تاکہ یہ تمہارے لئے دعا کر دے، سب اصحاب جمع ہو گئے تو اس نے اس طرح سے دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ اَمْرَنا عَلَی الْھُدیٰ وَ اجْعَلِ التَّقْوٰی زادَنا وَ الْجَنَّةَ مَآبَنا"(۱)

پالنے والے! ہماری زندگی ہدایت پر گامزن رکھ، تقویٰ کو ہماری زادِ راہ، اور بہشت کو ہماری جایگاہ بنا دے۔

گناہ کے خطرہ پر توجہ

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے ایک جوان کو گمراہ کرنا چاہا، بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ کہتے تھے: اگر فلاں عابد اس عورت کو دیکھے گا تو عبادت چھوڑ دے گا، جیسے ہی اس بدکار عورت نے ان کی باتوں کو سنا تو کہنے لگی: خدا کی قسم میں اس وقت تک اپنے گھر نہ جاؤں گی جب تک کہ اس کو گمراہ نہ کردوں، چنانچہ رات گئے اس عابد کے دروازہ پر آئی اور دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اس عابد نے دروازہ نہ کھولا، وہ عورت چلائی اور کہا: مجھے اندر آنے دے، لیکن اس نے نہ کھولا، اس عورت نے کہا: بنی اسرائیل کے کچھ جوان مجھ سے بُرا کام کرنا

۱۔ امالی صدوق، ص۳۴۰، ا۔ المجلس الرابع والخمسون، حدیث ۲۶؛ بحار الانوار، ج۶۷، ص۷۸، باب ۵۹، حدیث ۲۳۔

چاہتے ہیں اگر تو مجھے پناہ نہیں دے گا تو میں ذلیل ورسوا ہو جاؤں گی!

جیسے اس عابد نے یہ آواز سنی دروازہ کھول دیا، وہ عورت جیسے ہی اس کے گھر میں داخل ہوئی تو س نے اپنے کپڑے اتار دیئے، اس عابد نے جیسے ہی اس کی زیبائی اور خوبصورتی کو دیکھا تو وسوسہ میں پڑ گیا، اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک گہری سوچ میں پڑ گیا، کچھ دیر سوچ کر چولھے کی طرف گیا اور آگ میں اپنا ہاتھ ڈال دیا، وہ عورت پکاری: ارے تو کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا: جو ہاتھ نامحرم کے بدن تک پہنچا ہے اس کو جلانا چاہتا ہوں، چنانچہ یہ دیکھ کر وہ عورت بھاگ کھڑی ہوئی اور بنی اسرائیل کے لوگوں کے پاس جا کر کہا: دوڑو اور اس جوان کو بچاؤ کیونکہ اس نے اپنا ہاتھ آگ میں رکھ دیا ہے، جیسے ہی لوگ دوڑے تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ جل چکا ہے۔(۱)

صدقہ وانفاق کے سلسلہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: امام صادق علیہ السلام ایک قافلہ کے ساتھ ایک بیابان سے گزر رہے تھے! اہل قافلہ کو خبردار کیا گیا کہ راستے میں چور بیٹھے ہوئے ہیں۔ اہل قافلہ اس خبر کو سن کر پریشان اور لرزہ براندام ہو گئے۔ اس وقت امام صادقؑ نے فرمایا: کیا ہوا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ہمارے پاس (بہت) مال ودولت ہے اگر وہ لٹ گیا تو کیا ہوگا؟ کیا آپ ہمارے مال کو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تاکہ چور آپ کو

۱۔ بحار الانوار، ج ۶۷، ص ۳۸۷، باب ۵۹، حدیث ۵۲.

دیکھ کر وہ مال آپ سے نہ لوٹیں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا خبر شاید وہ ہمیں ہی لوٹنا چاہتے ہوں؟ تو پھر اپنے مال کو میرے حوالے کر کے کیوں ضائع کرنا چاہتے ہو۔ اس وقت لوگوں نے کہا: تو پھر کیا کریں کیا مال کو زمین میں دفن کر دیا جائے؟ آپ نے فرمایا: نہیں ایسا نہ کرو کیونکہ اس طرح تو مال یونہی برباد ہو جائے گا، ہو سکتا ہے کہ کوئی اس مال کو نکال لے یا پھر دوبارہ تم اس جگہ کو تلاش نہ کر سکو۔ اہل قافلہ نے پھر کہا کہ تو آپ ہی بتایئے کیا کریں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو کسی کے پاس امانت رکھ دو، تاکہ وہ اس کی حفاظت کرتا رہے، اور اس میں اضافہ کرتا رہے، اور ایک درہم کو اس دنیا سے بزرگ تر کر دے اور پھر وہ تمہیں واپس لوٹا دے اور اس مال کو تمہارے ضرورت سے زیادہ عطا کرے!!

سب لوگوں نے کہا: وہ کون ہے؟ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: ''ربّ العالمین'' ہے۔

لوگوں نے کہا: کس طرح اس کے پاس امانت رکھیں؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: غریب اور فقیر لوگوں کو صدقہ دیدو۔ سب نے کہا: ہمارے درمیان کوئی غریب یا فقیر نہیں ہے جسے کو صدقہ دیدیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ کی نیت سے الگ کر لو تاکہ خداوند عالم چوروں کی غارت گری سے محفوظ رکھے، سب نے کہا: ہم نے نیت کر لی۔ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

''فَأَنتُمْ فِي أَمَانِ اللّٰهِ فَامْضُوا''

(پس (اب) تم خدا کی امان میں ہو لہٰذا راستہ چل پڑو۔)

جس وقت قافلہ چل پڑا راستے میں چوروں کا گروہ سامنے دکھائی دیا، اہل قافلہ

ڈرنے لگے۔ امامؑ نے فرمایا: [اب] تم کیوں ڈر رہے ہو؟ تم لوگ تو خدا کی امان میں ہو۔ چور آگے بڑھے اور امامؑ کے ہاتھوں کو چومنے لگے اور کہا: ہم نے کل رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ تم لوگ اپنے آپ کو آپؑ کی خدمت میں پیش کرو۔ لہٰذا اب ہم آپ کی خدمت میں ہیں تاکہ آپ اور آپ کے قافلہ والوں کو چوروں کے شر سے محفوظ رکھیں۔ امامؑ نے فرمایا: تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے جس نے تم لوگوں کے شر کو ہم سے دور کیا ہے وہ دوسرے دشمنوں کے شر کو ہم سے دور کر دے گا۔ اہل قافلہ صحیح و سالم شہر میں پہنچ گئے۔ سب نے ایک سوم مال غریبوں میں تقسیم کیا، ان کی تجارت میں بہت زیادہ برکت ہوئی، ہر ایک درہم کے دس درہم بن گئے، سب لوگوں نے تعجب سے کہا: واقعاً کیا برکت ہے؟

امامؑ نے اس موقع پر فرمایا:

”اب جبکہ تمہیں خدا سے معاملہ کرنے کی برکت معلوم ہوگئی ہے تو تم اس پر ہمیشہ عمل کرتے رہنا۔“ (۱)

۱۔ عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۴، باب ۳۰، حدیث ۹؛ وسائل الشیعہ، ج ۹، ص ۳۹۰، باب ۱۰، حدیث ۱۲۳۰۹ اور بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۱۲۰، باب ۱۴، حدیث ۲۳۔

احسان اور نیکی

معمر بن خلود امام علی رضاؑ سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا: بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: تیری عمر میں آدھی زندگی آرام وسکون اور خوشی میں گزرے گی اور آدھی دوسری زندگی پریشانی و آرام اور تنگدستی میں۔ اب تیری مرضی ہے جس کو چاہے پہلے انتخاب کرلے (مرضی ہے پہلے خوشی میں بعد میں پریشانی یا پہلے پریشانی اور بعد میں خوشی) اس شخص نے کہا: میرے ساتھ میری شریک حیات بھی ہے ضروری ہے کہ پہلے اس سے مشورہ کرلوں۔ جب صبح ہوئی اس نے اپنی بیوی سے کہا: رات خواب میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا اور اس نے مجھ سے کہا: تیری آدھی زندگی میں خوشیاں ہیں اور آدھی زندگی میں پریشانیاں اور تنگدستی ہے اب تیری مرضی ابھی اول کو انتخاب کر یا دوم کو؟ اس کی بیوی نے کہا: اول کو انتخاب کر۔ اس نے اپنی بیوی کی بات پر عمل کیا اور اول (خوشی) کا انتخاب کیا جب اس نے یہ کام کیا اور دنیا اس کی طرف آئی لیکن جب اُسے کوئی نعمت ملتی تو اس کی بیوی اس سے کہتی تمہارا فلاں ہمسایہ و پڑوسی ضرورت مند و محتاج ہے اس کے ساتھ نیکی کرو یا اس سے کہتی تمہارا فلاں رشتہ دار نیازمند اور ضرورت مند ہے اس کی مدد کرو اسی طرح ہمیشہ جو بھی اس کو نعمت ملتی غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا اور نعمت کا شکر ادا کرتا (گویا اس نے قرآن کی سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۷ پر عمل کیا ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ اگر تم شکر کرو

گے تو میں تم پر اپنی نعمتوں کو اور زیادہ کروں گا۔ اس طرح اس کی آدھی زندگی خوشیوں اور فراوانی میں گزر گئی اور جب دوسری آدھی زندگی شروع ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا: ''قَدْ انعَمَ اللّٰہُ عَلَیْنا فَشَکَرْنا وَ اللّٰہُ اَوْلٰی بِالْوَفاءِ'' یعنی: خدا نے ہمیں نعمت دی اور ہم نے اس کا شکر ادا کیا اور خدا بہترین اپنے وعدے پر وفا کرنے والا ہے۔

یہی شکر نعمت، غریبوں اور محتاجوں، عزیز واقارب کی مدد کرنا سبب بنا کہ اس کی دوسری آدھی زندگی بھی خوشیوں اور فراوانی اور وسعت رزق میں گزری۔(۱)

چنانچہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''مَنْ حَسُنَ بِرُّہُ اَھْلَ بَیْتِہِ زِیْدَ فِیْ رِزْقِہِ؛(۲) جو شخص اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے اس کے رزق میں زیادتی ہو جاتی ہے۔''

حدیث میں دوسری جگہ آیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''اِنَّ البِرَّ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ؛(۳)

بے شک نیکی کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

وسعتِ رزق کے اسباب

خصال صدوقؒ کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے

۱۔ بحار الانوار، ج ۷۷، ص ۵۵؛ شرح زیارت امین اللہ، ص ۳۱۵ اور چہل حدیث، ج ۲، ص ۲۳۷.

۲۔ بحار الانوار، ج ۶۹، ص ۴۰۸.

۳۔ بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۸۱.

اصحاب کے سامنے تنگدستی کے اسباب کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

''... اَلا اُنَبِّئُکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ بِمٰا یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ؟ قالوا بَلٰی یا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقٰالَ: اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلاتَیْنِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ، وَ التَّعْقِیْبُ بَعْدَ الغَداءِ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ، وَ صِلَۃُ الرَّحِمِ تَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ، وَ کَسْحُ الفِنٰا یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ، وَ مُواساۃُ الْأَخِ فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَزِیْدُ فی الرِّزْقِ، وَ الْبُکُوْرُ فِی طَلَبِ الرِّزْقِ یَزِیْدُ فِی الرِّزقِ، وَ الْاِسْتِغْفارُ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ اِسْتِعْمٰالُ الْاَمٰانَۃِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ تَرْکُ الْکَلامِ فِی الْخَلاءِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ تَرْکُ الْحِرْصِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ شُکْرُ الْمُنْعِمِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ اجْتِنابُ الْیَمِیْنِ الْکٰاذِبَۃِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعٰامِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ اَکْلُ مٰا یَسْقُطُ مِنَ الْخِوٰانِ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ کُلَّ یَوْمٍ ثَلاثِیْنَ مَرَّۃً دَفَعَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَنْہ سَبْعِیْنَ نوعاً مِنَ الْبَلاءِ اَیْسَرُھٰا الْفَقْر؛(۱)

...کیا میں تمہیں ان چیزوں سے آگاہ نہ کروں کہ جن سے رزق میں وسعت ہوتی ہے؟ اصحاب نے کہا: کیوں نہیں اے میر المومنین، حضرتؑ نے فرمایا: دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے (۲) سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے! نماز فجر اور عصر کے بعد تعقیباتِ نماز

۱۔ خصال صدوق، ج ۲، ص ۵۰۵، شرح زیارت امین اللہ، ص ۳۱۴.

۲۔ اس سے مراد نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء ہے۔ جیسا کہ آج کل تمام شیعیان حیدر کرار کے درمیان رائج ہے۔

پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، صلۂ رحمی وسعتِ رزق کا سبب ہے، گھر میں جھاڑو دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، خدا کی راہ میں برادرِ دینی کے ساتھ مواسات قائم کرنے سے رزق میں زیادتی ہوتی ہے، صبح سویرے رزق کے تلاش میں نکلنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کرنا وسعت رزق کا سبب ہے، امانت داری رزق کو بڑھاتا ہے، سچ بولنا روزی کے اضافہ کا سبب ہے، مؤذن کی اذان کو دہرانے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے (ویسے بھی مستحب ہے کہ اذان کو دہرایا جائے) لیٹرین میں خاموش بیٹھنا، وسعت رزق کا سبب ہے، حرص و لالچ کو ترک روزی کو بڑھاتا ہے، نعمت دینے والے کا شکر ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا وسعتِ رزق کا سبب ہے، کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ کھانا کھاتے وقت جو غذا دستر خوان یا زمین پر گر جائے اس کو اٹھا کر کھانے سے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔ جو بھی ہر روز تیس مرتبہ سبحان اللہ کہے تو خداوندِ متعال اس سے ستر بلاؤں کو دور کر دے گا اس میں سے آسان ترین فقر و تنگدستی ہے۔

رضایت خدا نہ کہ رضایت مخلوقِ خدا

علامہ مجلسیؒ کتاب شریف بحار الانوار میں، کتابِ فتح کے حوالے سے حضرت لقمان حکیم سے ایک دلچسپ داستان نقل کرتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے فرزند سے کہا:

’’لَا تُعَلِّقْ بِرِضَی النَّاسِ وَ مَدْحِهِمْ وَ ذَمِّهِمْ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَحْصُلُ وَ لَوْ بَالَغَ الْاِنْسَانُ فِیْ تَحْصِیْلِهٖ بِغَایَةِ قُدْرَتِهٖ ؛

اپنے دل کو لوگوں کی رضایت اور ان کی ستائش اور مذمت و برائی کی طرف نہ لگانا کیونکہ یہ چیز کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتی اگرچہ انسان جتنی بھی کوشش و تلاش کرلے۔‘‘

حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو یہ سمجھانے کے لئے کہ زندگی میں ہمیشہ خلق خدا کی رضا کے بجائے خدا کی خوشنودی کو مدنظر رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اُسے اپنے ساتھ باہر لے کر چلے اور ساتھ ایک چار پایا جانور کو بھی لیا۔ پہلے جانور پر حضرت لقمان سوار ہوئے اور بیٹا پیدا چلنے لگا۔ ان کے قریب سے ایک کاروان گزرا اور جب ان لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: کتنا سخت دل اور بے رحم مرد ہے کہ خود سواری پر سوار ہے اور اپنے بچہ کو پیدل چلا رہا ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے کہا: بیٹا تم نے ان لوگوں کی بات کو سنا۔ اب تم سوار ہو جاؤ اور میں پیدل چلتا ہوں؟

بیٹا سوار ہو گیا اور لقمان پیدل چلنے لگے، ان کے قریب سے ایک دوسرا کاروان اتفاق سے گزرا تو ان لوگوں نے کہا: کتنا بے ادب اور بدتمیز بیٹا ہے کہ باپ کو پیدل چلا رہا ہے اور خود جانور پر سوار ہے۔ حضرت لقمان نے کہا: بیٹا سنا تم نے، بیٹا اب ہم دونوں سوار ہوتے ہیں، ایک دوسرے کاروان سے ان کا ٹکراؤ ہوا اور جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: رحم اور انصاف ان دونوں کے پاس نہیں ہے اور خدا سے بے خبر ہیں۔ اس بے زبان حیوان کی کمر کو انہوں نے توڑ دیا اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر وزن رکھا ہوا ہے۔ بہتر تھا کہ ایک سوار ہو جاتا اور ایک پیدل چلتا، حضرت

لقمان نے کہا: سنا بیٹا! فرزند نے کہا: جی ہاں۔

حضرت لقمان نے کہا: اب ایسا کرتے ہیں کہ ہم دونوں پیدل چلتے ہیں اور سواری کو خالی رکھتے ہیں، یہی کام باپ بیٹے نے کیا اور راستہ چلتے چلتے ایک اور کاروان سے ان کا ٹکراؤ ہوا اور ان لوگوں نے کہا: یہ دونوں عجیب ہیں کہ سواری کے ہوتے ہوئے خود پیدل چل رہے ہیں اور جانور خالی ہے اور ان دونوں کی مذمت و سرزنش کرنے لگے۔ اس وقت حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے کہا:

"تَریٰ فِیْ تَحْصِیْلِ رِضیاهُمْ حِیْلَةً لِمُحْتالٍ؟ فَلا تَلْتَفِتْ اِلَیْهِمْ وَ اشْتَغِلْ بِرِضیا اللّٰه جَلَّ جَلا لُهُ فَفِیْهِ شُغْلٌ شاغِلٌ وَ سَعادَةٌ وَ اِقْبالٌ فِی الدُّنْیا وَ یَوْمِ الحساب وَ السُّؤالِ؛(۱)

کیا تم نے لوگوں کی رضایت کے لئے کوئی راہ دیکھی؟ (اور تم متوجہ ہوگئے کہ کسی بھی طریقہ سے تم لوگوں کی رضایت حاصل نہیں کرسکتے) لوگوں کی طرف توجہ نہ کرو اور خود کو خدا کی رضایت کی طرف مشغول رکھو کیونکہ اسی کی طرف مشغول رہنے سے انسان کو دنیا میں اور روزِ قیامت میں سعادت و بلندی نصیب ہوگی۔

۱۔ بحارالانوار، ج ۷۱، ص ۳۶۱ اور شرح زیارت امین اللہ سید ہاشم رسول محلاتی، ص ۲۱۰.

امام ہو تو ایسا

کشف الغمہ میں علی بن عیسی اربلی ان کی سند کے ذریعہ ابی سعید خدری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: ایک دن حضرت علی بن ابی طالبؑ نے مختصر سے آرام کے بعد حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: اے فاطمہ (س) آپ کے پاس اتنی غذا ہے جس سے میں سیر ہو جاؤں؟ حضرت فاطمہ (س) نے فرمایا: نہیں! اس خدا کی قسم جس نے میرے بابا کو نبوت پر اور آپ کو ان کا وصی قرار دیا آج کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے میں آپ کو سیر کرا سکوں بلکہ دو دن سے جو غذا میں آپ کو دے رہی تھی اس کے علاوہ گھر میں کچھ بھی نہ تھا اور میں نے آپ کو اپنے اور اپنے دو فرزند حسن و حسین پر مقدم رکھا اور وہ غذا میں نے آپ کو دی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تا کہ میں آپ لوگوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتا۔

حضرت فاطمہ (س) نے عرض کیا: اے ابوالحسن! میں نے اپنے خدا سے شرم محسوس کرتے ہوئے آپ سے ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جس سے آپ کو تکلیف ہو اور آپ اس کو مہیا کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔

جب حضرت علیؑ نے سیدہ کی یہ گفتگو سنی تو خدا پر توکل و امید رکھتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا تا کہ اہل خانہ کے لئے کچھ کھانے کا سامان خرید سکیں جب حضرت علیؑ نکلے تو راستہ میں مقداد بن اسود سے ملاقات ہوئی اور

اتفاق سے اس دن بہت زیادہ گرمی پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے حضرت نے دیکھا کہ جناب مقداد کے چہرے کا رنگ اس قدر تبدیل ہے کہ ان کے لئے بیٹھنا بھی بہت سخت ہے حضرت علیؑ نے جب جناب مقداد کا یہ حال دیکھا تو پوچھا: اے مقداد! تمہیں کس چیز نے اس وقت گھر سے نکلنے پر مجبور کیا اور تمہارے اس وقت آرام و استراحت میں کون سی چیز رکاوٹ بنی؟

جناب مقداد نے عرض کیا: اے ابا الحسن (علیؑ) مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے میری بھائی میں تمہیں اس حالت میں تنہا کیسے چھوڑ دوں جب تک میں تمہارے حالات سے باخبر نہ ہو جاؤں!

جناب مقداد نے عرض کیا: اے ابا الحسن! خدا اور اپنی خاطر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں اور میرے حالات مجھ سے نہ پوچھیں۔

حضرت علیؑ: اے میرے بھائی تم اپنے حالات مجھ سے نہیں چھپا سکتے؟

حضرت مقداد نے کہا: اے ابوالحسن جب آپ اصرار ہی کر رہے ہیں تو سنیئے: مجھے حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور آپ کی ولایت کی قسم، مجھے اس وقت تنگ دستی وفقر نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا۔ میں اور میرے گھر والے بھوکے ہیں اور جب میں نے شدید بھوک کی وجہ سے ان کے رونے کی آواز سنی تو گھر میں نہ رہ سکا اور ان کے لئے کچھ غذا کے انتظام کے لئے باہر آیا ہوں۔

جناب مقداد کی یہ داستان سن کر مولائے کائنات نے گریہ کیا حتیٰ کہ آنسو ان کے چہرے پر رواں ہو گئے پھر اس کے بعد حضرت علیؑ نے جناب مقداد سے فرمایا: مجھے

بھی اسی پیغمبر کی قسم جس کی آپ نے قسم کھائی، مجھے بھی اسی سبب نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ ابھی میں نے ایک دینار قرض لیا ہے میں وہ آپ کو دے رہا ہوں اور میں آپ کو اپنے پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت علیؑ نے وہ دینار حضرت مقداد کو دے دیا اور مسجد کی طرف چل پڑے اور نماز ظہر مسجد میں ادا کی یہاں تک کہ نماز عصر اور مغرب بھی مسجد میں پیغمبرؐ کے پیچھے پڑھی۔

پیغمبر ﷺ نے نماز مغرب کے بعد حضرت علیؑ کو (جو جماعت کی صف اول میں تھے) اپنے عصا سے اٹھنے کا اشارہ کیا حضرت علیؑ اپنی جگہ سے اُٹھے جب پیغمبر مسجد کے دروازے پر پہنچے تو پیچھے پیچھے حضرت علیؑ بھی پیغمبرؐ کے پاس آئے اور سلام کیا حضرتؐ نے جواب سلام دینے کے بعد فرمایا: اے ابوالحسن کیا گھر میں کھانے کو کچھ ہے تا کہ رات کا کھانا آپ لوگوں کے ساتھ کھا سکوں؟

حضرت علیؑ نے سر جھکا لیا اور شرم وحیاء کی بنا پر حضرتؐ کو کچھ جواب نہیں دیا۔

وحی کے ذریعہ پیغمبر حضرت علیؑ اور ان کے گھر والوں کی بھوک وگرسنگی اور ایک دینار جو حضرت نے قرض لیا تھا اور مقداد کو دیا تھا اس سے آگاہ ہوئے اور خدا کی طرف سے مامور ہوئے کہ آج کی رات حضرت علیؑ کے گھر پر کھانا کھائیں۔ پیغمبرؐ نے جب مولائے کائنات کی خاموشی اور سر شرم وحیاء کی وجہ سے جھکا ہوا سر دیکھا تو فرمایا: اے ابوالحسن! کیوں نہیں ہاں یا نہیں میں جواب دیتے اگر ہاں کہتے ہو تو تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور نہیں بولتے ہو تو میں چلا جاتا ہوں؟

حضرت علیؑ نے عرض کی: آپ کو گھر آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں، چلیئے۔

پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں حضرت علی کے گھر کی طرف چل پڑے جس وقت گھر میں داخل ہوئے تو حضرت فاطمہ (س) اپنے مصلے پر نماز کے لئے بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے سر کی طرف ایک تھال غذا سے پُر رکھا ہوا تھا جس سے تازہ کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔

جب حضرت فاطمہ (س) نے اپنے والد گرامی کی آواز سنی تو اپنی جگہ سے اٹھیں اور بابا کو سلام کیا اور رسول خداﷺ نے حضرت فاطمہ کو جواب سلام دیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا: اے میری بیٹی کس طرح آج کا دن گزرا۔ خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا: آج کا دن بہت اچھا گذرا! اور جناب سیدہ اس تھال کی طرف بڑھیں اور اس کو اٹھا کر جناب رسول خداﷺ کے سامنے رکھا۔

جب حضرت علیؑ کی نگاہِ مبارک اس تھال پر پڑی اور خوشبو کو سونگھا تو تعجب سے حضرت جناب زہراؑ کی طرف دیکھا! جناب زہرا نے بھی حضرت علی کی طرف دیکھا! حضرت علیؑ نے جناب زہراؑ سے پوچھا: کیا آپ نے قسم نہیں کھائی تھی کہ میں نے دو دن سے کھانا نہیں کھایا ہے؟

جناب سیدہ (س) نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرا خدا بہتر جانتا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے خدا جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا، تو مولا علیؑ نے پوچھا: پھر یہ غذا جو میں دیکھ رہا ہوں جس کی میں تازہ خوشبو استشمام کر رہا ہوں کہاں سے آئی؟

اس وقت رسولِ خداﷺ نے دستِ مبارک حضرت علیؑ کی پشت پر رکھا اور زور دے کر فرمایا: یہ غذا اسی دینار کے بدلے میں ہے جو تم نے دیا تھا۔ خدا نے فرمایا ہے ”بے شک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے“۔

اس وقت رسول خداﷺ نے گریہ کیا اور فرمایا:

”الحمد لله الذی ابی لکما ان تخرجا من الدنیا حتّیٰ یَجریک یاعلی مجری زکریّا و یجری فاطمه مجری مریم بنت عمران؛

اس خدا کی حمد وثناء ہے جس نے تمہیں دنیا سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ اے علی تجھے زکریا اور فاطمہ کو مریم کی جگہ قرار دیا۔(۱)

کافی روایات میں ہے کہ پیغمبر اکرمﷺ نے اس جملہ کے بعد اس آیہ قرآنی کی بھی تلاوت فرمائی جو جناب زکریا اور جناب مریم سے مربوط ہے۔

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا﴾ (۲)

(جب بھی یا جس وقت زکریا ان کے پاس (ان کے) عبادت کے حجرے میں جاتے تو مریم کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے کو موجود پاتے۔)

اس داستان کو محبّ الدین طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۴۵ پر ذکر کیا ہے۔

۱۔شرح زیارت امین اللہ۔

۲۔سورہ آلِ عمران، آیہ ۳۷.

علی اور ان کے شیعہ اور محبّ

جابر بن عبداللہ روایت نقل کرتے ہیں:

''بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِذَا الْتَفَتَ اِلٰی عَلِيٍّ فَقَالَ: یَا اَبَا الْحَسَنِ هٰذَا جِبْرَائِیلُ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَعْطٰی شِیعَتَکَ وَ مُحِبِّیکَ سَبْعَ خِصَالٍ: اَلرِّفْقُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَ الْأُنْسُ عِنْدَ الْوَحْشَةِ، وَ النُّورُ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَ الْأَمْنُ عِنْدَ الْفَزَعِ، وَ الْقِسْطُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ وَ الْجَوَازُ عَلَی الصِّرَاطِ وَ دُخُوْلُ الْجَنَّةِ قَبْلَ النَّاسِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ؛ (۱)

جس وقت ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی طرف توجہ کی اور فرمایا: اے ابوالحسن یہ جبرئیل ہیں فرما رہے ہیں کہ: بے شک خدا تعالیٰ نے آپ کے شیعوں اور محبوں کو سات خصوصیات عطا کی ہیں:

۱۔موت کے وقت آسانی

۲۔وحشت کے وقت (قبر میں) انس محبت

۳۔ظلمت وتاریکی (قبر) میں نور

۴۔نزع کے وقت امن

۵۔میزان کے وقت عدالت

۱۔بحارالانوار، ج ۲۷، ص ۱۵۸ اور ۱۶۲۔

۶۔پل صراط سے عبور

۷۔لوگوں سے پہلے جنت میں داخلہ اس حال میں کہ ان کا نور ان کے سامنے ہوگا۔

دوسری روایت میں ذکر ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور میرے اہل بیت کی محبت سات اہم مقامات پر کام آئے گی:

۱۔موت کے وقت

۲۔قبر میں

۳۔قبر سے اٹھ جانے کے وقت

۴۔جب نامہ اعمال ہاتھوں میں دیئے جائیں گے

۵۔حساب کے وقت

۶۔جب نامہ اعمال میزان میں تولے جائیں گے

۷۔پل صراط سے عبور کرتے وقت۔(۱)

زیارت عاشورا کی برکت

مرحوم حاجی نوری اعلی اللہ مقامہ الشریف اپنی کتاب ''دار السلام'' میں ایک بزرگوار صالح شخص جن کا نام حاج ملاحسن یزدی ہے جو نجف اشرف میں خادم تھے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک امین و پرہیزگار متقی شخص حاج محمد علی یزدی سے

۱۔بحارالانوار، ج ۲۷، ص ۱۵۸۔

اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے کہ شہر یزد میں ایک نیک اور صالح شخص تھا ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتا شہر یزد سے باہر قبرستان میں ایک معروف مزار جس میں کافی صالح افراد مدفون تھے رات بسر کرتا۔

اس شخص کا ایک ہمسایہ تھا جو بچپنے میں اس کا کلاس فیلو تھا اس کے پاس آتا جاتا تھا اور وہ شخص ابتداء میں عشاری (مال کا دسواں حصہ لینے) کا کام کرتا اور یہاں تک کہ ملکی سرحد کے کام میں مشغول ہوا اور اسی مشغولیت اور کام میں رہتے ہوئے اس دنیا سے چل بسا اور اس کو اسی قبرستان میں اس جگہ دفن کیا گیا جہاں پر وہ شخص رات کو آرام کیا کرتا تھا۔

ابھی ایک مہینہ بھی اس کو دفن ہوئے نہ گزرا تھا کہ اس شخص نے اس کو خواب میں دیکھا کہ بہترین لباس پہنا ہوا ہے اور حالت بھی بہت اچھی ہے یہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: میں تم کو اچھی طرح جانتا ہوں اور تمہارا آغاز کام اور انجام کام کو بھی جانتا ہے تو تو ایسا نہ تھا کہ تیری حالت اتنی اچھی ہو اور تیرے اعمال تو عذاب الٰہی اور جہنمی جیسے تھے تو مجھے بتا کہ تجھے یہ مقام ومنزلت کس طرح ملا؟

اس نے کہا: بالکل اسی طرح ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ جب سے میں دنیا سے گیا ہوں کل تک بہت سخت عذاب میں گرفتار تھا اور کل اشرف حدّاد کے استاد کی زوجہ کا انتقال ہوا اور اس کو میری قبر کے کچھ قریب ہی دفن کیا اور پہلی ہی رات (جو انسان کے لئے بہت ہی سخت و دشوار ہے) تین مرتبہ حضرت امام حسینؑ اس کی زیارت کے لئے آئے اور تیسری بار حکم دیا کہ اس قبرستان والوں سے عذاب کو اٹھالو

اس طرح گذشتہ رات سے ہماری حالت بہتر اور ہماری وضعیت اچھی ہوگئی۔

وہ شخص خواب سے بیدار ہوا لیکن اشرف حدّاد کے استاد کا نام اور پتہ معلوم نہ تھا جب صبح ہوئی تو لوہار بازار میں گیا ان کے استاد کا نام معلوم کیا اور اس کا ایڈریس بھی۔ اس طرح وہ ان کے پاس پہنچا اور پوچھا: کیا آپ کی زوجہ تھیں؟ استاد نے کہا: جی ہاں، پوچھا کہاں ہے؟ کہا: کل اس کا انتقال ہوگیا تھا اور فلاں قبرستان میں فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ (وہی پر جہاں اس نے خواب میں دیکھا تھا) اس نے کہا: کیا آپ کی زوجہ امام حسینؑ کی زیارت کیلئے گئیں تھیں؟ استاد نے کہا: نہیں، پھر اس نے پوچھا: کیا وہ مجالس پڑھتیں تھیں؟ کہاں: نہیں، کہا: کیا وہ مجالس عزاء منعقد کیا کرتی تھیں؟ کہا: نہیں۔

ادھر اشراف حدّاد کے استاد نے کہا: آپ کا ان سوالات سے کیا مقصد ہے؟ اس شخص نے اپنے خواب کو استاد سے نقل کیا اور کہا: میں امام حسینؑ اور اس نیک خاتون کا رابطہ جاننا چاہتا ہوں۔

اشراف حدّاد کے استاد نے کہا: سنو! وہ ہمیشہ زیارت عاشورا پڑھا کرتی تھیں۔(۱)

۱۔ دار السلام حاجی نوری، ج۲، ص۲۷۹، نقل از شرح زیارت امین اللہ، رسول محلاتی، ص۱۲۹، ۱۲۸ اور چہل حدیث رسول محلاتی، ج۲، ص۴۶۶.

علامہ مقدس اردبیلی اور محبت امام علی علیہ السلام

کتاب بحار الانوار میں علامہ مجلسی مرحوم سید نعمت اللہ جزائری نقل کرتے ہیں کہ:

بعض مجتہدین نے خواب میں علامہ مقدس اردبیلی کو دیکھا کہ وہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حرم مقدس سے باہر ہیں اور بہترین لباس پہنا ہوا ہے اور حالت بہت اچھی ہے، ان علماء و مجتہدین نے علامہ سے پوچھا: کہ یہ مقام و منزلت آپ کو کس طرح ملا، ہمیں بتائیں تا کہ ہم بھی اس کو انجام دیں؟ علامہ مقدس اردبیلی نے فرمایا:

"یا شیخ اِنَّ تلک الاعمالَ الَّتِی قَدْ رَأَیْتَھا مِنّا قَدْ وَجَدْنا ھا کَاسِدَةَ السُّوْق قلیلةَ الْمُشْتَرِی وَ اِنَّما نَفَعَنا وَ بَلَغَ بِنا مَا تَریٰ حُبُّ صَاحِبَ ھَذا القبر یعنی قبر امیر المومنین؛

اے بزرگوار! جو اعمال تم نے مجھ سے دیکھیں ہیں ہم نے ان کے خریدار یہاں پر بہت کم پائے ہیں جس چیز نے یہاں پہ مجھے نفع اور فائدہ دیا اور مجھے یہ مقام و منزلت ملی وہ اس صاحب قبر حضرت امیر المومنینؑ کی محبت اور دوستی کی وجہ سے۔(۱)

۱۔ دار السلام، حاجی نوری، ج ۲، ص ۴۶؛ شرح زیارت امین اللہ رسول محلاتی ص ۱۳۰، ۱۲۹۔ چہل حدیث، رسول محلاتی، ج ۲، ص ۴۶۷.

خدا اور بندوں کا محبوب ترین شخص

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا کام بتائیں کہ خدا مجھے دوست رکھے اور بندے بھی مجھے دوست رکھیں۔ خدا میرے مال و ثروت میں اضافہ کرے، میرا بدن صحیح و سالم رہے، میری عمر طولانی ہو اور قیامت میں آپ کے ساتھ محشور ہوں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: جو کچھ تم نے کہا: چھ چیزیں چھ چیزوں کی محتاج ہیں:

۱۔ اگر تم چاہتے ہو خدا تم کو دوست رکھے تو تم خدا سے ڈرو اور تقویٰ الٰہی اختیار کرو،

۲۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہیں دوست رکھیں تو تم ان کے ساتھ نیکی و احسان کرو اور جو کچھ انکے پاس ہے اس پر نظر نہ رکھو،

۳۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ خداوند تمہارے مال میں اضافہ کرے تو مال کی زکات دو،

۴۔ اور اگر چاہتے ہو تمہارا بدن سالم رہے تو صدقہ زیادہ دو،

۵۔ اور اگر چاہتے ہو تمہاری عمر خدا طولانی کرے تو صلہ رحمی کرو،

۶۔ اور اگر چاہتے ہو کہ خداوند تمہیں کو میرے ساتھ محشور کرے تو طولانی سجدے کرو۔(۱)

۱۔ بحار الانوار، ج ۸۵، ص ۱۶۴.

خداوند متعال قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَانُ وُدًّا﴾(۱)

(بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے عنقریب خدا ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کردیگا۔)

دوسری جگہ ذکر ہے کہ ایک شخص پیغمبر کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: مجھے ایسی چیز بتائیں کہ جس کے انجام دینے سے آسمان کی طرف سے خدا اور زمین کی طرف سے لوگ مجھے دوست رکھیں۔

حضرتؐ نے فرمایا: جو کچھ خدا کے پاس ہے اس کی طرف رغبت اور توجہ کروتا کہ خدا تم کو دوست رکھے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی طرف بے رغبتی رکھو اور توجہ نہ کروتا کہ لوگ تمہیں دوست رکھیں۔(۲)

بہترین توشۂ آخرت

حضرت امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے ساتھ کسی قبرستان سے گزرے تو مولا علیؑ نے فرمایا:

''السلام علیکم یا اھل المقبرۃ و التربۃ، اعلموا ان المنازل بعدکم قد سکنت، و انّ الاموال بعدکم قد قسّمت، و انّ الازواج

۱۔ سورہ مریم، آیہ ۹۶۔

بعدکم قد نکحت، فھذا خبر ما عندنا فما خبر ما عندکم؟ فاجابه ھاتف من المقابر نسمع صوته ولا نری شخصه، علیک السّلام یا امیر المومنین و رحمة اللّٰه و برکاته، امّا خبر ما عندنا فقد وجدنا ما وعدنا و ربحنا ما قدّمناه و خسرنا ما حفظناه؛(۱)

اے قبر و خاک کے ساکنو تم پر درود وسلام ہو۔ (اے مسافروں) جان لو کہ تمہارے گھروں میں دوسرے لوگوں نے سکونت اختیار کرلی ہے، اور تمہارے مال اور تمہاری دولت سب تقسیم ہوچکی ہے اور تمہاری بیویوں نے دوسروں سے نکاح کرلیئے ہیں، یہ وہ خبر ہے جو میرے پاس تھی (جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں) تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ قبرستان میں سے کسی ہاتف نے جس کی آواز ہم سن رہے تھے لیکن اس کو دیکھ نہیں رہے تھے جواب دیا: و علیک السّلام یا امیر المومنین و رحمة اللّٰه و برکاته جو خبر ہمارے پاس ہے وہ یہ ہے کہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اس کو ہم نے پالیا، جو کچھ ہم نے آگے بھیجا تھا اس سے فائدہ اٹھایا اور جو کچھ ضائع کیا اس سے نقصان اٹھایا۔

اس وقت حضرت علیؑ نے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: سنا تم لوگوں نے؟

اصحاب نے کہا: جی ہاں اے امیر المومنینؑ۔

حضرتؑ نے فرمایا: ''فَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خیرَ الزاد التقوی؛

پس زاد راہ لے لو بے شک بہترین توشہ (آخرت) تقویٰ ہے۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۱۸۵۔

عمر کے پلٹ آنے کی آس نہیں

نہج البلاغہ کے ایک خطبہ میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

عمل کی طرف بڑھو اور موت کے اچانک آجانے سے ڈرو اس لئے کہ عمر کے پلٹ کر آنے کی کوئی امید نہیں لگائی جاسکتی جبکہ رزق کے پلٹنے کی امید ہو سکتی ہے جو رزق ہاتھ نہیں لگا کل اس کی زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے اور امید نہیں کہ زندگی کا گزرا ہوا ''کل'' آج پلٹ آئے گا، امید تو آنے والے کی ہو سکتی ہے اور جو گزر جائے اس سے تو مایوسی ہی ہو سکتی ہے اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب موت آئے تو تمہیں بہر صورت مسلمان ہی ہونا چاہیے۔(۱)

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (۲)

(اے ایمان والو! خدا سے یوں ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور جب مرو تو مسلمان ہو کر ہی مرو۔)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں موت آئے تو خدا اور رسول و امام کی فرماں برداری کے عالم میں آئے ان کے نافرمان بن کر نہ مرنا۔

خدا کی نافرمانی کی بنیادیں چھ ہیں جو روایات سے ماخوذ ہیں:

۱۔ تفسیر نور الثقلین ترجمہ زبان اردو، ج ۲، ص ۱۶۱۔

۲۔ سورہ آل عمران، ۱۰۲۔

۱۔ حب دنیا ۲۔ حب اقتدار ۳۔ حب طعام

۴۔ حب نوم (نیند کی محبت) ۵۔ حب الراحۃ (راحت و آرام کی محبت)

۷۔ حب النساء (عورتوں کی محبت)۔(۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: مجھے وصیت فرمائیں آپؐ نے فرمایا:

اے ابن عباس! میں تجھے حضرت علیؑ کی محبت کی وصیت کرتا ہوں اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا۔ خدا کسی عبد کی نیکی قبول نہیں کرے گا جب تک اس کے دامن میں علیؑ کی ولا نہ ہوگی پس اگر کسی کے پاس علیؑ کی وِلا ہوگی تو عمل قبول ہوگا ورنہ کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے جن لوگوں نے خدا کے لئے اولاد تجویز کی ہے دوزخ کی آگ ان سے بھی زیادہ علیؑ کے دشمنوں کو مقام غضب قرار دے گی۔ اے ابن عباس! یہ ہو نہیں سکتا لیکن اگر محال عقلی کے طور پر فرض کر لیا جائے کہ ملائکہ اور انبیاء کے دلوں میں علیؑ کے حق میں بغض پیدا ہو جائے تو وہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ ابن عباس کہتا ہے میں نے عرض کی: کیا کوئی شخص علیؑ سے بغض بھی رکھتا ہے؟ آپؐ

۱۔ تفسیر نور الثقلین بزبان اردو، ج ۲، ص ۴۲۔

نے فرمایا: ہاں وہ میری امت کے بعض لوگ جن کا درحقیقت اسلام سے کوئی واسطہ بھی نہیں ہوگا وہ علیؑ سے بغض رکھیں گے اور ان کے بغض کی نشانی یہ ہے کہ گھٹیا قسم کے لوگوں کو علیؑ پر فضیلت دیں گے اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا کہ اللہ نے مجھ سے بہتر کوئی نبی نہیں پیدا کیا اور علیؑ سے بہتر کوئی وصی نہیں بنایا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر پورا عمل کیا۔

جب بوقت وفات میں حضور کے پاس پہنچا تو آپ ؐ نے فرمایا: اے ابن عباس! علی کے مخالف کا مخالف بن کر رہنا اور اس کا مددگار نہ بننا، عرض کی حضور آپ ؐ لوگوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے تو آپ ؐ رو دیئے اور بہت دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: اگر تم اللہ کی رضایت چاہتے ہو تو علی کے طریقہ کو نہ چھوڑنا اپنا رخ علیؑ کی طرف رکھو اور اسی کو اپنا امام مانو پس اس کے دشمن کو دشمن رکھو اور اس کے دوست کو دوست سمجھو۔ (۱)

مسکینوں کی مدد

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے دیکھا کہ پیغمبر ؐ کا لباس پرانا ہے۔ اس نے بارہ درہم حضرت ؐ کو دیئے، پیغمبر ؐ نے وہ درہم حضرت علیؑ کو دیئے اور فرمایا: ان درہموں کو لے لو اور میرے لیے ایک لباس خرید لاؤ تاکہ اسے پہنوں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں بازار گیا اور بارہ درہم کا لباس خریدا اور پیغمبر ؐ کے پاس

۱۔ تفسیر انوار النجف، ج ۱۴، ص ۲۷۰۔

آیا۔ جب حضرت ؐ نے لباس کو دیکھا تو فرمایا: اے علیؑ دوسرا لباس مجھے اس سے زیادہ محبوب تر ہے، دیکھو جس سے خرید کر لائے ہو وہ واپس لیتا ہے۔ مولا نے فرمایا: معلوم نہیں۔ حضرت ؐ نے فرمایا: جاؤ شاید واپس لے لے۔ مولا فرماتے ہیں: میں اسی دوکاندار کے پاس گیا اور کہا پیغمبر گو یہ لباس پسند نہیں آیا یہ واپس لے لو۔

اس دوکاندار نے اپنا لباس واپس لے لیا اور مجھے میرے بارہ درہم دے دیئے اور میں وہ درہم پیغمبر ؐ کے پاس لے گیا۔ حضرت میرے ساتھ دوبارہ بازار کی طرف آئے تاکہ لباس کو خرید کریں۔ کیا دیکھا کہ راستہ میں ایک کنیز بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ پیغمبر ؐ نے رونے کی وجہ دریافت کی۔ اس کنیز نے کہا: ”اے رسولِ خدا! خاندان والوں نے مجھے چار درہم دیئے تھے تاکہ ان کے لئے کچھ خریداری کروں لیکن مجھ سے وہ درہم گم ہوگئے اب مجھ میں اتنی جرأت نہیں کہ خالی ہاتھ واپس پلٹوں۔ رسول خدا ؐ نے چار درہم اس کنیز کو دے دیئے اور فرمایا: اپنے خاندان والوں کے پاس پلٹ جا۔ اس کے بعد بازار کی طرف چل پڑے اور حضرت نے بازار سے چار درہم کا لباس خریدا اور اُسے پہن لیا اور خدا کا شکر ادا کیا اور بازار سے باہر نکل گئے۔ اس وقت پیغمبر ؐ نے ایک برہنہ شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا:

”مَنْ کَسَانِیْ کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّۃِ“

جو بھی مجھے لباس دے گا خدا اس کو بہشت کا لباس عطا کرے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لباس اتارا اور اس مرد کو پہنا دیا اور دوبارہ بازار کی طرف واپس پلٹے اور باقی چار درہم سے ایک اور لباس خریدا اور اسے حضرت نے زیب تن

کیا اور خدا کا شکر ادا کیا اور گھر کی طرف چل پڑے گھر کے راستے میں دیکھا کہ وہی کنیز بیٹھی ہوئی ہے حضرتؐ نے فرمایا: ''کیوں اپنے خاندان والوں کے پاس نہیں گئی''، کنیز نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ مجھے گھر سے نکلے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے ڈرتی ہوں کہیں وہ لوگ مجھے مارے نہیں''۔ حضرت نے فرمایا: اُٹھو اور آگے آگے چلو اور مجھے اپنے خاندان والوں کے گھر کا بتاؤ۔''

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کے گھر تک پہنچے اور کہا: السّلام علیکم یا اھلَ الدّار.

کسی نے بھی حضرت کے سلام کا جواب نہیں دیا: حضرت نے دوبارہ سلام کیا پھر کسی نے جواب نہیں دیا۔ حضرت نے تیسری مرتبہ سلام کیا تو جواب ملا: علیک السلام یا رسول اللّٰہ و رحمة اللّٰہ و برکاته.

حضرت نے فرمایا: کیوں تم نے پہلی اور دوسری بار سلام کا جواب نہیں دیا؟ انہوں نے کہا: ''آپ کے سلام کو دونوں بار سنا لیکن آپ کی آواز کو ہم لوگ سننا چاہتے تھے''۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ''یہ کنیز دیر سے آئی ہے اسے کچھ مت کہنا۔'' ان لوگوں نے کہا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھِیَ حُرَّةٌ لِمَمْشَاکَ ۔

یا رسول اللہ! اس کنیز کو آپ کے ساتھ چلنے کی وجہ سے آزاد کر دیا۔

حضرت نے فرمایا: الحمد للہ، ان بارہ درہم سے بابرکت ترین، میں نے کوئی اور درہم نہیں دیکھے کہ جس نے دو برہنہ کو لباس پہنایا اور ایک کنیز کو آزاد کروایا۔(۱)

۱۔ امالی شیخ صدوقؒ نقل از شرح زیارت امین اللہ، رسول محلاتی، ص۱۸۳،۱۸۲۔

حضرت علی اور بیوہ

اس داستان کو ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے کہ:

ایک دن حضرت علیؑ نے ایک عورت کو دیکھا کہ کندھے پر مشک اٹھائے ہوئے ہے، حضرت علیؑ نے اس عورت سے مشک لے لی اور اس کے ساتھ جہاں تک اس کو جانا تھا مشک کو پہنچایا راستہ میں حضرت نے اس سے احوال پرسی کی۔ وہ خاتون حضرت کو نہیں پہچانتی تھی اس خاتون نے کہا: علی بن ابی طالبؑ نے میرے شوہر کو کسی ملک کے بارڈر (سرحد) پر بھیجا اور وہ وہاں مارا گیا۔ اس کے چند یتیم بچے اور میں ایک بیوہ باقی رہ گئے ہیں۔ یتیم بچوں کے لئے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے اور میں مجبوراً گھر کے خرچہ کے لئے لوگوں کی خدمت کرتی ہوں تاکہ یتیموں کو پال سکوں۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے گھر پلٹے لیکن رات بھر مولا نے بڑی بے چینی میں گزاری اور صبح کو کھانے کا تھیلا اٹھایا اور اس بیوہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔ حضرت کے بعض قریبی حضرتؑ کے پاس آئے تاکہ وہ تھیلا حضرت سے لے لیں حضرت نے منع کیا اور فرمایا:

''مَنْ یَحْمِلُ وِزْرِیْ عَنِّی یومَ القیامة''

کون ہے جو روز قیامت میرے گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے گا؟

اور اس طرح حضرت وہ تھیلا لے کر اس عورت کے گھر پہنچے، دق الباب کیا، عورت

نے پشت دروازے سے پوچھا کون؟ حضرت نے فرمایا: میں وہی ہوں جو کل تمہاری مشک اُٹھا کر لایا تھا، دروازہ کھولو میں بچوں کے لئے کچھ لایا ہوں۔ اس خاتون نے کہا: خدا آپ سے راضی ہو اور خدا میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے۔

عورت نے دروازہ کھولا، مولا گھر میں داخل ہوئے اور اس عورت سے کہا:

میں کچھ ثواب حاصل کرنا چاہتا ہوں ایسا کرو کچھ کام تم کرو کچھ کام میں کرتا ہوں، تم آٹا گوندھنے اور روٹی پکانے کا کام کرو یا بچوں کے ساتھ باتیں وغیرہ کرو۔ تاکہ میں روٹی پکالوں۔

عورت نے کہا: میں روٹی پکانا زیادہ جانتی ہوں۔ اے مرد! تو بچوں کے ساتھ باتیں وغیرہ کرتا کہ میں آٹا گوندھوں، عورت آٹا گوندھنے میں مشغول ہوئی اور حضرت علیؑ گوشت پکانے میں مشغول ہوئے کچھ گوشت پکایا اور کھجور بچوں کے منہ میں رکھی اور ان سے کہا:

''یا بُنَیَّ! اِجعَلْ عَلِیَّ بْنَ ابی طالب فِیْ حِلٍّ مِمّا مَرَّ فِیْ اَمْرِک''

اے بچوں جو سختی تم پر گزری وہ علی کو حلال کردو۔

جب آٹا خمیر ہو گیا تو وہ عورت علیؑ کے پاس آئی اور کہا: اے مرد! تنور کو روشن کردو۔

حضرت علی علیہ السلام اٹھے اور تنور کو جلایا جب تنور کے شعلے بلند ہوئے تو علیؑ کے چہرے پر پہنچے تو مولا نے کہا:

''ذُقْ یا عَلِی! هٰذا جزاءُ مَنْ ضَیَّعَ الْاَرَامِلَ و الیتامی''

اے علی! چکھو یہ وہ سزا ہے جو کوئی بیوہ اور یتیموں کو بھول جاتے ہیں اور ان کو ان

کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔

اس وقت ایک اور خاتون اس عورت کے گھر آئی جب اس نے مولا علیؑ کو دیکھا تو پہچان گئی پس اس نے اِس عورت سے کہا:

''وَیحَک! هذا امیر المومنین'' تجھ پر وائے ہو! یہ شخص امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ جب اُس عورت نے یہ سنا تو جلدی سے حضرت کے پاس آئی اور کہا:

''وَ اَحیانی منک امیر المومنین''

امیر المومنین مجھے آپ سے شرم آتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''بل وَ اَحیانی مِنکَ یا امة الله فِیمَا قَصَرْتُ فِیْ اَمْرِک؛ بلکہ مجھ پر وائے اور اے کنیز خدا میں تجھ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تمہارے کام میں کوتاہی کی۔(۱)

مرتے وقت حضرت علی علیہ السلام کو دیکھنا

حضرت امام صادق علیہ السلام اور حضرت امام کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں دو بھائی تھے جن کا نام بسطام اور زکریا جو سابور کے فرزند تھے جو ترجمہ کرتے اور ان دو کی رجال میں توثیق بھی ہوئی ہے اور ان کی روایات کو قبول کیا گیا ہے ان دونوں کے بارے میں کہا

۱۔ شرح زیارت امین اللہ، رسول محلاتی، ص ۱۹۱۔

گیا ہے یہ دونوں صاحب فضل اور صاحب تقویٰ و پرہیز تھے۔

مرحوم کلینی نے کتاب کافی میں اور اسی طرح رجال کشی نجاشی نے میں اپنی سند کے ساتھ سعید بن یسار سے روایت کی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ظاہراً زکریا بن سابور تھا بیمار ہوا اور میں اس کے مرنے کے وقت اس کے پاس موجود تھا۔ سعید کہتا ہے میں نے دیکھا کہ زکریا نے اپنا ہاتھ کھولا اور کہا:

''اِبیَضَّتْ یَدِی یَا عَلِیّ''

اے علی! میرا ہاتھ سفید ہو گیا۔

سعید بن یسار کہتا ہے: میں واقعہ کو بیان کرنے کے لئے حضرت امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا اور دیکھا کہ وہاں پر محمد بن مسلم بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کچھ نہیں کہا اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ محمد بن مسلم نے سارا واقعہ حضرت کو بیان کر دیا ہے اٹھ کر واپس چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد امام کا بھیجا ہوا شخص میرے پاس آیا کہ حضرت نے آپ کو بلایا ہے۔ میں حضرت کے پاس آیا اور حضرت نے فرمایا: مرنے کے وقت جس مرد کے پاس تم تھے اس کی داستان مجھے بیان کرو کہ کیا ہوا؟ سعید نے عرض کی: اس مرد نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور کہا: یا علیؑ میرا ہاتھ سفید ہو گیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

واللّٰہ رآہ، واللّٰہ رآہ، واللّٰہ رآہ

تین بار حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم اس نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا۔

خدا بہتر جانتا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے ان دو بیٹیوں میں سے ایک کی شادی کاشتکار سے کی دوسری بیٹی کی شادی کُمہار (کوزہ گر) سے کی۔ ایک دن اس نے ارادہ کیا کہ جا کر اپنی دونوں بیٹیوں سے ملاقات کرتا ہوں تا کہ ان کے حالات سے آگاہی ہو سکے۔ پہلے وہ اس بیٹی کے پاس گیا جس کا شوہر کاشتکاری کیا کرتا تھا اس سے کہا: تمہارے حالات کیسے ہیں؟

لڑکی نے کہا: میرے شوہر نے اس دفعہ کافی کاشتکاری وزراعت کی ہے اور اگر خدا نے آسمان سے بارش نازل کی تو ہمارے حالات تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہوں گے۔

وہ شخص وہاں سے اٹھ کر اپنی دوسری بیٹی کے پیاس گیا جس کا شوہر کمہار (کوزہ گر) تھا اور اس سے پوچھا: بیٹی تمہارے حالات کیسے ہیں؟

بیٹی نے جواب دیا: میرے شوہر نے کافی کوزے بنائے ہیں، اگر بارش نہ ہوئی تو ہمارے حالات تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہوں گے۔

وہ شخص وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور کہا: الٰہی تو ان دونوں کا خدا ہے (تو ان دو مختلف خواہشوں کے متعلق بہتر جانتا ہے) (۱)

۱۔ روضہ کافی، ج۱، ص۱۲۲؛ شرح زیارت امین اللہ، رسول محلاتی، ص ۲۳۸ اور چہل حدیث، ج ۲، ص ۱۴۸، رسول محلاتی.

قارئین محترم اس واقعہ کو پڑھ کر اندازہ کیا ہوگا کہ ایک ہماری چاہت ہے اور ایک اس کی چاہت بہر حال ہوتا وہی ہے جو خدا کی چاہت ہے۔

خدا فرماتا ہے:

﴿عَسى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاتَعْلَمُونَ ﴾(۱)

اور تم کسی چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور خدا تو جانتا ہی ہے مگر تم نہیں جانتے۔

خلیل الرحمان سے ملاقات کا شوق

حضرت امام صادق فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم بیت المقدس کے پہاڑوں کے درمیان اپنی بھیڑ بکریوں کو چرا رہے تھے کہ حضرت ابراہیم کے کانوں میں آواز آئی جہاں سے آواز آرہی تھی حضرت ابراہیم اس طرف چل پڑے کیا دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے فرمایا: کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو؟

جواب دیا: آسمان والے خدا کے لئے

حضرت ابراہیم نے پوچھا: کیا تیرے خاندان میں سے تیرے علاوہ بھی کوئی باقی ہے؟

کہا: نہیں

۱۔ سورہ بقرہ، ۲۱۶.

حضرت ابراہیم نے پوچھا: پھر کہاں سے کھانا کھاتے ہو؟

اس نے جواب دیا: گرمیوں میں اس درخت (وہاں پر جہاں عبادت کر رہا تھا قریب درخت تھا اس کی طرف اشارہ کیا) سے میوہ کو توڑتا ہوں اور سردیوں میں کھاتا ہوں۔

حضرت ابراہیم نے کہا: تیرا گھر کہاں ہے؟

اس مرد نے کہا: اس پہاڑ کے قریب۔

حضرت ابراہیم نے کہا: کیا ممکن ہے کہ میں آج رات تیرا مہمان ہو جاؤں؟

اس مرد نے کہا: گھر کے راستہ میں پانی ہے اس کو عبور کرنا مشکل ہے۔

حضرت ابراہیم نے پوچھا: تم کس طرح عبور کرتے ہو؟

اس نے کہا: پانی پر چلتا ہوں؟

حضرت نے فرمایا: مجھے بھی اپنے ساتھ لے چل، شاید جو تیری قسمت میں خدا نے رزق رکھا ہے مجھے بھی رزق مل جائے۔

عابد نے حضرت ابراہیم کا ہاتھ پکڑا اور دونوں چل پڑے جب پانی کے قریب پہنچے تو عابد پانی پر چلتا ہوا گزر گیا اور حضرت ابراہیم بھی اس کے ساتھ پانی پر سے گزر گئے جب اس عابد کے گھر پہنچے تو حضرت ابراہیم نے اس سے پوچھا:

کون سا دن سخت ہے؟

عابد: روزِ قیامت کہ جس دن ہر ایک کا حساب و کتاب ہوگا۔

حضرت ابراہیم نے کہا: ایسا کرتے ہیں کہ دعا کے لئے ہاتھوں کو بلند کریں اور دعا

کریں کہ خدایا ہمیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھ۔

عابد نے کہا: میری دعا کا کوئی فائدہ نہیں، خدا کی قسم تیس سال سے خدا کی بارگاہ میں ایک دعا کر رہا ہوں جو ابھی تک قبول نہیں ہوئی۔

حضرت ابراہیم نے کہا: میں تجھے بتاؤں کہ کیوں تیری دعا قبول نہیں ہوئی؟

عابد: کیوں نہیں ضرور بتائیں

حضرت ابراہیم نے کہا: جب خدا اپنے بندوں میں سے کسی کو دوست رکھتا ہے تو اس کی دعا کو قبول نہیں کرتا تا کہ وہ خدا سے راز و نیاز کرتا رہے اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو اس کی دعا جلدی قبول کر لیتا ہے یا اس کے دل میں نا اُمیدی پیدا کر دیتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم نے پوچھا: تیری دعا کیا تھی؟

عابد: بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ میرے پاس سے گزرا جس کو گیسوؤں والا ایک حسین و جمیل بچہ چلا رہا تھا میں نے پوچھا: اے بیٹا! یہ بھیڑیں کس کی ہیں؟ اس بچے نے کہا: ابراہیم خلیل الرحمٰن کی۔ میں نے خدا سے عرض کی خدایا! اگر اس روئے زمین پر تیرا کوئی خلیل ہے تو میری اس سے ملاقات کروا۔

حضرت ابراہیم نے کہا: خدا نے تیری دعا کو مستجاب کیا وہ ابراہیم خلیل الرحمٰن میں ہوں۔ وہ عابد اٹھا اور اس نے حضرت ابراہیم کو گلے لگا لیا۔ (۱)

۱۔ امالی صدوق علیہ الرحمہ ص ۲۹۷؛ شرح زیارت امین اللہ، رسول محلاتی، ص ۲۴۰ اور چہل حدیث، ج ۲، ص ۱۶۹، رسول محلاتی۔

قارئین محترم! آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ایک عابد تیس سال سے دعا کر رہا تھا لیکن خدا کی ذات سے نا امید نہ ہوا۔ جو عبدالرحمٰن ہوتے ہیں وہ کبھی بھی خدا سے نا امید نہیں ہوتے ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں دست گدائی بلند کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ بھی نہیں ہے اور خدا اپنے محبوب بندوں کی آوازوں کو اور دعاؤں کو پسند کرتا ہے کہ میرا بندہ میرے آگے گڑگڑاتا رہے اس وجہ سے اس کی حاجات کو جلدی مستجاب نہیں کرتا اور روز قیامت جب بندۂ مومن کو دعا کے قبول نہ ہونے کا اجر و ثواب ملے گا تو کہے گا اے کاش! دنیا میں میری کوئی حاجت قبول نہ ہوتی۔

عمل ہو تو خالص

مندرجہ ذیل واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس بات کی طرف توجہ کریں کہ عمل کریں تو خدا کے لئے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر عمل چاہے زیادہ ہو لیکن اگر خالص اللہ کے لئے نہیں تو خدا کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے روایات میں ہے کہ نیت کو خالص اللہ کے لئے کرو۔

محدث بزرگوار مرحوم حاج میرزا حسین نوریؒ اپنی کتاب دارالسلام میں آقای نراقی کی کتاب خزائن سے اور وہ تاریخ ابن عساکر سے نقل کرتے ہیں کہ اپنے صالح دوستوں میں سے ایک شخص کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا: خدا نے مجھے اپنے بلایا اور فرمایا: ''یا فلان

اتدری بما غفرت لک"

اے فلاں کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں معاف کیا؟

میں نے کہا: میرے عمل صالح کی وجہ سے ۔فرمایا:نہیں، میں نے کہا: عبادت میں اخلاص کی وجہ سے ؟ فرمایا:نہیں، میں نے کہا: میرے فلاں عمل اور فلاں عمل، فلاں عمل، ہر عمل کے جواب میں خدا فرما رہا تھا:نہیں،نہیں،نہیں۔آخر میں نے کہا: الٰھی فبھـــاذا ؟ اے میرے اللہ پس کس وجہ سے مجھے تو نے معاف کیا؟ فرمایا: کیا تجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بغداد کے دروازوں سے گزر رہا تھا تو نے بلی کے بچہ کو دیکھا جو سردی کی وجہ سے بے حال ہو رہا تھا اور سخت سردی کی وجہ سے دیوار سے پناہ لئے ہوئے تھا تو نے اس پر رحم کیا اور اس بلی کے بچہ پر اونی کپڑا جو تیرے پاس تھا ڈال دیا اور اس طرح اس کو سردی سے نجات دلوائی ؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

خدا نے فرمایا: "بِرَحْمَتِکَ تِلْکَ الْهِرَّة رَحِمْتُکَ : بلی پر رحم کرنے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا۔(۱)

قارئین محترم بے زبان جانور پر رحم کرنے سے بھی انسان کی بخشش ہوسکتی ہے چہ جائیکہ انسان،انسان پر رحم کرے۔

۱۔دارالسلام، ج۲،ص۵۰،نقل از شرح زیارت امین اللہ،رسول محلاتی،ص۲۸۹۔

شیطان کی جھوٹی توبہ

روایت میں ہے کہ حضرت یحیی بن زکریا نے ایک روز ابلیس کو دیکھا کہ رو رہا ہے تو حیران ہوکر فرمایا: اے مردود تو کیوں رو رہا ہے؟ اس گریہ کا سبب کیا ہے؟

شیطان نے کہا: اے یحیی سالہا سال سے اس کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں کہ کھل جائے لیکن آخر یہ نہ کھلا، آخر میں ندا آئی کہ یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔

میں نے کہا: کب تلک؟

کہا: کبھی بھی

حضرت یحییٰ کا دل اسکی ہمدردی میں پگھل گیا اور دعا کی خدایا یہ بیچارہ گریہ کررہا ہے اگر اسکے ساتھ لطف و مہربانی فرما اور اسکی توبہ کو قبول فرمالے تو کیا ہوگا؟

آواز آئی اے یحیی : وہ جھوٹ بول رہا ہے وہ میرے بندوں کو فریب اور دھوکہ دینا چاہتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اس کا جھوٹ تم پر آشکار ہوجائے تو اس سے جاکر کہو آدم کی قبر پر جاکر آدم کو سجدہ کرے تاکہ میں اسکی توبہ قبول کروں اور اپنی رحمت کا دروازہ اسکے لئے کھول دوں۔

حضرت یحییٰ شیطان کے پاس آئے اور کہا: تیرے لئے خوشخبری لایا ہوں تجھے مبارک ہو، تیرا مسئلہ حل ہوگیا۔

شیطان نے کہا: کیسے؟

حضرت یحییٰ نے فرمایا: خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ میں نے اسکو آدم کا سجدہ نہ

کرنے کی وجہ سے اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا اب اگر وہ اس کا جبران کردے اور آدم کی قبر پر جا کر اسکو سجدہ کر لے تو میں اسکو اس کے مقام پر دوبارہ بھیج دوں گا۔

ابلیس نے کہا: اے یحیی: اس وقت جب آدم زندہ تھا اور مسند خلافت الٰہی پر تکیہ زن تھا اور جلوہ افروز تھا اس وقت میں نے اس کو سجدہ نہیں کیا تو اب مرنے کے بعد جب وہ خاک کے نیچے چلا گیا ہے کیونکر سجدہ کر سکتا ہوں یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا؟

حضرت یحییٰ کی طرف ندا آئی: اے یحییٰ دیکھا تم نے اسکا رونا اور گریہ کرنا جھوٹ تھا۔(۱)

قارئین محترم آپ کو اس واقعہ سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ توبہ کرتے وقت مصمم ارادہ ہو کہ گناہ کو ترک کردوں گا۔ ایسا نہ ہو کہ گریہ وزاری تو ہو مگر ارادۂ گناہ بھی ہو۔

مشکلات کا حل، استغفار

روایت میں ہے کہ:

اِنَّ رجلاً اَتی الحسن ؑ منشکا الیه الجدوبة

ایک شخص امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور خشک سالی وقحط سالی کی شکایت کرنے لگا۔

فقال له الحسن ؑ: استغفر الله

۱۔ خزینۃ الجواہر ج ا ص ۶۴۳؛ نقل از توبہ استاد محمد حسین اعتماد ص ۹۲.

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: خدا سے استغفار کرو۔

و اَتاہ آخر منشکا الیه الفقر

ایک اور شخص آیا اور اس نے تہی دستی وفقر کی شکایت کی

فقال له: استغفر الله

امام نے اس کو بھی فرمایا: استغفار کرو۔

و أتاه آخر فقال له: ادع الله ان یرزقنی ابنا

تیسرا شخص آیا اس نے امام سے عرض کیا: دعا کریں کہ خدا مجھے فرزند عطا کرے۔

فقال: استغفر الله

امام علیہ السلام نے فرمایا: استغفار کرو۔

فقلنا له: اتاک رجال یشکون ابوابا و یسألون انواعا فأمرتهم کلهم بالاستغفار!

اصحاب نے آنحضرت سے عرض کی: کس طرح آپؑ نے مختلف شکایتوں و مشکلات کو حل کرنے کے لئے سب کو توبہ واستغفار کا دستور دیا۔

فقال: ما قلت ذلک من ذات نفسی، انما اعتبرت فیه قول الله:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ☆ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ☆ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ... ﴾(۱)،(۲)

۱۔ سورہ نوح، ۱۰، ۱۱، ۲۱.

۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۱۷۷، باب ۲۳.

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: میں نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا (بلکہ تینوں مشکلوں اور ہر مشکل سے نجات کا حقیقی راستہ توبہ ہے) بلکہ یہ بات میں نے خدا کے فرمان کے مطابق کہی ہے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور تم پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور مال واولاد میں ترقی دے گا۔

اس آیہ کی ذیل میں مولانا فرمان علی اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے قرآن کے ترجمہ کے حاشیہ میں واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:

ابن عباس کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آپؑ کے پاس آیا اور عرض کی یا حضرت! میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: استغفار کرو۔ دوسرے نے کہا: میری زراعت و درخت خشک ہوگئے ہیں۔ فرمایا: استغفار کرو۔ تیسرے شخص نے کمی بارش کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: استغفار کرو۔ چوتھے نے فقر ومحتاجی بیان کی۔ فرمایا: استغفار کرو۔ پانچویں نے بے اولادی کا شکوہ کیا۔ فرمایا: استغفار کرو۔ غرض اسی طرح اور کئی آدمی آئے اور آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی آپ نے مختلف سوالات کا ایک ہی جواب دیا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے ﴿فقلت استغفروا ربکم﴾ اپنے پروردگار سے استغفار کرو۔ (۱)

۱۔ ترجمہ قرآن، فرمان علی، ص ۹۱۱.

رحمت الٰہی سے ناامیدی

عبید اللہ نیشاپوری نقل کرتا ہے کہ میرے اور حمید بن قحطبہ کے درمیان ایک معاملہ انجام پایا۔ ماہ مبارک رمضان میں، میں نے سفر کیا اور ظہر کے قریب حمید بن قحطبہ کے پاس آیا، خادم نے طشت اور پانی لا کر میرے ہاتھوں کو دھلوایا اور اس کے بعد دستر خواں بچھایا، حمید نے مجھ سے کہا کیوں کھانا نہیں کھا رہے ہو؟

میں نے کہا اے امیر ماہ مبارک رمضان ہے اور میں مریض بھی نہیں ہوں، شاید امیر کے پاس کوئی عذر شرعی ہو۔

حمید نے کہا! میں بھی مریض نہیں ہوں اور بالکل ٹھیک ہوں اچانک اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور رونے لگا۔

میں نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟

کہا: جس زمانے میں ہارون طوس (مشہدِ مقدس) میں تھا ایک رات مجھے غلام کے ذریعہ بلوایا، جب میں اس کے پاس گیا شمع روشن تھی، تلوار برہنہ تھی اور اسکے برابر میں ایک خادم کھڑا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ بتا تو خلیفہ کی کتنی اطاعت کرتا ہے؟

میں نے کہا: جان و مال سے زیادہ۔

اس نے مجھے گھر جانے کی اجازت دی ابھی چند لمحہ نہ گزرے تھے کہ خلیفہ نے پھر مجھے اپنے پاس بلوایا اور کہا: کس حد تک امیر کی اطاعت کرتے ہو؟ میں نے کہا جان و مال، اہل وعیال سے زیادہ۔

ہارون مسکرایا اور مجھ کو گھر جانے کی اجازت دی۔

تیسری بار پھر خلیفہ نے خادم کو بھیج کر مجھے بلوایا اور اس نے پھر وہی سوال دہرایا؟

میں نے کہا: جان و مال، اہل وعیال اور دین سے زیادہ۔

ہارون الرشید بہت ہنسا اور کہا: یہ شمشیر پکڑ اور جو یہ خادم کہے اس کے کہنے پر عمل کر اور اسکی اطاعت کر۔

خادم مجھے ایک ایسے گھر میں لے گیا جو بند تھا گھر کو کھولا جب ہم گھر کے اندر داخل ہوئے تو درمیان میں ایک کنواں تھا اور گھر میں تین کمرے تھے جو تینوں بند تھے اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا ”بیس سادات پیر و جوان زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔

خادم نے کہا: خلیفہ نے تجھے حکم دیا ہے کہ ان (سادات) کو قتل کر، وہ سب کو ایک ایک کر کے باہر لاتا اور میں قتل کر کے کنواں میں ڈال دیتا، اسکے بعد دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا، اسمیں بھی بیس سادات نکلے، خادم نے وہی الفاظ دہرائے اور میں نے اس پر عمل کیا۔

اسکے بعد تیسرے کمرے کا دروازہ کھولا اسمیں بھی بیس سادات کو ایک ایک کر کے نکالا اور میں قتل کر کے کنویں میں ڈال دیتا، جب میں ۱۹ سادات کو قتل کر چکا آخر میں ایک ضعیف باقی رہ گیا اس نے مجھ سے کہا تجھے موت آئے۔ قیامت کے دن تو ہمارے جد محمد مصطفیٰ کو کیا جواب دے گا؟ اس وقت میرا ہاتھ لرز گیا، میں نے اس ضعیف کو بھی قتل کر دیا۔

اب جبکہ میں نے ساٹھ (۶۰) اولاد رسول کو قتل کیا، نماز، روزے وغیرہ کا میرے لئے کیا فائدہ؟ اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں ہمیشہ دوزخ میں رہونگا۔ (۱)

توبہ کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کو مدنظر رکھیں:

اگر حمید بن قحطبہ حقیقی و واقعی توبہ کرتا۔ یقیناً خدا اس کو اپنے رحمت کے سایہ میں جگہ عطا کرتا اور اسکی توبہ کو قبول کرتا اور اسکو بخش دیتا۔ لیکن خدا جانتا تھا کہ وہ حقیقی توبہ نہیں کرے گا کیونکہ وہ رحمت الٰہی سے ناامید تھا اور اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوئی۔

چنانچہ پروردگار عالم قرآن میں فرماتا ہے:

﴿ وَلَاتَايْئَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَايَايْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴾ (۲)

اور رحمت الٰہی سے ناامید نہ ہو، کیونکہ خدا کی رحمت سے سوائے کافر لوگوں کے اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

علامہ طبرسی اور کفن چور کی توبہ

امین الاسلام علامہ طبرسی قدس سرہ کو سکتہ ہوا۔ رشتہ دار یہ سمجھے کہ علامہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ انکو غسل و کفن دیکر اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سپرد لحد کر دیا گیا۔

۱۔ عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۱۱۱ باب ۹، نقل از توبہ استاد اعتماد، ص ۴۱.

۲۔ سورہ یوسف آیت ۸۷.

علامہ طبرسی کو جب ہوش آیا تو اپنے آپکو قبر میں پایا۔ خدائے مہربان کی طرف متوجہ ہوئے اور نذر کی کہ خداوندا اگر قبر سے نجات حاصل ہوگئی۔ اور صحیح وسالم زندہ رہا تو قرآن کی تفسیر لکھونگا۔

اتفاقا اس قبرستان میں ایک کفن چور تھا جس نے علامہ کی قبر کو کھود کر کفن چرا لینا چاہا۔ کفن چور نے رات کی تاریکی میں قبر کو کھودنا شروع کیا اور لحد سے اینٹوں کو اٹھایا اور بند کفن کھولنے کے بعد جب بدن سے کفن اتارنے لگا تو علامہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ چور ڈر گیا۔

اس کے بعد علامہ طبرسی نے اس سے بات کی تو وہ اور زیادہ خوف زدہ ہو گیا۔ لیکن علامہ نے اس سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ اسکے بعد کفن چور نے علامہ طبرسی کو اپنے ہی کندھے پر اٹھا کر گھر پہنچایا۔ علامہ نے کفن چور کو اپنا کفن دیا اور کافی مال بھی اسکو عطا کیا وہ اپنے اس پیشے سے شرمندہ ہوا۔ اور اس نے علامہ کے سامنے ہی توبہ واستغفار کی۔

اس کے بعد علامہ امین الاسلام طبرسی (قدس سرہ) نے اپنی نذر کو پورا کیا اور ایک گرانقدر قرآن کی تفسیر بنام مجمع البیان تحریر کی (۱)۔ (آج بھی علماء گرامی اس تفسیر سے کافی استفادہ کرتے ہیں)

۱۔ داستان ودوستان ج۲ص ۲۶۰۔ نقل از توبہ استاد اعتماد، ص ۱۳۹۔

دعا مستجاب کیوں نہیں ہوتی؟

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ﴿ادعونی استجب لکم﴾ (۱) تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہیں لیکن مستجاب نہیں ہوتی پس یہ کس طرح صحیح ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: تم لوگوں نے آٹھ بے وفائیاں کی ہیں جس کی وجہ سے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوتیں:

۱) خدا کو پہچانا لیکن جس طرح اس کا حق تم پر تھا تم نے ادا نہیں کیا۔

۲) پیغمبر خدا پر ایمان لے کر آئے لیکن اس کی سنت کی مخالفت کی اور شریعت کو تبدیل کر ڈالا۔

۳) کتاب خدا کی تلاوت کی لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔

۴) تم لوگوں نے کہا ہمیں جہنم کی آگ سے ڈر لگتا ہے لیکن تم نے زندگی میں ایسے کام کئے جو تم کو دوزخ کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

۵) تم نے کہا ہم جنت میں جانے کا شوق رکھتے ہیں لیکن تم نے ایسے کام کئے جو تم کو جنت سے دور کر رہے ہیں۔

۶) خدا کی نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن شکرانِ نعمت نہیں کیا۔

۱۔ سورہ غافر، آیت ۶۰۔ اس سورہ کا دوسرا نام سورہ مومن بھی ہے قرآن کی ۴۰ ویں سورہ ہے۔

۷) خدا نے تمہارے دشمن کی تمہیں شناخت کروائی شیطان تمہارا دشمن ہے لیکن زبان سے ہم نے اس سے دشمنی کی لیکن عملاً اس سے دوستی رکھی۔

۸) دوسرے کے عیبوں کو ہمیشہ دیکھتے رہے لیکن اپنے عیبوں کی طرف توجہ نہیں کی۔

بعض جگہ دس بے وفائیوں کو ذکر کیا گیا ہے ان آٹھ کے علاوہ دو یہ ہیں کہ:

۱) موت کو برحق جانا لیکن اس کے لئے زادو راحلہ تیار نہ کیا۔۲) اپنے مردوہ کو زیر خاک تو کیا لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کی۔(۱)

قارئین محترم! آپ ان دس بے وفائیوں کو پڑھیں اور کچھ دیر کیلئے غور وفکر کریں جس کے لئے قرآن نے بار بار کہا ہے: تم لوگ تفکر وتدبر، غور وفکر کیوں نہیں کرتے۔ اندازہ ہوجائے گا کہ امام علی علیہ السلام جن کی زبان پر عصمت کا پہرہ ہے بالکل صحیح فرمایا۔ بالکل ہمارا عقیدہ ہے کہ اس دنیا کا بنانے اور چلانے والا فقط اور فقط ایک ہے۔ وہی ہمارا رازق وخالق ہے اور اس کی صفات ثبوتیہ وسلبیہ سے بھی واقف ہیں سب کچھ جاننے اور اس کی معرفت رکھنے کے باوجود ہم سے اس کی مخالفت سرزد ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسے الفاظ زبان پر آجاتے ہیں جیسا کہ نعوذ باللہ خدا سے زیادہ ہم لوگ جانتے ہیں مثلاً کسی کا جوان بیٹا اس دنیا سے چلا جائے تو ہم کہتے ہیں ''ابھی تو اس کے جانے کے دن نہ تھے'' یعنی ہمیں معلوم ہے کہ اس کی زندگی کے دن ہیں نعوذ باللہ خدا کو معلوم نہیں کہ اس کو زندگی دینی ہے یا نہیں۔ واقعاً جیسا حق خدا کا ہماری

۱۔ تفسیر مجمع البیان، ج۲، ص۲۷۹؛ توبہ استاد اعتماد، ص۱۴۸ اور کیفرہای گناہان کبیرہ رسول محلاتی.

گردنوں پر ہے ہم نے ادا نہیں کیا اس کے باوجود اتنا کریم ورحیم کہ رزق بھی دے رہا ہے اور ہم پر رحمتیں بھی نازل کررہا ہے لیکن ہم لوگ خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

دوسرا اس کے پیغمبر پر ہم ایمان لائے لیکن اس کی سنت اور شریعت کو تبدیل کر ڈالا۔ بتایئے ایسے ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ فریقین نے یہ حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے آپ ؐ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ وزبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ آپ بتایئے آج کونسا ایسا مسلمان ہے جو اس حدیث پر عمل کررہا ہے۔ زبان سے تو حدیث بیان کررہے ہیں لیکن عمل نہیں کررہے روئے زمین پر اللہ کا گھر مساجد ہیں لیکن افسوس آج وہی جگہیں پر امن نہیں امام بارگاہوں میں امن نہیں، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔

تیسرا اس پیغمبر پر کتاب خدا نازل ہوئی ہم نے کتاب خدا کی تلاوت کی لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ فقط کتاب خدا، قرآن مجید کی تلاوت زبان سے تو کی لیکن اپنے کردار و عمل سے اس پر عمل نہیں کیا۔ قرآن نے فرمایا اور رسول نے بتایا:

''ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا''

جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

قرآن نے نماز کا حکم بار بار دیا رسول نے بتایا کہ نماز اس طرح پڑھی ہے آپ فیصلہ کریں ہم نماز پڑھتے ہیں اگر پڑھتے ہیں تو جس طرح رسول نے بتائی تھی ایسی ہی پڑھتے ہیں اگر واقعاً ایسی ہی نماز ہم لوگ پڑھ رہے ہیں جیسی رسول نے بتائی تھی تو

بتایئے کہ پھر ہمارے معاشرے میں خرابیاں کہاں سے آئیں اور کیوں ہیں؟ کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿ إِنَّ الصَّلاَةَ تَنْهَى عَنْ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾(۱) نماز برائیوں سے بچاتی ہے پھر ہم برائی سے کیوں نہیں بچ رہے۔ آیا جو کچھ رسول نے دیا ہم نے اسے لیا بھی یا نہیں، یا جس سے رسول نے روکا واقعاً ہم اس سے رکے بھی یا نہیں۔ رسول نے اعلان رسالت کے وقت علی علیہ السلام کو انت اخی و وصیی و وارثی کہا اور آخری تقریر میں من کنت مولاہ فھذا علی مولا کہہ کر علی کو امام بنایا اور جاتے وقت جب کاغذ قلم مانگا تو نعوذ باللہ یہ کہہ دیا رسول کو ہذیان ہو گیا ہے، حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کر دیا آپ بتایئے جس کو غدیر کا پیغام یاد نہ رہا ہو وہ کس طرح سے خدا کے پیغام کو یاد رکھ سکتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری پیغام کہ اگر قرآن و عترت سے تمسک کر لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے لیکن افسوس ہم اس آخری پیغام کو بھول گئے اور ہم نے ان کی مخالفت کرنا شروع کر دی ان کے حق کو غصب کر لیا۔

چوتھی چیز خوفِ آتش، ہم دنیا کی آگ میں اپنے آپ کو نہیں ڈال سکتے حتیٰ کہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتے ہوئے ڈر لگتا ہے تو کیا آپ تیار ہیں کہ جہنم کے ایندھن میں جلیں؟ بالکل نہیں تو پھر ہمارے کام ایسے کیوں ہیں جو ہمیں دوزخ کی طرف لے کر جا رہے ہیں پس ہمارا یہ ڈر و خوف کہاں گیا؟

۱۔ سورۂ عنکبوت، آیت ۴۵۔

پانچویں چیز کہ شوق جنت، لیکن ہمارے کام ایسے ہیں جو ہمیں جنت سے دور کر رہے ہیں پس یہ شوق و رغبت کہاں گیا؟

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "بالعمل تحصل الجنة لا بالْاَمَلِ" امید سے نہیں صرف عمل سے جنت ملتی ہے۔

ہمارا عمل ایسا ہو جو ہمیں جنت کی طرف لے جائے نہ کہ ہمیں جنت سے دور کر دے جس طرح روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہوں وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

اب ہم خود سوچیں کہ اللہ تعالیٰ، رسول اور امام کے بعد انسان کے لئے والدین سے بڑھ کر کوئی مہربان ہستی نہیں۔ وہ ہماری راحت کی خاطر ہزاروں تکلیفیں اٹھاتے ہیں، وہ ہمیں پالتے ہیں، لکھاتے پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ احسان بھی نہیں جتاتے ہمیں دل سے والدین کی خدمت کرنی چاہیے، ہمیں انہیں ہر وقت خوش رکھنا چاہیے اور کبھی بھی ان کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ دو روایات کی طرف توجہ کریں:

۱) اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف ناراض اور غضب کی نگاہ سے دیکھے تو خدا اس کی نماز قبول نہیں کرتا اگرچہ والدین نے اس پر ظلم بھی کیا ہو۔ (۱)

۲) ماں باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (۲) دوسری روایت

۱۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۳۴۹۔

۲۔ مستدرک، ج ۱۵، ص ۳۰۴۔

میں مہر ومحبت کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں کہ ماں باپ کے چہرے کی طرف پیار ومحبت کے ساتھ دیکھنا عبادت ہے۔

اگر ہمیں جنت چاہیے تو ہمیں والدین کی عزت واحترام کرنی ہوگی کیونکہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے، جب ان ظاہری و مادی والدین کی اتنی عزت ہے تو پھر جو ہماری حقیقی ومعنوی ماں باپ ہیں جس کے لئے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہو: میں اور علی اس امت کے باپ ہیں اور فاطمہ اپنے باپ کی بھی ماں ہے۔

ماں باپ خود ہمارے لئے نعمت الٰہی ہیں۔

چھٹی چیز کہ خدا کی نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن شکران نعمت نہیں کیا قرآن میں ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (۱) اگر تم شکر کروگے تو میں تم پر (اپنی نعمتوں کو زیادہ کردوں گا۔

خود انسان کے وجود میں ہر ہر عضو نعمت خدا ہے ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور اس شکر پر پھر ایک شکر ادا کرنا چاہیے کہ خدایا تیرا شکر کہ تو نے ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

دوسری جگہ قرآن میں ہے: ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا﴾ (۲) انہوں نے نعمت الٰہی کو جانا پھر اس کا انکار کردیا۔ ہمارے لئے سب میں بڑی نعمت الٰہی نعمت ولایت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہے ہمیں ہر حال میں اس نعمت پر شکر ادا کرنا

۱۔ سورہ ابراہیم، آیہ نمبر ۷۔

۲۔ سورہ نحل، آیت ۸۳۔

چاہیے خدایا تیرا شکر کہ ہم ولایت علی کی نعمت پر ہیں اور جب اس دنیا سے جائیں تو انہیں اہل بیت کی محبت ہمارے قلوب میں باقی رہے کیونکہ یہی ہستیاں ہمارے لئے دنیا وآخرت میں سہارا ہیں۔

ساتویں چیز کہ شیطان تمہارا دشمن ہے خدا نے اس کی شناخت بھی کروائی، قرآن میں ہے: ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ (۱) شیطان تمہارا دشمن ہے اپنے دشمن کو پکڑ لو۔ ہم سب زبان سے کہہ رہے ہیں شیطان پر لعنت، شیطان انسانوں کو گمراہ کرتا ہے لیکن عمل میں ہم شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ جب گناہ کرتے ہیں تو شیطان نے تو فقط وسوسہ ڈالا تھا بہکایا تھا عمل تو ہم کررہے ہیں۔ جب گناہ کرتے ہیں تو جرأت کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں توبہ کرلیں گے، بھئی توبہ کا بھی تو دروازہ کھلا ہے۔ روایت میں ہے گناہ کرنا بہت آسان ہے لیکن گناہ بخشوانا بہت مشکل کام ہے۔

آٹھویں چیز دوسرے کے عیبوں پر نظر رکھنا اور اپنے عیبوں کو بھول جانا درحقیقت دوسروں کی ملامت وسرزنش کرنے کی بجائے ہم خود ملامت وسرزنش کرنے کے زیادہ لائق اور سزاوار ہیں۔ روایت میں ہے: "حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا" اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اپنا محاسبہ کرلو۔

ہمیں اپنے سو گناہ بھی نظر نہیں آتے اور دوسروں کا ایک گناہ بھی بہت بڑا لگتا ہے۔

۱۔ سورۂ فاطر، آیت ۶۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "طوبیٰ شغلہ عیبہ من عیوب الناس" خوش قسمت ہے وہ شخص کہ جس کے عیب دوسرے کی عیب جوئی کرنے سے اسے بچالیں۔

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: دوست رکھتا ہوں کہ خدا میرے عیبوں کو چھپائے رکھے تو حضرت نے فرمایا: "استر عیوب اخو ایک لیستر اللّٰہ علیک عیوبک" تو اپنے بھائیوں کے عیبوں کو چھپائے رکھ خدا تیرے عیبوں کو چھپائے گا۔

نو اور دس موت برحق ہے اور ہم نے اپنے مردوں سے درس عبرت حاصل نہیں کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہم نے مال ومتاع فقط اس دنیا کے لئے جمع کیا ہوا ہے لیکن آخرت کے لئے زاد وراحلہ کی فکر نہ کی۔ اپنے مردوں کو دفنایا تو صحیح لیکن سوچا تک نہیں کل ہم نے بھی اس مٹی میں جانا ہے۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "**آہ آہ ابعد السفر و اقل الزاد؛**
سفر طولانی ہے سامان سفر بہت قلیل ہے۔"

جب میرے مولا یہ فرمائیں تو ہم خاکی وخطا کار انسان کیا کہہ سکتے اور کر سکتے ہیں بہرحال ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے اور جتنا بھی ہو سکے نیک کام و نیک اعمال انجام دینے چاہیے تاکہ آخرت میں ہماری بخشش ہو سکے۔

خدا سے دعا ہے بحق محمد وآل محمد ہمارے کبیرہ وصغیرہ گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین.

محبّ نہ کہ شیعہ

بعض شیعہ طوس میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کیلئے آئے اور امام سے ملاقات کیلئے اجازت چاہی۔ امام علیہ السلام نے غلام سے فرمایا: مجھے ابھی کام ہے اور اس طرح ان کو ملاقات کی اجازت نہیں دی۔

دو ماہ تک شیعیان امام کے گھر پر پے در پے آتے رہے اور ملاقات کیلئے اجازت مانگتے رہے لیکن غلام ان کے پیغام کو امام تک پہنچاتا لیکن امام نے ان کو ملاقات کی اجازت نہیں دی یہاں تک کہ انہوں نے غلام سے کہا ہماری طرف سے امام رضاؑ کو یہ پیغام دینا کہ ہم چند بار آپ کی زیارت کیلئے آئے لیکن ہمیشہ جواب منفی ملا، ہم اپنے وطن جب جائیں گے تو ہمارے دشمن ہمیں ملامت اور سرزنش کریں گے۔ اگر آپ سے ملاقات نہ ہوئی تو لوگوں کو جا کر کیا جواب دیں گے ان کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

غلام نے ان کا پیغام امام علیہ السلام کو دیا آنحضرت نے ملاقات کی اجازت دی۔

جب یہ افراد امام کے پاس آئے تو عرض کی: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وجہ ہے کہ اتنی مدت تک ملاقات کا شرف نہ ملا؟

امام رضا علیہ السلام نے جواب میں آیت کی تلاوت فرمائی ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (۱) اور جو مصیبت تم پر پڑتی

۱۔ سورہ شوریٰ، آیہ ۳۰.

ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔

میں نے تمہارے ساتھ خدا، پیغمبر، حضرت علی علیہ السلام اور اپنے پاک و پاکیزہ والد کی پیروی کرتے ہوئے سلوک کیا۔

انہوں نے کہا: اے فرزند رسول کیا سبب تھا؟

امام نے فرمایا: تم لوگوں پر وائے ہو، تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہو؟

حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ مثل امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور ابوذر، سلمان، مقداد، عمار یاسر، محمد بن ابی بکر وغیرہ ہیں کہ جنہوں نے کبھی بھی آنحضرت کے دستور کی مخالفت نہیں کی۔ لیکن تم لوگ اکثر اوقات یہ کہتے ہو ہم آنحضرتؑ کے شیعہ ہیں لیکن تمہارے کافی کام آنحضرتؑ کے دستوروں کی مخالفت میں ہوتے ہیں۔ اور واجبات الٰہی کو انجام دینے میں کوتاہی کرتے ہو اور برادرانِ دینی کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے، جہاں پر تقیہ واجب ہے وہاں تقیہ نہیں کرتے اور جہاں تقیہ حرام ہے وہاں تقیہ کرتے ہو۔

اگر تم لوگ شیعہ کے بجائے یہ کہو کہ ہم آپ کے محبّ و دوست اور آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں تو تمہارا یہ کہنا غلط نہ ہوگا لیکن شیعہ کا دعویٰ کرنا تمہارے اعمال سے سازگار نہیں ہے۔ تم لوگ راہِ مستقیم سے دور ہو مگر یہ کہ گزشتہ اعمال کی تلافی کرو۔

شیعوں نے کہا: ہم اپنے گزشتہ اعمال پر توبہ و استغفار کرتے ہیں اور خود کو بعنوان محبّ اور آپ کے دشمنوں کا دشمن معرفی و شناخت کرواتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: آفرین ہو تم پر اے ہمارے محبوں! اس وقت امام نے ان کا اکرام واحترام کیا اور پھر فرمایا:

خداوند متعال نے تمہاری توبہ و استغفار کی وجہ سے تم کو بخش دیا اور اپنی رحمت واسعہ میں تم کو جگہ عطا فرمائی۔ (۱)

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ

ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نماز تو پڑھتا ہوں لیکن بہت سارے گناہ بھی کرتا ہوں۔ میں ان میں سے کوئی ایک گناہ چھوڑنے کو تیار ہوں۔

آپؐ فرمایئے کہ کون سا گناہ چھوڑ دوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

اس شخص نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص نے تمام گناہوں کو چھوڑ دیا تھا کیوں کہ جب کبھی وہ کوئی گناہ کرنا چاہتا تو فوراً اس کے دل میں خیال آتا تھا کہ اگر اس نے یہ گناہ کیا اور حضور نے دریافت کرلیا تو چونکہ اس نے جھوٹ نہ بولنے کو وعدہ کرلیا تھا اس لیے سچ کہنا پڑے گا اور گناہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس طرح اس نے سارے گناہ چھوڑ دیئے۔

۱۔ بحارالانوار، ج ۶۸، ص ۱۵۹ اور توبہ استاد اعتاد، ص ۱۳۷۔

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور کس طرح وہ شخص جھوٹ نہ بولنے سے تمام برائیوں سے بچ گیا۔

آیئے ہم بھی عہد کریں کہ کبھی جھوٹ نہ بولیں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور کہا مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیں کہ جو میرے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہو اور طولانی بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: جھوٹ نہ بولو۔(۱)

غلط الزام لگانے کی سزا

عمر بن نعمان جعفی کہتا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کا ایک دوست تھا جہاں بھی امامؑ جاتے وہ بھی آنحضرت کے ساتھ جاتا۔ ایک دن نعلینیوں (جوتوں) کے بازار سے گزر رہے تھے اور اس کے ساتھ ایک غلام تھا جس کا تعلق اہل سند سے تھا جو ان دونوں کے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ شخص تین بار متوجہ ہوا اور اس نے غلام کو نہ پایا چوتھی بار جب غلام کو دیکھا تو بلند آواز سے کہا: اے خراب کار عورت کے بیٹے! تو کہاں تھا؟ جیسے ہی اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے امام صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا اور زور سے اپنی پیشانی پر مارا اور فرمایا: اس کی ماں کو تو نے غلط کام سے نسبت دی؟ میں تصور کر رہا تھا کہ تو پرہیز گار و متقی شخص ہے ابھی تو تجھ میں پرہیز گاری و تقویٰ کی کوئی علامت بھی نہیں پائی جاتی، عرض کیا: اس کی ماں سندیہ اور مشرک ہے۔ امام نے

ا۔ چہل حدیث، رسول محلاتی ص ۱۶۱۔ تحف العقول ص ۳۵۹۔

فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ ہر امت میں نکاح ہوتا ہے، مجھ سے دور ہو جا۔ راوی کہتا ہے: میں نے پھر اس کے بعد ان دونوں کو کبھی ساتھ ساتھ نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلا گیا۔(۱)

اس حدیث سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کسی پر غلط الزام لگانا صحیح نہیں ہے۔

امام سجادؑ اور کنیز

کتاب امالی میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ذریعہ عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ امام سجاد علیہ السلام کی ایک کنیز تھی ایک دفعہ وہ کوزے میں پانی یا شوربہ لے کر آرہی تھی وہ پانی یا شوربہ ہاتھ سے چھوٹ کر امامؑ کے چہرے اقدس پر گر گیا۔ امام سجاد علیہ السلام نے جیسے ہی کنیز کی طرف نگاہ کی تو کنیز نے فوراً کہا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: و الکاظمین الغیظ۔ اے غصہ کو پی جانے والے۔ امام نے فرمایا: ”قَدْ کَظَمْتُ غَیْظِی“ میں نے اپنے غصہ کو پی لیا۔ کنیز نے پھر کہا: ”و العافین عن الناس“ اے لوگوں کو معاف کرنے والے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”قد عفی اللہ عنک“ خدا تجھے معاف کرے کنیز کی امید اور بڑھی اور کہا: ”وَ اللہ یُحِبُّ المحسنین“ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

ا۔ مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۲۰۶ اور نقل از چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۱۶۶۔

''اِذْهَبِیْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰه؛ تجھے میں نے اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔(۱)

خدا کی آنکھ اور خدا کا ہاتھ

سنی جناب شہرستانی کی کتاب ملل و نحل باب غلو سے نقل کرتے ہیں کہ: صحابہ کے زمانہ میں ہی لوگ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا کرتے تھے یہ بات سچ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حکومت سے کنارہ کشی کی تھی لیکن لوگ علی علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتے تھے وہ مزید لکھتا ہے کہ پیغمبرؐ کے زمانہ میں بھی لوگ علی علیہ السلام کو یداللہ اور عین اللہ کہتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عمر مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا زیارت کے بعد مسجد الحرام میں کھڑا تھا لوگوں نے چاروں طرف سے اس کا احاطہ کیا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص عمر کے پاس دوڑتا ہوا آیا آنکھوں سے خون یا پانی جاری تھا اور اس نے آکر کہا: مجھے علی علیہ السلام نے مارا ہے؟ عمر نے کہا جاؤ علی علیہ السلام کو میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت علی کو لایا گیا۔ عمر نے کہا: یہ خدا کا گھر ہے یہ امن کی جگہ ہے یہاں تو حیوانات، پرندہ وغیرہ بھی امن میں ہیں تم نے کیوں اس عرب کو مارا؟ (عزیز و دیکھئے علی کے مکتب میں کون مستحق عذاب ہے) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے اس بشر کو آنکھیں دیں ہیں تا کہ وہ ان آنکھوں کے ذریعہ اس عالم ہستی کا مطالعہ کرے اُسے

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۴۱۲ اور چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۲۰۹.

دیکھے اور یہ عرب ان آنکھوں سے لوگوں کی ناموسوں کو دیکھ رہا ہے اس لئے میں نے اس کو تھپڑ مارا۔

عمر نے اس عرب کی طرف منہ کیا اور کہا:

''قَدْ رَأَى عَيْنُ اللّٰهِ وَ ضَرَبَکَ يَدُ اللّٰه''(۱)

بے شک اللہ کی آنکھ نے دیکھا اور تجھے اللہ کے ہاتھ نے مارا۔(۲)

بہترین اعمال

کتاب دعوات راوندی میں روایت نقل ہے کہ خداوند متعال نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: کیا میرے لئے کوئی عمل انجام دیا ہے؟ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: تیرے لئے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ دیا، ذکر کیا، خداوند متعال نے فرمایا: نماز تیری راہنمائی اور دلیل ہے، روزہ تیرے لئے جہنم سے آگ سے بچانے کے لئے سپر ہے، صدقہ تیرے لئے (روزِ قیامت) سایہ ہے اور ذکر بھی نور ہے۔ پس کون سا عمل میرے لئے انجام دیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: خدایا! میری راہنمائی فرما وہ کون سا عمل ہے جو فقط اور فقط تیرے لئے ہے؟ فرمایا: اے موسیٰ کیا کبھی میرے لئے تو نے کسی سے دوستی کی ہے اور کیا کبھی میرے لئے تو نے کسی سے دشمنی کی ہے؟

۱۔ خود حدیث بحار الانوار، ج ۲۷، ص ۱۹۶ اور ۵۷.

۲۔ کتاب اسرار ولایت علامہ امینی کی سات تقاریر، مؤلف عبد العلی حسین پور، ص ۱۸۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۶۴۔ بحار، ج ۵۹، ص ۸۸. (اس کتاب کا بندہ حقیر نے ترجمہ کیا ہے عنقریب منظر عام پر آجائے گی)

اس وقت حضرت موسیٰ نے جانا کہ بہترین اعمال خدا کی راہ میں دوستی اور خدا کی راہ میں دشمنی ہے۔(۱)

کتاب جامع الاخبار میں رسول خدا ﷺ سے روایت نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"افضل الاعمال الحب فی الله و البغض فی الله ؛(۲) بہترین اعمال خدا کی راہ میں دوستی اور خدا کی راہ میں دشمنی ہے۔"

روایات میں ہے کہ جو لوگ خدا کی خاطر دوستی کریں گے روز قیامت ان کے بدن سے نور ساطع ہوگا اور نور کے منبر پر آپ کو بٹھایا جائے گا اور اس قدر نور ان سے اور منبر سے ساطع ہوگا کہ وہ تمام چیزوں کو منور کر دے گا۔ اور بہشت میں ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا۔ اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں دوستی کرتے تھے۔

تفصیل سے روایات کے لئے کتاب بحار الانوار، کتاب غرر الحکم اور کتاب اصول کافی کی طرف رجوع کریں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتابوں علل الشرائع، عیون الاخبار اور امالی میں اپنی سند سے رسول خدا ﷺ سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دن اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اے بندۂ خدا! خدا کی خاطر دوستی کرو اور خدا کی خاطر دشمنی کرو۔ دوستی کرو اللہ کی راہ میں، دشمنی کرو اللہ کی

۱۔ بحار الانوار، ج ۶۹ ص ۲۵۲ اور چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۴۶۰۔
۲۔ جامع الاخبار، ص ۱۲۴ اور چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۴۵۹۔

راہ میں دوستی اور دشمنی کا معیار حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ہونا چاہیے لیکن تمہاری دوستی آج کل زیادہ تر دنیا کی خاطر ہے اسی وجہ سے دوستی کرتے ہو اور دشمنی بھی اسی وجہ سے ہے اور یہ دوستی و دشمنی خدا کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

ایک صحابی نے عرض کیا: مجھے کس طرح پتہ چلے گا کہ میری دوستی و دشمنی خدا کی خاطر ہے اور ولی خدا کون ہے تا کہ اس کو دوست رکھیں اور دشمن خدا کون ہے تا کہ اس کو دشمن رکھیں؟

رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ عرض کی: جی ہاں، فرمایا: اس شخص کا دوست خدا کا دوست ہے پس اس کو دوست رکھو اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہے پس اس کو دشمن رکھو اور اس کے دوست کو دوست رکھو اگر چہ تمہارے باپ اور بیٹے کا قاتل ہو اور اس کے دشمن کو دشمن رکھو اگر چہ تمہارا باپ اور بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔(۱)

حارث بن اعور ہمدانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو حضرت نے فرمایا: کس لئے میرے پاس آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم آپ کی محبت و دوستی کی وجہ سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو تم مجھے تین جگہ ضرور دیکھو گے ایک جان کنی کے عالم میں، دوسرا پل صراط اور تیسرا حوض کوثر کے پاس۔(۲)

۱۔ بحار الانوار، ج ۶۹ ص ۲۳۶۔
۲۔ بحار الانوار، ج ۶ ص ۱۹۵۔

خدا کے علاوہ کسی اور سے سوال نہ کرو

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں روایت نقل کرتے ہیں کہ محمد بن عجلان کہتا ہے کہ میں سخت مشکلات کا شکار ہوا اور کافی مقروض ہو چکا تھا۔ قرض دینے والے مجھے بہت تنگ کر رہے تھے اسی وجہ سے میں نے اپنے قدیمی دوست حسن بن زید جو کہ اس وقت مدینہ کا امیر تھا اس کے پاس جانے کا قصد کیا۔ اس دوران محمد بن عبد اللہ بن علی بن حسین علیہ السلام جو میرے پرانے ساتھیوں اور دوستوں میں سے تھے میری مشکلات اور پریشانیوں سے آگاہ ہوئے۔ اتفاقاً راستہ میں ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے کہا: میں تمہاری پریشانیوں اور سختیوں اور ان کی دوری سے مطلع ہوں، بتاؤ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ اور کس سے مدد کے طالب ہو؟ میں نے کہا: حسن بن زید۔

انہوں نے مجھ سے فرمایا: وہ تمہاری حاجت کو پورا نہیں کرسکتا اور جو تم چاہتے ہو اس کو انجام نہیں دے سکتا، آؤ اور کسی ایسے کے پاس جاؤ جو تمہارا کام اور تمہاری مشکل کو دور کرسکتا ہو۔ وہ اجود الاجودین ہے اور تم اپنی حاجت کو اس سے طلب کرو۔ میں نے اپنے چچا امام صادق علیہ السلام انہوں نے اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا:

خداوند متعال نے اپنے بعض پیغمبران کی طرف وحی کی۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی

قسم جو کوئی بھی میرے علاوہ کسی سے امید اور آرزو رکھے گا اس کی امید اور آرزو کو ناامیدی میں تبدیل کردوں گا اور ذلت وخواری کا لباس لوگوں کے درمیان اُسے پہناؤں گا۔ اور اپنی رحمت وفضل سے اس کو دور رکھوں گا۔ کیا میرا بندہ سختیوں میں میرے علاوہ کسی اور سے اسے حل کے لئے امید لگائے درحالانکہ سختی میرے ہاتھ میں ہے اور میرے علاوہ کسی سے کیا امید رکھتا ہے۔ حالانکہ میں ہوں مشکل کو حل کرنے والا، بند دروازوں کی چابی میرے ہاتھ میں ہے اور میرا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔

کیا تم نے نہیں جانتے جب بھی کسی پر مصیبت آتی ہے میرے علاوہ کوئی بھی اس کو دور نہیں کرسکتا۔ پس کیوں میرا بندہ مجھ سے روگردانی کرتا ہے اور دوسرے سے امید رکھتا ہے درحالانکہ اپنا جود وکرم میں نے اس کو عطا کیا ہے اور اس کے سوال کرنے سے پہلے میں اسے عطا کرتا ہوں۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی بندہ مجھ سے مانگے اور میں اس کو نہ دوں؟ ہرگز ایسا نہیں ہے! کیونکہ میرا جود وکرم خاص نہیں ہے۔ کیا دنیا وآخرت میرے ہاتھ میں نہیں ہے؟ اگر تمام زمین وآسمان کے رہنے والے مجھ سے کوئی چیز مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی چاہت کے مطابق الگ الگ دوں تب بھی میری ملکیت میں مکھی کے بال کے برابر کمی نہ ہوگی اور کس طرح کم ہوسکتی ہے کیونکہ چیزوں کا قیم میں ہوں۔ اے مفلس وحاجت مند میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا بھی نہیں ہے۔

میں نے ان سے کہا: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث کو دوبارہ میرے لئے

بیان کریں انہوں نے اس حدیث کو تین مرتبہ میرے لئے بیان کیا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم اس کے بعد میں اپنی حاجت کسی سے طلب نہیں کروں گا۔ اور کچھ ہی دیر گزری تھی کہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے میرے لئے روزی پہنچادی۔ (۱)

اسی سے مانگا جائے

شیخ کشی اپنی کتاب رجال میں اپنی سند کے ذریعہ ابی حمزہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: میری ایک لڑکی تھی جو کہ زمین پر گرگئی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا میں اس کو ڈاکٹر (ہاتھ جوڑنے والے) کے پاس لے گیا جب اسنے دیکھا تو کہا: ہاتھ ٹوٹ گیا ہے علاج ہوگا اور ہاتھ کو باندھا جائے گا۔ اس نے ہاتھ باندھنے کے لئے اس کے مقدمات تیار کرنا شروع کئے اور میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور میرا دل بیٹی کے لئے غمگین ہوا گریہ کرنے لگا اور خدا سے اس کی صحت یابی کے لئے دعا کی۔ کمار (ہاتھ جوڑنے والا) لڑکی کو باہر لایا اور کچھ لکڑیاں اور ہاتھ باندھنے کے وسائل بھی ساتھ لایا اور جب اس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا تو ہاتھ پر ٹوٹنے کے اثرات نہ تھے اس نے دوسرا ہاتھ دیکھا اس پر بھی کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ اس نے مجھ سے کہا: ما بھا شیءٍ؛ اس کا ہاتھ تو ٹوٹا ہوا نہیں ہے۔

میں نے اس واقعہ کو امام صادق علیہ السلام سے بیان کیا تو فرمایا: اے ابا حمزہ تیری دعا

ا۔ بحار الانوار، ج ۹۳ ص ۳۰۳ اور چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۱۲۹.

پلک جھپکنے سے بھی پہلے مستجاب ہوگئی۔ (۱)

آپ نے دیکھا کہ ابوحمزہ نے مشکل وقت میں کس سے امید لگائی؟ ہمیں بھی مشکل میں صرف مشکل کشاء سے امید لگانی چاہیے۔ وہی ہے شفاء دینے والا، وہی ہے حاجت روا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہودی

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب امالی میں ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے انہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرمؐ ایک یہودی کے چند اشرفیوں کے مقروض تھے اور وہ آنحضرت سے اس کا مطالبہ کر رہا تھا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کچھ نہیں جو میں تجھے دوں۔ یہودی نے کہا: میں بھی اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرا قرض نہ دے دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں اس صورت میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں اس طرح پیغمبرؐ اس یہودی کے پاس بیٹھے رہے اور نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اس یہودی کے پاس پڑھی۔ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو یہودی کے پاس آئے اور اس کو ڈرایا دھمکایا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہیں اس سے کیا کام؟ اصحاب

ا۔ بحار الانوار، ج ۶۹ ص ۲۸۲۔ چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲، ص ۱۳۱.

نے کہا: یارسول اللہ اس یہودی نے آپ کو پکڑا ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

خداوند متعال نے مجھے اس لئے مبعوث نہیں کیا کہ میں کسی پر ظلم کروں چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

دوسرے دن یہودی شخص مسلمان ہوگیا اور زبان پر شہادتین جاری کی اور کہا: ''اپنے مال میں سے میں نے آدھا مال راہِ خدا میں دے دیا'' اور پیغمبر اکرم ﷺ سے کہا: میں نے یہ کام فقط اور فقط اس لئے کیا تھا کیونکہ میں نے آپؐ کے اوصاف میں نے تورات میں اس طرح پڑھیں کہ:

''محمد بن عبداللہ (ایک پیغمبر ہے جو کہ) مکہ میں متولد ہوا اور طیبہ (یثرب) کی طرف ہجرت کی، سخت دل اور بداخلاق نہیں ہے، بدزبان اور برائی سے متزین نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں یہ میرا مال آپؐ کے اختیار میں ہے آپ حکم کریں اس مال کے بارے میں خدا نے کیا فرمایا ہے...(۱)

قارئین محترم آپ نے دیکھا کہ ایک یہودی سے ہمارے رسول کس طرح پیش آئے اور ہم ایک مسلمان، ایک شیعہ سے کس طرح پیش آتے ہیں۔ فکر کریں اور سوچیں؟

۱۔ بحارالانوار، ج۱۶، ص۲۱۶۔ چہل حدیث، رسول محلاتی، ج۲، ص۲۳۱۔

بہترین زوجہ

پیغمبر اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ فرمایا: بہترین بیوی وہ ہے جو دنیا و آخرت کے کاموں میں اس کی مدد کرے۔(۱)

دوسری جگہ فرمایا: ''خَیرُ مَتاعِ الدُّنیا اَلمَرأۃُ الصّالِحَۃ؛(۲) دنیا کا بہترین متاع اچھی عورت ہے۔

دوسری جگہ روایت میں ہے کہ دنیا کا بہترین متاع اچھی بیوی ہے۔

فارسی زبان میں مثال ہے کہ اچھی عورت کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ بری عورت کی بھی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اچھی عورت کی اتنی قیمت ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور بری عورت کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا:

''وَ لَیسَ لِامرَأۃٍ خَطَرٌ لا لِصالِحَتِہِنَّ وَ لا لِطالِحَتِہِنَّ فَامّا صالِحَتُہُنَّ فَلَیسَ خَطَرُہا الذَّہَبَ وَ الفِضَّۃَ ہِیَ خَیرٌ مِنَ الذَّہَبِ وَ الفِضَّۃِ وَ امّا طالِحَتُہُنَّ فَلَیسَ خَطَرُہا التُّرابَ، اَلتُّرابُ خَیرٌ مِنہا''(۳)

اچھی اور بری عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے کیونکہ اچھی عورت کی قیمت سونا

۱۔ بحارالانوار، ج۶۹، ص۴۰۴۔

۲۔ کنزالعمال، حدیث ۴۴۴۵۱۔

۳۔ معانی الاخبار، ص۱۴۴۔

چاندی نہیں ہے بلکہ وہ سونا چاندی سے بہتر ہے اور بری عورت کی قیمت مٹی نہیں ہے کیونکہ مٹی اس سے بہتر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اچھی بیوی اور اچھا شوہر ایک بڑی نعمت الٰہی ہیں جیسا کہ بری بیوی اور برا شوہر بدترین عذاب دیتا ہے۔

سعد شیرازی نے کیا خوب کہا ہے:

اچھی بیوی درویش مرد کو بادشاہ بنا دیتی ہے
بری بیوی اچھے مرد کے لئے اس عالم میں دوزخ ہے

حدیث میں ہے کہ:

جس کو چار چیزیں مل گئیں تو گویا اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں مل گئیں: ۱۔ صابر بدن، ۲۔ ذاکر زبان، ۳۔ شاکر قلب، ۴۔ اچھی بیوی۔

تین مستجاب دعائیں جو بے فائدہ رہیں

بحار الانوار میں علامہ مجلسی کتابِ راوندی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ خداوند متعال نے بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک کی طرف وحی کی کہ اس کی امت میں سے ایک مرد ہے جس کی تین دعائیں مستجاب ہونگیں۔ پیغمبرؑ نے یہ خبر اس مرد کو دی۔

وہ مرد اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو پیغمبر کی بات بتائی، بیوی نے کافی اصرار کیا کہ ان تین دعاؤں میں سے ایک دعا ضرور اس کے لئے کرے مرد راضی ہوگیا،

عورت نے کہا: خدا سے دعا کرو مجھے خوبصورت ترین عورتوں میں سے قرار دے۔ اس مرد نے دعا کی وہ عورت خوبصورت ترین عورتوں میں سے ہوگئی۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ بادشاہ اور ثروتمند جوان اور دیگر افراد اس شہر کے اس کی طرف راغب ہوگئے ہیں تو اس نے اپنے بوڑھے اور فقیر شوہر کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اس سے برے اخلاق سے پیش آنے لگی۔ اس کا شوہر کچھ عرصہ تک اس سے اچھی طرح پیش آیا اور جب اس نے دیکھا کہ دن بدن اس کا اخلاق بد سے بدتر ہورہا ہے تو اس نے دعا کی کہ وہ کتے کی شکل میں تبدیل ہوجائے اس طرح اس کی یہ دوسری دعا قبول ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد اس کی اولاد باپ کے اردگرد جمع ہوگئی اور گریہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے بابا! لوگ ہمیں سرزنش و ملامت کررہے ہیں کہ ہماری ماں کتے کی شکل میں ہے اور باپ سے درخواست کی کہ دعا کرے کہ وہ اپنی پہلی صورت کی طرف پلٹ آئے۔ اس مرد نے دعا کی اور وہ عورت اپنی پہلی صورت کی طرف پلٹ آئی۔ اس طرح اس مرد کی تین دعائیں مستجاب ہوئی جو بے فائدہ رہیں۔(۱)

قطع رحمی کی سزا

حضرت امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: میرے بھائیوں اور چچا زاد بھائیوں نے میرے لئے گھر میں رہنا دشوار کردیا

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۴، ص ۴۸۵۔ چہل حدیث، رسول محلاتی، ج ۲، ص ۲۳۶.

ہے۔ گھر میں فقط ایک کمرہ میرے لئے چھوڑا ہے۔ اگر میں اس بارے میں کوئی اقدام کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں اوران سے گھر لےسکتا ہوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: صبر کرو خداوند متعال تمہارے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ راوی کہتا ہے: میں نے صبر کیا اور سال ۱۳۱ھ میں ایک ایسی وبا آئی کہ وہ تمام لوگ مر گئے ایک آدمی بھی ان میں سے نہیں بچا۔ پس اس واقعہ کے بعد میں امام صادقؑ کے پاس گیا۔ جیسے ہی امام علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تمہارے گھر والے کیسے ہیں؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم وہ سب مر گئے ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔

امام نے فرمایا: یہ اس وجہ سے ہوا کیونکہ وہ لوگ تجھے اذیت پہنچاتے تھے اور تجھ سے قطع رحمی کی ہوئی تھی۔ کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ وہ زندہ ہو جائیں اور تجھے اذیت کریں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، خدا کی قسم! (۱)

حضرت ابراہیم کے خلیلِ خدا ہونے کا سبب

حضرت ابراہیمؑ کے لئے چند صفات کو ذکر کیا جاتا ہے جو دیگر انبیاء سے ان کو ممتاز کرتی ہیں یعنی مقام خُلّت، خلیل خدا وغیرہ۔

حضرت ابراہیم کے خلیل خدا ہونے کا سبب کیا ہے؟ کیوں ابراہیم کو خلیل خدا کہا گیا اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اگر یہ صفت جن کی وجہ سے ان کو خلیل خدا کہا گیا اگر ہم میں

۱۔ اصول کافی، ج ۴، ص ۴۸۔ چہل حدیث، رسول محلاتی، ج ۲، ص ۲۸۱.

آجائے تو ہم بھی خدا کے دوست بن سکتے ہیں؟ یقیناً ہم میں بھی اس صفت کا ہونا ضروری ہے تا کہ خدا کے دوست بن سکیں۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا:

حضرت ابراہیم مہمان دوست تھے اور اگر کبھی مہمان نہ آتا تو گھر سے باہر مہمان کو ڈھونڈنے کے لیے نکل جاتے اور گھر کے دروازہ کو تالا لگا دیتے اور چابی اپنے ساتھ لے جاتے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضرت ابراہیم گھر سے باہر تالا لگا کر گئے تو واپسی پر دروازے کو کھولا تو دیکھا کہ ایک شخص گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے کہا: اے بندۂ خدا کس کی اجازت سے گھر میں داخل ہوئے ہو؟

اس شخص نے کہا: خدا کی اجازت سے (اس جملہ کو تین بار تکرار کیا) حضرت ابراہیم جان گئے کہ یہ جبرئیل امین ہیں اور خدا کا شکر ادا کیا۔

پھر اس نے جناب ابراہیم سے کہا: تیرے پروردگار نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کی طرف جس کو اس نے اپنا خلیل کہا ہے بھیجا ہے۔

حضرت ابراہیم نے پوچھا: مجھے بتاؤ وہ بندہ کون ہے تا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس کی خدمت کرسکوں!

اس نے کہا: آپ ہی خلیل خدا ہیں۔

حضرت ابراہیم نے پوچھا: کس وجہ سے؟

کہا: ”قال لانک لم تسئل احد شیئا قطّ ولم تسئل شیئا قط فقلت: لا . ؛ کیونکہ آپ نے خدا کے سوائے کسی ایک سے سوال نہیں کیا اور جب کبھی

آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے انکار یا نہ نہیں کہا۔(۱)

لاحول ولاہ قوۃ اِلّا باللہ کی فضیلت

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی طرف راہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ۔فرمایا: لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ (۲) پڑھا کرو۔

پیغمبر اکرم نے فرمایا:

''مَنْ اَرَادَ کَنْزَ الجَنَّۃِ فَعَلَیْہِ بلا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ'' جو شخص جنت کے خزانہ کو چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ لا حول ولا قوۃ اِلّ ا باللہ پڑھا کرے۔

حدیث میں ہے جب بندہ لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ کہتا ہے تو پروردگار عالم فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سامنے تسلیم خم کرلیا ہے اس کی حاجت کو پورا کرو۔

شب معراج حضرت ابراہیم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اپنی امت کو حکم دو کہ جنت میں جتنے چاہے درخت لگالو۔رسول خدا نے فرمایا: کس طرح؟ حضرت

۱۔بحارالانوار، ج ۱۲،ص ۱۳۔چہل حدیث رسول محلاتی، ج ۲،ص ۴۱۷۔

۲۔مستدرک، ج ۵،ص ۱۷۱، ۳۷۴و۳۷۲۔چہل حدیث، رسول محلاتی، ج ۲،ص ۴۳۱۔

ابراہیم نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم پڑھ کر۔(۱)

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب کسی کے پاس پے در پے نعمتیں آرہی ہوں تو وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور اگر کسی کو فقر سے نجات نہ مل رہی ہو تو ذکرِ لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم کو زیادہ پڑھے۔کیونکہ اس ذکر میں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اس ذکر میں بہتر (۷۲) دردوں کی شفاء اور دواء ہے جس میں سے ادنیٰ ترین غم واندوہ ہے۔(۲)

لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ پڑھنے سے فقر دور ہوجاتا ہے۔امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جوکوئی روزانہ سومرتبہ لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ پڑھے تو کبھی بھی فقر اس تک نہیں پہنچے گا۔(۳)

رسولِ خدا سے روایت ہے کہ فرمایا:

جوکوئی لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم کہے گا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وپاکیزہ ہوجائے گا جیسے ابھی متولد ہوا ہے اور ستر دروازے فقر وزاری کے اس پر بند ہوجائیں گے۔(۴)

۱۔مستدرک، ج ۵،ص ۳۷۳۔

۲۔بحارالانوار، ج ۹۳،ص ۱۸۶۔

۳۔محاسن برقی،ص ۴۲۔

۴۔مستدرک، ج ۵،ص ۳۷۳۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جو شخص ہزار مرتبہ ایسے کہے گا تو خدا اس کو حج نصیب کرے گا اور اگر موت اس کے قریب ہوگی تو خدا اس کی موت میں تاخیر کر دے گا یہاں تک کہ حج کو بجالائے۔(۱)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی پریشانی آجائے تو سات بار **بسم اللہ الرحمن الرحیم لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ** کی تلاوت کرے (انشاءاللہ) پریشانی دور ہو جائے گی اور اگر دور نہ ہو تو ستر مرتبہ پڑھے۔(۲)

دو شیطان

عیاض بن حمار مجاشعی بصرہ کا رہنے والا (۵۰ ہجری) کہتا ہے: میں نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا: ہمارے عزیز و اقارب میں سے ایک شخص نے مجھ سے کمسن ہونے کے باوجود مجھے گالیاں دیں، اگر میں اس کو جواب دوں تو کیا میں نے برا کام کیا؟

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو شخص جو ایک دوسرے کو گالیاں یا برا بھلا کہتے ہیں وہ دو شیطان ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کی بیہودہ کلام میں مدد کی ہے۔(۳)

۱۔ بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۱۹۱.

۲۔ فقہ الرضاؑ ص ۵۳.

۳۔ محجۃ البیضاء، ج ۵، ص ۲۱۷۔ یکصد موضوع پانصد داستان، ج ۳، ص ۶۲.

ستر بار

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس غلام (نوکر چاکر) ہیں بعض اوقات ان سے غلطیاں اور اشتباہات سرزد ہو جاتے ہیں ہم ان کی غلطیوں اور تقصیرات سے کتنا درگزر کریں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا:

دن میں ستر بار ان کو معاف کرو اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرو۔(۱)

قارئین محترم! اب ہم دیکھیں کہ اگر ہمارے گھر میں نوکر چاکر ہیں تو ان سے تھوڑی سی غلطی ہو جاتی ہے تو ہم کتنا عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔

فضل خدا اور خلق

بیان کرتے ہیں کہ: ہارون الرشید کی زوجہ زبیدہ کی جود و سخا کی شہرت تھی۔ دو نابینا شخص اس کے راستے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں سے ایک نے کہا: خدایا تو مجھے اپنے فضل و کرم سے روزی مرحمت فرما۔

دوسرے نے کہا: خدایا مجھے امّ جعفر (زبیدہ) کے فضل و کرم سے روزی مرحمت فرما۔

۱۔ محجۃ البیضاء، ج ۳، ص ۴۴۴۔ شنیدہای تاریخ ص ۹۷۔ یکصد موضوع پانصد داستان، ج ۳، ص ۵۷.

زبیدہ نے جب ان دونوں کے دعائی جملات سنے تو روزانہ مرغ کے اندر سونے کے دس درہم چھپا کر دوسرے والے کے لئے اور پہلے والے کے لئے دو درہم بھیجتی۔

صاحب مرغ، مرغ کے اندر توجہ کئے بغیر دو درہم کا مرغ اپنے دوست کو بیچتا رہا۔ دس دن تک اس طرح ہوتا رہا۔

ایک دن زبیدہ نے دوسرے شخص سے پوچھا: کیا ہمارے فضل وکرم نے تمہیں غنی کیا یا نہیں؟ کہا: کون سا کرم؟

زبیدہ نے کہا: سو دینار دس دنوں تک مرغ کے اندر چھپا کر ہم نے تمہیں بھیجے۔

نابینا شخص نے کہا: میں نے دینار تو نہیں دیکھے۔ تم روزانہ مجھے ایک مرغ بریانی بھیجتی تھیں۔ وہ بھی میں اس نابینا شخص کو دو درہم میں بیچ دیتا تھا اور یہ مجھ سے خرید لیتا تھا۔

زبیدہ نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ یہ شخص ہمارے فضل وکرم پر اعتماد کرتا تھا خدا نے اس کو محروم کیا اور وہ شخص خدا کے فضل وکرم سے چاہتا تھا خدا نے اس کو اس کی خواہش سے زیادہ دیا اور اس کو غنی کر دیا۔(۱)

پس اس واقعہ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم فضل وکرم الٰہی کے محتاج بندوں کی بجائے خدا سے فضل وکرم کو طلب کریں۔ **انتم الفقراء و الله الغنی الحمید.**

۱۔ ہزار و یک حکایت خواندنی، ج۱، ص۶۹؛ پاداش ہا و کیفر ہا، ص۷۰ اور ہزار و یک حکایت اخلاقی، ص۵۶۵.

کریم کا ہاتھ

جس وقت حاتم طائی کا انتقال ہوا اور اس کو دفن کئے ہوئے چند سال گزر گئے تو ایک دفعہ کافی بارش ہوئی اور اس کی قبر سیلاب کی زد میں آنے لگی نزدیک تھا کہ ویران ہو جائے۔

اس کے بیٹے نے چاہا کہ اس کے جسد کو دوسری جگہ منتقل کر دے تا کہ سیلاب سے محفوظ رہ جائے۔ جس وقت قبر کو کھودا گیا تو کیا دیکھا کہ اس کے تمام اعضاء متلاشی اور بکھرے ہوئے ہیں لیکن اس کا سیدھا ہاتھ بالکل صحیح وسالم ہے۔ لوگ جمع ہو گئے اور تعجب کرنے لگے اس کا سیدھا ہاتھ سالم کیوں رہا؟

اس جگہ سے ایک بوڑھا صاحب دل شخص جا رہا تھا اس نے کہا: تعجب نہ کرو حاتم اس ہاتھ سے بہت عطا کیا کرتا تھا اسی وجہ سے اس کا سیدھا ہاتھ سالم رہا ہے۔(۱)

والدین کے اولاد پر اسی (۸۰) حقوق

اربعین سلیمانی سے منقول ہے کہ والدین کے اسّی کے قریب حقوق اولاد پر ہیں ان میں سے چالیس حقوق ان کی دنیاوی زندگی سے اور چالیس اخروی زندگی سے مربوط ہیں۔ دنیاوی زندگی سے مربوط چالیس حقوق میں سے دس حقوق اولاد کے

۱۔ ہزار و یک حکایت خواندنی، ج۱، ص۱۴۵ اور ہزار و یک حکایت اخلاقی، ص۵۶۵.

بدن پر، دس حقوق ان کی زبان پر، دس حقوق ان کے قلب پر، دس حقوق ان کے مال پر ہیں۔ جو حقوق انسان کے بدن سے مربوط ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ والدین کے سامنے انکساری

۲۔ والدین کا حد سے زیادہ احترام کرنا

۳۔ والدین کے سامنے اور ان کو پشت کر کے نہ بیٹھنا

۴۔ ان کے فرمان واحکام پر عمل کرنا جبکہ وہ خلافِ شرع نہ ہو۔

۵۔ مستحب عبادات کو ان کی اجازت سے انجام دینا

۶۔ ان کی رضایت کے بغیر مستحبی سفر نہ کرنا

۷۔ والدین کے احترام کے لئے کھڑے ہونا اور جب تک وہ نہ بیٹھیں نہ بیٹھنا

۸۔ راستہ چلتے وقت ان کے آگے نہ چلنا

۹۔ ہمیشہ ان کے ساتھ نیکی کی فکر کرنا

۱۰۔ ہمیشہ ان کی خدمت کے لئے تیار رہنا

اولاد کی زبان پر والدین کے حقوق

۱۔ نرم لہجے سے گفتگو کرنا

۲۔ اپنی آواز کو ان کی آواز پر بلند نہ کرنا

۳۔ ان کو نام سے نہ پکارنا

۴۔ زبان سے والدین کی گستاخی نہ کرنا

۵۔ والدین کی قطع کلامی نہ کرنا

۶۔ ان کی خلاف شریعت بات کو رد نہ کرنا

۷۔ ان کو امر و نہی کی شکل میں خطاب نہ کرنا

۸۔ بیجا اف تک نہ کہنا کہ جس سے ان کو اذیت ہوتی ہو

۹۔ ان کے خلاف شکایت کرنا

۱۰۔ ہمیشہ ان کے ساتھ ادب اور اخلاق حسنہ کے ساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کرنا

اولاد کے قلب پر والدین کے حقوق

۱۔ والدین کے لئے نرم دل ہو

۲۔ ہمیشہ ان کی محبت دل میں ہو

۳۔ ان کی خوشی میں شریک ہو

۴۔ ان کے دکھ اور غم میں شریک ہو

۵۔ ان کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے

۶۔ ان کی بدگوئی اور دیگر اذیتوں پر مغموم نہ ہو

۷۔ والدین مارے پیٹیں تو ناراض ہونے کے بجائے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لے

۸۔ جتنا ان کے حقوق ادا کرے پھر بھی کم سمجھے

۹۔ ہمیشہ دل میں ان کی رضایت کو جلب کرنے کی کوشش ہو

۱۰۔ ان کے وجود اگر باعث زحمت و مشقت ہو پھر بھی ان کی طول عمر کے لئے دعا کرے

والدین سے مربوط مالی حقوق

۱۔اپنے لباس سے پہلے ان کو لباس فراہم کرنا

۲۔اپنے کھانے کی مانند یا اس سے بہتر ان کو کھانے کی چیزیں فراہم کرنا

۳۔ان کے قرض کو ادا کرنا

۴۔ان کے سفر کے مخارج دینا

۵۔ان کے فوت شدہ حج اور روزے وغیرہ انجام دینا (اگر خود انجام نہیں دے سکتا تو کسی سے انجام دلوالے)

۶۔ان کو مسکن و مکان مہیا کرنا

۷۔اپنی دولت اور ثروت ان کے حوالے کرنا تاکہ ضرورت کے وقت اپنی مرضی سے تصرف کرسکیں

۸۔ان کی زندگی کے تمام لوازمات برداشت کرنا

۹۔دولت اور ثروت کو ان کی عزت کا ذریعہ قرار دینا

۱۰۔اپنے مال کو ان کا مال سمجھنا

اولاد پر مرنے کے بعد والدین کے حقوق

روایات میں بیان شدہ ایسے چالیس حقوق ہیں جو والدین کے مرنے کے بعد اولاد پر لازم ہوتے ہیں:

۱۔ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی تجہیز و تکفین جلدی سے انجام دینا

۲۔ان کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں ہونے والے اخراجات پر ناراض نہ ہونا

۳۔مرنے کے بعد ان کے نام پر شرعی مراسم کو انجام دینا

۴۔ان کی وصیت پر عمل کرنا

۵۔دفن کی رات ان کے نام پر نماز وحشت قبر پڑھنا اور دوسروں سے پڑھوانا

۶۔جو مراسم شرعی ان کے نام پر انجام دیتے ہیں، ان کو قصد قربت کے ساتھ انجام دینا، نہ یہ کہ ریا کاری اور اپنی بزرگی دکھانے اور نام و نمود کی نیت ہو۔

۷۔اگر تاجر یا کاروباری انسان ہے تو فوراً حساب و کتاب کر کے ان کے ذمہ کو ہر قسم کے قرض سے بری کرنا

۸۔اگر ثلث مال (۱/۳) کی وصیت کی ہے تو فوراً اس کو جدا کر کے بقیہ ترکہ کو وارثین کے مابین تقسیم کرنا

۹۔ہمیشہ ان کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا

۱۰۔ہر نماز کے بعد ان کے حق میں دعا کرنا خصوصاً نماز شب پڑھتے وقت ان کو فراموش نہ کرنا

۱۱۔ہر روز ان کے نام پر صدقہ دینا

۱۲۔اگر کوئی عذر یا مشکل نہیں ہے تو ہر روز نماز مغفرت والدین پڑھنا

۱۳۔ان کے مصائب پر صبر و استقامت سے کام لینا

۱۴۔ان کی عباداتِ واجبہ کی قضا بجالانا یا کسی کو اجیر بنانا

۱۵۔ایام روزہ اور ماہِ مبارک کے رمضان میں ان کو شریک ثواب قرار دینا

۱۶۔والدین کی قبر پر ان کی زیارت کے لئے جانا

۱۷۔ان کی قبر پر آیت الکرسی اور قرآن کی تلاوت اور صلوات بھیجنا

۱۸۔ جب کسی کو معصوم کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہو تو ان کی نیابت میں زیارت کرنا

۱۹۔ان کی نیابت میں عمرہ اور حج انجام دینا

۲۰۔اگر اپنا واجبی حج انجام دینے کے لئے مکہ مکرمہ جائے تو والدین کو فراموش نہ کرنا

۲۱۔اگر کوئی ان سے ناراض ہو تو اس کو کسی صورت میں راضی کرانا

۲۲۔ان کی طرف سے ردّ مظالم دینا اور اگر کسی کے حقوق ان کے ذمہ ہیں تو اسے ادا کرنا

۲۳۔ان کے نام ہر ہفتے یا ہر مہینے میں مجلس امام حسین علیہ السلام برپا کرنا

۲۴۔ان کے نام پر قربانی کرنا

۲۵۔اگر ان سے کسی کارِ خیر کا انجام دینا باقی رہ گیا ہے تو اس کو انجام دینا

۲۶۔اگر کسی مال کو غصب کیا ہے تو ادا کرنا

۲۷۔اگر خمس وزکاۃ ادا نہیں کیا ہے تو ادا کرنا

۲۸۔کسی کے والدین کی بدگوئی نہ کرنا تاکہ وہ تمہارے والدین والدین کو برا بھلا کہیں

۲۹۔لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا تاکہ وہ تمہارے والدین کے حق میں دعا کریں

۳۰۔ماں باپ کے دوستوں کا احترام کرنا

۳۱۔معاشرے میں کوئی ایسا کام انجام نہ دینا جس سے والدین کی تذلیل ہو

۳۲۔ہمیشہ ان کی نجات کیلئے کوشش کرنا

۳۳۔ان کے آثار کی حفاظت کرنا

۳۴۔والدین کی زیارت میسر نہ ہو تو ان کی بجائے چچا اور ماموں کی زیارت کرنا

۳۵۔اگر ان کی زندگی میں ان کے حقوق ادا نہ کئے ہوں تو مرنے کے بعد ان کی رضایت جلب کرنے کی کوشش کرنا

۳۶۔ان کے خواب میں نظر آنے کی دعا کرنا

۳۷۔ان کے قبور اور اسامی کا احترام کرنا

۳۸۔اگر والدین مومن ہیں تو ان سے ملنے کی تمنا کرنا

۳۹۔ ہمیشہ ان کے نام پر کارِ خیر انجام دینا

۴۰۔ان کی قبور خراب ہونے سے بچانا۔(۱)

یہ تمام حقوق آیات وروایاتِ اہل بیتؑ کی روشنی میں ثابت ہیں، قارئین محترم اگر مطالعہ کرنا چاہیں تو بحار الانوار میں بحث حقوق والدین، وسائل الشیعہ یا اصول کافی، رسالہ حقوق امام سجاد علیہ السلام کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

جناب فضہ اور طعام جنت

ایک روز جناب فضہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے پر مدعو کیا، کھانے کا وقت نزدیک آیا اور گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا کھانے کا وقت جتنا نزدیک آتا

۱۔ ارزش پدر و مادر، ص ۳۷ نقل از حقوق والدین کا اسلامی تصور، ص ۶۷.

گیا جناب فضہ کی بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا بار بار یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ اللہ کے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی ہے اور کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، اب کیا ہوگا؟ ان ہی خیالات میں کھوئی ہوئی فضہ نے اپنے پروردگار کو یاد کیا جو ہر مصیبت میں سب کا سہارا ہے اور ہر ایک کی مدد کرتا ہے۔ آپ مصلائے عبادت پر گئیں دو رکعت نماز پڑھی دعا کے لئے ہاتھوں کو بلند کیا ابھی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ جنت کے کھانے کی خوشبو آنے لگی آپ نے جیسے ہی جنت کے کھانے کی خوشبو محسوس کی مرجھایا ہوا چہرہ پھول کی طرح کھل گیا آپ نے شکر کا سجدہ ادا کیا اور پھر دستر خوان بچھا کر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پذیرائی کی۔ (۱)

جنابؓ فضہ کو یہ مقام و منزلت جناب سیدہ (س) کی کنیزی کی بنا پر حاصل ہوا۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ جو درِ فاطمہ (س) سے واقعی متمسک ہے وہ خدا سے جو دعا کرے گا وہ یقیناً پوری ہوگی صرف اتنی سی شرط ہے کہ کردار فضہ جیسا ہونا چاہیے۔

حیوان کی طرفداری

ایک دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے کھانا کھاتے ہوئے چند لقمے قریب کھڑے کتے کو ڈال دیئے۔ کسی نے کہا: یابن رسول اللہ! اگر اجازت دیں تو کتے کو

۱۔ سیرت حضرت فاطمہ زہرا (س) ص ۳۰۔

دور کروں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے کام میں مشغول رہو! مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ حیوان میرے کھانے کی طرف دیکھے اور میں اس کو اپنے پاس سے دور کر دوں اور غذا نہ دوں۔ (۱)

قارئین محترم! ہمارے ساتھ بھی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم کھانا کھا رہے ہوتے ہیں تو بلی آجاتی ہے ہم اس کو کچھ ڈالنے کے بجائے مار کر بھگا دیتے ہیں لیکن اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیرت ائمہؑ یہ ہے کہ حیوانوں کو بھی کچھ دیا جائے۔

بہترین اور بدترین

حضرت لقمان حکیم شروع میں بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے ایک شخص کے غلام تھے ایک دن ان کے مالک نے ان کو حکم دیا کہ ایک دنبہ ذبح کر کے اس کا بہترین عضو (یعنی بہترین حصہ وجگہ) میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت لقمان نے دنبہ ذبح کیا اور دل و زبان اپنے مالک کو لا کر دے دیئے۔ پھر چند دن کے بعد مالک نے دوبارہ کہا کہ ایک گوسفند کو ذبح کر کے اس کا بدترین عضو مجھے لا کر دو۔ حضرت لقمان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گوسفند کو ذبح کیا اور دل و زبان اپنے مالک کو لا کر دے دیئے۔ مالک نے کہا: ظاہراً یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف و ضد ہیں (کیونکہ ہمارے یہاں تو یہی ہوتا ہے زبان پر کچھ ہوتا ہے دل میں کچھ) حضرت لقمان

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۳۴۲ نقل از ہزار و یک اخلاقی حکایت.

نے فرمایا: اگر دل و زبان ایک دوسرے کی تصدیق کریں تو بہترین اعضاء بدن ہیں اور اگر مخالفت کریں تو بدترین اعضاء بدن ہیں۔ جب مالک نے حضرت لقمان کی یہ حکیمانہ بات سنی تو بہت خوش ہوا اور حضرت لقمان کو آزاد کر دیا۔(۱)

نہ توڑ، میں نہیں کہوں گا

مشہد کے ایک عالم کہتے ہیں: میں مشہد میں دینی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول تھا ایک ہمارا دوست جو طالب علم تھا بیمار ہوا اور بیماری اس قدر شدید وطولانی ہوگئی کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ حالتِ احتضار کے وقت میں اس کے پاس کھڑا ہوا اس کو تلقین کر رہا تھا کہ کہو: ''لا الہ الّا اللّٰہ''، ''اللّٰہ اکبر'' و.... لیکن وہ طالب علم جواب میں کہہ رہا تھا: نہ توڑ، میں نہیں کہوں گا۔ ہمیں تعجب ہوا، کیونکہ یہ ایک بہت اچھا ذہین طالب علم تھا اس کی وجہ کیا ہے ہماری باتوں کا جواب نہیں دے رہا ہے۔ اور لا الہ الّا اللّٰہ کی بجائے عجیب وغریب کلمات زبان پر لا رہا ہے۔ کچھ دیر کے بعد اس کی طبیعت کچھ صحیح ہوئی تو ہم نے اس کی علت پوچھی تو اس نے کہا: پہلے میری گھڑی میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس کو توڑ دوں اس کے بعد میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں اس کی گھڑی کو لایا گیا تو اس نے کہا: میں س گھڑی سے بہت رغبت ومحبت رکھتا ہوں۔ حالت احتضار کے وقت تم کہہ رہے تھے کہو''لا الہ الّا اللّٰہ'' اور شیطان

۱۔ ہزار و یک اخلاقی حکایت، ص۵۹۶۔

میرے برابر میں کھڑا ہوا کہہ رہا تھا اگر ''لا الہ الّا اللّٰہ'' کہا تو میں تمہاری گھڑی توڑ دونگا۔ میں کیونکہ گھڑی کو بہت دوست رکھتا تھا اس لئے شیطان کو میں نے کہا: نہ توڑ نہیں کہونگا۔(۱)

قارئین محترم ہمیں اہل بیتؑ کے علاوہ کسی بھی چیز سے زیادہ رغبت ومحبت اور دوستی نہیں رکھنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو دنیاوی چیزوں کی محبت کی وجہ سے ہماری عاقبت خراب ہو جائے جو چیز آخرت میں کام آئے گی وہ ہے اہل بیتؑ کی محبت و دوستی ہے جتنا ہو سکے ان سے محبت کریں ان کے علاوہ کسی سے محبت نہ کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رحم کرنا

ایک دفعہ حضرت موسیٰ نے پروردگار عالم سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا: خدایا میری خوبیوں میں سے کون سی خوبی تجھے پسند آئی؛ حضرت موسیٰ سے حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جس وقت تو حضرت شعیب کے بھیڑوں کو چرا رہا تھا ایک دفعہ ہوا گرم تھی ایک بھیڑ گلہ سے نکل کر بھاگ گئی اور تو اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا اور تجھے کافی دکھ اور تکلیف ہوئی۔ جب تو اس بھیڑ کے قریب پہنچا۔ اسے پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور کہا: تو نے مجھے اور اپنے آپ کو کافی تکلیف پہنچائی اسے اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور گلہ میں لے کر آئے۔ اے موسیٰ! تو نے جو اس بھیڑ پر رحم کیا میں نے تاج پیغمبری تیرے سر پر رکھا اور کرامتِ نبوی تجھے عطا کی۔(۲)

۱۔ ہزار و یک اخلاقی حکایت.

۱۔ ہزار و یک اخلاقی حکایت، ص۶۵۴.

مصافحہ (ہاتھ ملانا)

ابوعبیدہ کہتے ہیں: ایک دفعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھا اور حضرت کی سواری کے ساتھ ساتھ میں بھی اپنی سواری پر سوار سفر کر رہا تھا جس وقت سوار ہونے کا وقت ہوتا پہلے میں سوار ہوتا پھر حضرتؑ سوار ہوتے اس کے بعد مصافحہ کرتے۔ حضرتؑ میرے ساتھ ایسے ملتے جیسے پہلی مرتبہ مل رہے ہوں۔

جس وقت اترنے کا وقت آتا حضرتؑ پہلے اترتے اس کے بعد میں اترتا۔ جب دونوں زمین پر اتر جاتے حضرتؑ پھر مجھے سلام کرتے اور اس طرح احوال پرسی کرتے جیسے پہلی مرتبہ مل رہے ہوں۔

میں نے حضرتؑ سے عرض کیا: اس طرح سے ایک دوسرے سے ملنے کی رسم ہمارے یہاں نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مصافحہ کرنے کا کتنا ثواب ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر مومنین آپس میں ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے مصافحہ کریں (ہاتھ ملائیں) جب تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے خداوند متعال اپنی نظر (رحمت ان کی طرف کرے گا اور ان کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے درخت سے پتے جھڑے ہیں۔(۱)

۱۔ ہزار و یک اخلاقی حکایت، ص ۶۴۹ نقل از یکصد موضوع پانصد داستان، ج ۲، ص ۱۱۱۴ اور محجۃ، ج ۳، ص ۳۷۸.

عزاداری میں امام زمانہ علیہ السلام کی شرکت اور سید بحر العلوم

ایک عالم دین نقل کرتے ہیں کہ ۱۳۳۳ھ میں نجف اشرف علوم آلِ محمدؐ حاصل کرنے کے لئے گیا اور امام حسینؑ کی زیارت کے لئے چند علماء کے ساتھ پیدل کربلا گیا۔ کربلائے معلّیٰ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ''طویرج'' نامی جگہ پر پہنچے۔ ایک بزرگ نے مجھ سے کہا: عاشور کے دن یہاں سے ماتمی دستہ کربلا جاتا ہے اور چند علماء بلکہ بعض مراجع تقلید بھی ماتم کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل کر کربلا جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس عالم بزرگ نے مجھ سے کہا: عاشور کا دن تھا میں ''طویرج'' کے ماتمی دستہ کے ساتھ کربلا جا رہا تھا۔ ان ماتم کرنے والوں کے درمیان اس زمانہ کے بزرگ عالم دین اور آج کے مرجع تقلید ماتم کر رہے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خلوص کے ساتھ حلقہ میں موجود تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپ یہ کام کر رہے ہیں؟ فرمایا: علامہ سید بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ عاشور کے دن اپنے چند طالب علموں کے ساتھ ''طویرج'' کے ماتم کرنے والوں کے استقبال کے لئے جاتے ہیں اچانک طالب علموں نے دیکھا کہ علامہ سید بحر العلومؒ وہ مقام و منزلت رکھنے کے باوجود دوسرے ماتم کرنے والوں کی طرح ماتم کر رہے ہیں۔ چند طالب علموں نے کافی کوشش کی کہ علامہ کے پاک و پاکیزہ احساسات کو روکیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے بالآخرہ چند طالب علموں نے حفاظت کے لیے علامہ کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا عزاداری کے بعد علامہ کے خواص نے علامہ سے

پوچھا: کیا ہوا کہ آپ اچانک ماتم کرنے والوں کے درمیان داخل ہو گئے؟ فرمایا: جس وقت میں ماتم کرنے والوں کے قریب پہنچا، تو میں نے دیکھا کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام سر و پا برہنہ ماتم کرنے والوں کے درمیان ماتم اور گریہ کر رہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اور ماتم کرنے والوں کے درمیان ماتم کرنے میں مشغول ہو گیا۔(۱)

چالیس جوانوں کا گریہ

مشہور خطیب حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین حاج آقائے باقری جو کہ آیت اللہ العظمیٰ میلانی کے شاگردوں میں سے ہیں، کہتے ہیں: ایک دفعہ اپنے استاد حضرت آیت اللہ میلانی کی خدمت میں تھا انہوں نے فرمایا: اے فلانی جب تم منبر پر جاؤ تو مجلس میں سے چالیس جوانوں کو میرے پاس لے کر آنا مجھے ان سے کام ہے۔ میں نے استاد حضرت آیت اللہ میلانی کے اس حکم پر تعجب کیا۔ لیکن حکم کی اطاعت کرتے ہوئے چالیس جوانوں کو میں استاد کی خدمت میں لایا۔ استاد نے فرمایا: ایک ایک کر کے میرے کمرے میں تشریف لائیں۔ ہم بالکل نہ سمجھ سکے کہ آقا کو کیا کام ہے جو بھی جوان اندر جاتا جب واپس آتا تو گریہ کرتا ہوا باہر آتا اور کوئی بات بھی نہ کرتا۔ جب تقریباً آدھے جوان اندر چلے گئے تو مجھ سے رہا نہ گیا میں اندر آقا کے کمرے

۱۔ امام زمانہ علیہ السلام و سید بحر العلوم، ص ۱۹۴ اور ہزار و یک اخلاقی حکایت، ص ۶۳۰۔

میں داخل ہو گیا کہ دیکھوں تو سہی کیا ماجرا ہے؟ میں نے دیکھا کہ استاد محترم بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے برابر میں کفن رکھا ہوا ہے اور جو بھی جوان اندر آتا استاد محترم اس سے پوچھتے: کیا تم امام حسین علیہ السلام کو دوست رکھتے ہو؟ وہ جوان جواب میں کہتا: جی ہاں۔ استاد پوچھتے بہت زیادہ؟ جوان کہتا: جی ہاں بہت زیادہ۔ یہ کہتے ہی جوان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ آیت اللہ میلانی اپنے کفن سے ان کے آنسو صاف کرتے۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو کافی جوان تبدیل ہو گئے اور گریہ کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔

اس کے بعد میں نے آیت اللہ میلانی سے پوچھا: آقا آپ تو مرجع تقلید ہیں اور کافی مجتہدین کا اجازۂ اجتہاد آپ کے پاس ہے آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ استاد محترم نے فرمایا: اگر کوئی چیز قیامت میں کام آئے گی تو وہ یہی توسل اور گریہ امام حسین علیہ السلام ہے۔

حلّال جمیع مشکلات است حسینؑ
شویندی لوح سیّئات است حسینؑ
ای شیعه تو را چه غم ز طوفان بلا
جایی که سفینة النجاة است حسینؑ

۱۔ ہزار و یک اخلاقی حکایت، ص ۶۳۰ نقل از کرامات معنوی، ص ۲۳۔

نمونہ عمل

ایک دن آیت اللہ بہبہانی نے دیکھا کہ ان کی بہو قیمتی کپڑے پہنے ہوئے ہے آقائے بہبہانی نے اپنے بیٹے (عبدالحسین) کو منع کیا کہ اتنا قیمتی کپڑا نہ پہنایا کرو۔

بیٹے نے اپنے والد کے جواب میں کہا:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (۱)

(اے رسولؐ ان سے) پوچھو کہ جو زینت (ساز و سامان) اور کھانے کی (صاف ستھری) چیزیں خدا نے اپنے بندوں کو لئے پیدا کی ہیں انہیں کس نے حرام کیا ہے۔

آقا بہبہانی نے کہا: میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ تم نے حرام کام کیا ہے مگر یہ نہ بھولو کہ میں مرجع تقلید ہوں اور عوام مجھے اپنے راہنما سمجھتی ہے، عوام میں دولتمند اور فقیر دونوں طبقہ کے لوگ رہتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم فقیروں کی دلجوئی کریں ان سے ہمدردی کا اظہار کریں اگر کسی غریب شخص کی بیوی نے اس سے قیمتی کپڑوں کا تقاضا کر لیا تو، کم سے کم اس غریب کے پاس یہ کہنے کے لئے تو ہو کہ ہمارے لئے آقائے بہبہانی کا گھر نمونہ عمل ہے نہ کہ کسی دولتمند کا۔ (۲)

۱۔ سورہ اعراف، آیت ۳۲.

۲۔ قرآنی لطیفہ، ص ۱۷۲۔

شیطان اور بری محفل

ایک روز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صحابی بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے صحابی کو برا بھلا کہا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے اور اس شخص کو دیکھتے رہے جس وقت وہ برا بھلا کہہ کر خاموش ہو گیا تو اس صحابی نے بھی اپنا دفاع کرتے ہوئے اسے برا بھلا کہا۔ (جیسے ہمارا یہاں بھی یہی ہوتا ہے اگر ایک نے برا بھلا کہا تو دوسرا صبر کرنے کی بجائے دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتا ہے) جب صحابی نے برا بھلا کہنا شروع کیا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے اور صحابی کی طرف رخ کر کے کہا: اے فلاں! جس وقت وہ شخص تجھے برا بھلا کہہ رہا تھا تو خدا نے تیرے دفاع کے لئے ایک فرشتہ بھیجا جو تیری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ لیکن جس وقت تو نے بھی برا بھلا کہنا شروع کیا تو وہ فرشتہ تیرے پاس سے چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ گیا۔ میں اس محفل میں نہیں بیٹھ سکتا جس محفل میں شیطان ہو۔ (۱)

۱۔ یکصد موضوع و پانصد داستان، ج ۲، ص ۴۰۲۔

حضرت علی علیہ السلام اور عدالت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ معاویہ حج پر گیا اس نے اپنے کارندوں کو حضرت علی علیہ السلام کی طرفدار اور معاویہ کی دشمن خاتون جس کا نام دارمیہ حجونیہ تھا کو بلوایا۔

جب وہ معاویہ کے پاس آئی تو اس نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں کیوں بلوایا ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم۔ معاویہ نے کہا: اس لئے بلوایا ہے کہ تم سے پوچھوں کیوں علی علیہ السلام کو دوست اور مجھے دشمن رکھتی ہو؟

اس نے کہا: بہتر ہے اس بارے میں نہ پوچھو۔ معاویہ نے کہا: تمہیں ضرور جواب دینا ہوگا۔ اس عورت نے کہا: علی علیہ السلام کو اس وجہ سے دوست رکھتی ہوں کہ وہ عادل اور مساوات کے قائل ہیں اور تو نے کسی وجہ کے بغیر ان سے جنگ کی۔ اس وجہ سے علیؑ کو دوست رکھتی ہوں کہ وہ فقراء کو دوست رکھتے ہیں اور تجھ سے اس وجہ سے دشمن رکھتی ہوں کہ تو نے ناحق خونریزی کی اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کیا اور تو نے قضاوت میں ظلم کیا اور ہوائے نفس کی پیروی کی۔

معاویہ یہ سنتے ہیں ناراض ہوا۔ معاویہ اور اس عورت کے درمیان تو تو، میں میں ہوئی لیکن آخر میں معاویہ نے اپنے غصہ کو پیا اور پوچھا: علی علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، معاویہ نے کہا: کس طرح؟ کہا: خدا کی قسم میں نے اس حال میں دیکھا کہ دنیا اور اس کی سرسبز و شادابی نے تجھے تو غافل کیا ہوا ہے لیکن اسے غافل نہیں کیا۔

معاویہ نے کہا: علی علیہ السلام کی آواز سنی ہے؟ اس نے کہا: بالکل اس کی آواز کو سنا ہے جو دلوں کو جلا دیتی ہے، کدورت کو دل سے ختم کر دیتی ہے۔

معاویہ نے کہا: کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا: کہوں گی دو گے؟ معاویہ نے کہا: دونگا۔ اس نے کہا: سو اونٹ سرخ بال والے، معاویہ نے کہا: اگر دوں تو کیا میں تیری نظر میں علی علیہ السلام کی طرح ہوں گا؟ اس نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا: اس کو سو اونٹ سرخ بال والے دے دو۔ اس کے بعد معاویہ نے کہا: اگر علی علیہ السلام زندہ ہوتے تو کبھی تجھے ایک اونٹ بھی نہ دیتے۔

اس عورت نے کہا: خدا کی قسم ایک بال بھی نہ دیتے، کیونکہ وہ اس کو تمام مسلمانوں کا مال جانتے ہیں۔ (۱)

پہلے خود کو سنوارو

ایک شخص نے عبداللہ بن عباس سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں۔

ابن عباس نے سوال کیا: شروع کیا ہے یا نہیں؟

اس شخص نے کہا: ارادہ کیا ہے۔

ابن عباس نے کہا: کوئی بات نہیں مگر ہوشیار رہنا کہ کہیں یہ تین آیتیں تجھے رسوا نہ

۱۔ یکصد موضوع پانصد داستان، ص ۳۵۱.

کر دیں۔

پہلی آیت: ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ﴾ (۱)

کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

ابن عباس: کیا تم مطمئن ہو کہ اس آیت کا مصداق تو نہیں ہو؟

کہا: نہیں، دوسری آیت پڑھو۔

ابن عباس نے دوسری آیت پڑھی:

﴿لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (۲)

اے ایمان والو تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے ہو اللہ کے نزدیک یہ سخت ناراضگی کا سبب ہے کہ تم وہ کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

ابن عباس: اس آیت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، کیا تم مطمئن ہو کہ اس کے مصداق نہیں ہو۔

کہا: نہیں، تیسری آیت سناؤ۔

ابن عباس نے تیسری یہ آیت پڑھی کہ جب حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے مخاطب تھے فرمایا:

۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۴۴.

۲۔ سورۂ صف، آیت ۲،۳.

﴿مَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾ (۱)

میں تو یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تم کو روکوں تمہارے برخلاف (خود) اس کو کرنے لگوں۔

کیا تم اس آیت پر عمل کرتے ہو!

کہا: نہیں، ابن عباس نے کہا: تو سب سے پہلے خود سے شروع کرو (بعد میں دوسروں کو کہنا)۔ (۲)

مناظرہ حُرّہ اور حجاج

ایک روز حضرت علی علیہ السلام کی چاہنے والی (حلیمہ سعدیہ) کی بیٹی (حُرّہ) کا گزر حجاج بن یوسف ثقفی کے سامنے سے ہوا۔

حجاج نے کہا: سنا ہے تو حضرت علی کو تین خلفاء سے برتر سمجھتی ہے؟

حرہ نے کہا: جس نے کہا ہے، جھوٹ کہا ہے کہ میں صرف حضرت علی علیہ السلام کو تنہا ان لوگوں سے برتر نہیں سمجھتی ہوں۔

حجاج نے پوچھا: ان کے علاوہ اور کن لوگوں سے برتر سمجھتی ہے؟

حرہ نے کہا: آدم، نوح، لوط، ابراہیم داؤد، سلیمان اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی افضل سمجھتی ہوں۔

۱۔ سورۂ ہود، آیت ۸۸.

۲۔ قرآنی لطیفے، ص ۸۸.

حجاج نے کہا: لعنت ہو تجھ پر کہ تو حضرت کو صحابہ اور سات بزرگ پیغمبروں سے بھی برتر سمجھتی ہے؟ اگر دلیل بیان نہ کرے گی تو تیرے سر کو تن سے جدا کر دوں گا۔

حرہ نے کہا: میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں حضرت علی علیہ السلام کو ان پیغمبروں پر مقدم کیا ہے۔

خداوند متعال نے جناب آدم کے لئے فرمایا:

﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾(۱)

اور آدم نے اپنے رب کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہو گئے اور حضرت علی کے حق میں کہا ہے:

﴿وَ كانَ سعيكم مشكورا﴾(۲)

اور تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے۔

حجاج نے دادِ سخن دی اور کہا: نوح اور لوط علیہما السلام پر کیوں ترجیح دیتی ہو؟

حرہ نے کہا: خداوند منان نے ان دو پیغمبروں کے بارے میں فرمایا:

﴿ضرب اللّه مثلاً للذين كفروا امرأةَ نوحٍ و امرأة لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتا هما فلم يغنِيا عنهما من اللّه شيئا و قيل الدخُلا النارَ مع الداخلين﴾(۳)

۱۔ سورۂ طہٰ، آیت ۱۲۱۔

۲۔ سورۂ دہر، آیت ۲۲۔

۳۔ سورۂ تحریم، آیت ۱۰۔

خدا نے کافروں کی عبرت کیلئے نوح اور لوط کی بیویوں کی مثال بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو ان کے شوہر خدا کے سامنے ان کے حق میں کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دونوں عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جہنم میں جانے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

لیکن حضرت علی علیہ السلام کی ہمسر، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں جن کی خوش اور مرضی پر خدا خوش اور راضی ہوتا ہے ناخوشی و رنجیدگی پر رنجیدہ و ناخوش ہوتا ہے۔

حجاج نے تحسین کہا: پھر پوچھا کس بنا پر حضرت ابراہیم سے افضل سمجھتی ہے؟

حرہ نے جواب دیا: حضرت ابراہیم کیلئے قرآن میں آیا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾(۱)

جب ابراہیم نے خدا سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے بھی تو دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تو خدا نے کہا: کیا تمہیں (اس کا) ایمان نہیں ہے ابراہیم نے عرض کیا (کیوں نہیں) ایمان تو ہے (مگر آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں) کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

لیکن میرے مولائے کائنات ابوطالب کا بیٹا فرماتا ہے:

''لو كشف الغطاء لَمَا ازْدَدْتُ يقينا''

۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۶۰۔

اگر تمام حجابات ہٹا دیئے جائیں تب بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا جبکہ آنحضرت (علی علیہ السلام) سے پہلے نہ کسی کی زبان سے یہ بات نکلی ہے اور نہ ہی ان کے بعد کسی کی زبان سے نکلے گی۔

حجاج نے کہا: آفرین، اب یہ بتا کہ کس دلیل و برہان کے ذریعہ حضرت علی کو حضرت موسیٰ پر برتر سمجھتی ہے؟

حرہ نے کہا: خدائے عزوجل فرماتا ہے:

﴿فخرج منها خائفاً يَتَرَقَّبُ﴾ (۱)

حضرت موسیٰ شہر سے خوفزدہ دائیں بائیں دیکھتے ہوئے نکلے۔

لیکن ابوطالب کا لعل شب ہجرت (لیلۃ المبیت) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بغیر کسی خوف وہراس کے سویا اور مرضی خداوند عالم کو حاصل کرلیا کہ خداوند متعال نے ان کی شان میں اس آیت کو نازل کیا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾ (۲)

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی (خدا کے بندے) ہیں جو خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں۔

حجاج نے کہا: کیا خوب بیان ہے۔ اے حرہ! اب یہ بتا کہ داؤد و سلیمان علیہما السلام پر علی علیہ السلام کو کیوں فضیلت دی ہے؟

۱۔ سورۂ قصص، آیت ۲۱.

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۶.

حرہ نے کہا: خداوند عالم نے داؤد کو فضیلت دی ہے اور اپنی کتاب قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ (۱)

اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں اپنا جانشین بنایا لہٰذا تم لوگوں کے درمیان بالکل ٹھیک (حق کے ساتھ) فیصلہ کیا کرو اور خواہشات نفس کی پیروی نہ کرو ورنہ یہ پیروی راہ خدا سے منحرف کردے گی۔

حجاج نے سوال کیا: یہ آیت داؤدؑ کے کس قضاوت کی طرف اشارہ ہے؟

حرہ نے جواب دیا: ایک شخص کے پاس انگور کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس گوسفند، ایک روز گوسفند انگور کا باغ کھا گئے، دونوں جناب داؤد کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئے، جناب داؤد نے فیصلہ کیا کہ گوسفند کا مالک اپنی گوسفندوں کو بیچ کر باغ میں لگائے تاکہ باغ دوبارہ اپنی پہلی حالت میں پلٹ آئے۔

جناب داؤدؑ کے فرزند نے کہا: پدر بزرگوار گوسفندوں کے دودھ سے دوبارہ باغ کو آباد کیا جائے (نہ کہ گوسفند کو فروخت کرکے)، تو خدا نے فرمایا:

﴿ففهّمناها سليمان﴾ (۲)

پھر ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا۔

۱۔ سورۂ ص، آیت ۲۶.

۲۔ سورۂ نساء، آیت ۷۹.

لیکن امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سلونی سلونی قبل ان تفقدونی ، جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو، میں زمین و آسمان کے بارے میں بھی جانتا ہوں قبل اس کے کہ مجھے تم لوگ کھو بیٹھو۔

اور روزِ فتح خیبر حضرت علی علیہ السلام رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیغمبر اکرمؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تم میں بالا و برتر اور دانا تر و بہترین قاضی علی ہیں۔

حجاج نے دادِ سخن دیا اور سوال کیا، کیوں حضرت سلیمان سے برتر سمجھتی ہے؟

حرہ نے کہا: حضرت سلیمانؑ نے خداوند منان سے فرمائش کی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ (۱)

پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو۔ مگر حضرت علی علیہ السلام نے دنیا کے بارے میں فرمایا:

''اے دنیا! میں نے تجھے تین طلاق دے دی مجھے تیری ضرورت نہیں، میں تیرا محتاج نہیں ہوں، جا کسی اور کو جا کر دھوکہ دے۔''

خداوند عالم نے ان کی شان میں اس آیت کو نازل کیا:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ (۲)

۱۔ سورۂ ص، آیت ۳۵.

۲۔ سورۂ قصص، آیت ۸۳.

یہ آخرت کا گھر تو ہم نے ان لوگوں کیلئے خاص کر دیا ہے جو زمین میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔

حجاج نے تحسین کہا اور پوچھا: حضرت علی علیہ السلام کو کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل سمجھتی ہو؟

حرہ نے کہا: خدا نے حضرت عیسیٰ کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ☆ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ﴾ (۱)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے کہا (کیوں) اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا مان لو، تو عیسیٰ نے عرض کی، تیری ذات بے نیاز ہے، میری تو یہ مجال نہیں کہ میں ایسی بات منہ سے نکالوں جس کا مجھے کوئی حق نہ ہو (اچھا) اگر میں نے کہا (بھی) تھا تو تجھے ضرور معلوم ہی ہوگا کیونکہ تو میرے دل کی (سب بات) جانتا ہے۔ ہاں البتہ میں تیرے اسرار نہیں جانتا (کیونکہ) اس میں تو شک ہی نہیں کہ تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے میں نے تو ان سے صرف وہی کہا ہے جس کا تو نے حکم دیا تھا۔

۱۔ سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۷،۱۱۶.

جن لوگوں نے عیسیٰ کو خدا کہا: جناب عیسیٰ نے ان کے فیصلے کو روزِ قیامت پر چھوڑا، جبکہ جن لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا، حضرت علی علیہ السلام نے ان کا فیصلہ فوراً کیا اور انہیں قتل کر دیا۔

یہ فضائلِ حضرت علی علیہ السلام ہیں جس کا دوسروں سے تقابل نہیں کیا جا سکتا۔ حجاج نے اسے دادِ سخن سے نوازا اور کہا: اگر تیرا بیان بے دلیل ہوتا تو ہرگز تیری بخشش نہیں تھی اور تجھے کیفرِ کردار تک پہنچا دیتا۔

پھر حجاج نے اسے بڑے احترام واکرام کے ساتھ ہدیہ سے نوازا۔(۱)

سات سو سال عمر کے لئے گھر کی ضرورت نہیں

لئالی الاخبار میں روایت درج ہے کہ ایک پیغمبر کی ملاقات ایک راہب سے ہوگئی جو پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا اس کے پاس گرمی، سردی سے بچاؤ کا کوئی سامان نہ تھا۔ نہ گھر تھا نہ در، اس پیغمبر نے سوال کیا: کب سے یہاں ہو؟ کہا برسوں گزر گئے، پوچھا: تو پھر تم نے کوئی رہنے کا ٹھکانہ کیوں نہی کیا۔ سردی اور گرمی سے بچاؤ کے لئے کچھ تو کرتے؟ جواب دیا: جب بارش ہوتی ہے تو اس غار میں چلا جاتا ہوں۔ آخر اتنی زحمت کیوں کروں۔ دنیا میں رہنا ہی کتنے روز ہے، مکان کس لئے تیار کروں۔ چند سال قبل میں نے ایک نبی کو دیکھا تو ان سے پوچھا: میں دنیا میں

۱۔ قرآنی لطیفے، ص ۹۰۔

کب تک رہوں گا؟ فرمایا: تمہاری عمر سات سو سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اب آپ بتائیے بھلا سات سو سال بھی کوئی عمر ہے جو میں اس کے لئے گھر بناؤں؟

پیغمبر نے کہا: آخر میں ایک ایسا زمانہ آئے گا جب انسان کی عمر سو سال سے زائد نہیں ہوا کرے گی لیکن اس کے باوجود لوہے اور پتھروں کی مضبوط سے مضبوط عالی شان عمارتیں تعمیر کی جائیں گے۔

راہب نے کہا: اگر میری عمر سو سال ہوتی تو میں اسے ایک ہی سجدے میں تمام کر دیتا۔(۱)

تازہ اور نئے انگور

امام زین العابدین علیہ السلام انگور زیادہ پسند فرماتے تھے۔ انگور کا تازہ موسم آیا تھا، بازار میں ابھی کم آئے تھے۔ اصحاب امامؑ میں سے کسی نے آپ کو انگور پیش کیے امام خوشہ انگور سے دانہ توڑ کر کھانا ہی چاہتے تھے ایک سائل نے آواز دی آپؑ قبل اس کے کہ دانہ کھاتے خوشہ انگور اس سائل کو دے دیا۔ اصحاب میں سے کسی نے کہا: مولا یہ انگور ہم آپؑ کے لئے لائے تھے کیونکہ ابھی انگور بازار میں نیا نیا آیا ہے اور ناپید ہے آپؑ اسے تناول فرمائیں، سائل کو پیسے دے دیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ انگور مجھے پسند ہیں جب ہی تو اپنی پسند کی چیز راہِ خدا میں دے رہا ہوں۔(۲)

۱۔ ایمان، ج دوم، ص ۴۸، آیت اللہ دستغیب۔

۲۔ ایمان، ج ۲، ص ۸۔

اور قرآن میں خدا فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (۱)

تم نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے راہِ خدا میں انفاق نہ کرو۔

صدقہ دینے سے موت کا ٹل جانا

ایک روز ایک جوان حضرت داؤد کے پاس آیا فرشتہ موت وہاں پر موجود تھا حضرت داؤد کو بتایا کہ یہ جوان سات دن کے بعد مر جائے گا اور میں سات روز بعد اس کی روح قبض کروں گا۔ وہ جوان اس مجلس سے اٹھ کر باہر گیا۔ راستہ میں ایک فقیر اس کے پاس آیا اور مدد کی درخواست کی۔ اس جوان نے اس فقیر کو صدقہ دیا۔ ساتویں دن کے بعد وہ جوان دوبارہ حضرت داؤد کے پاس آیا۔ حضرت داؤد نے حیرت سے عزرائیل سے پوچھا: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سات روز بعد یہ جوان مر جائے گا۔ ملک الموت نے جواب دیا: بالکل اسی طرح ہے لیکن کیونکہ اس نے صدقہ دیا تھا خداوند عالم نے اس کی عمر ستر سال کے لئے ٹال دی ہے۔ (۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب صدقہ کسی کے ہاتھ سے دیا جاتا ہے تو وہ صدقہ دینے والے سے کہتا ہے:

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۹۲۔

۲۔ گنجینۂ معارف، ج۱، ص ۶۰۸۔

۱۔ فانی تھا مجھے باقی بنا دیا

۲۔ چھوٹا و حقیر تھا مجھے بزرگی بخشی

۳۔ دشمن تھا مجھے دوست بنا دیا

۴۔ تو میرا نگہبان و محافظ تھا اب میں تیرا نگہبان و محافظ ہوں۔

بدکار اور ناحق خون بہانے سے بدتر بے نمازی ہے

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اے موسیٰ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے اور میں اس گناہ سے توبہ بھی کر چکی ہوں مگر پھر بھی چاہتی ہوں کہ آپ دعا فرمائیں تا کہ آپ کی وجہ سے میری دعا بھی قبول ہو جائے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! آخر وہ کون سا گناہ ہے جس کی وجہ سے تو اس قدر پریشان ہے۔ عورت نے کہا: اے اللہ کے نبی! اول تو میں نے حرام کاری کی پھر اس حرام کاری سے میرے یہاں بچے کی ولادت ہوئی پھر میں نے اس بچے کو قتل کر دیا۔ بس میرا یہ گناہ ہے جس کی وجہ سے میں پریشان ہوں۔ یہ سن کر غصہ کی وجہ سے حضرت موسیٰ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: کم بخت دور ہو جا کہیں تیری وجہ سے ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ یہ بدکار عورت آپ کے غصہ کو دیکھ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی اس کے جاتے ہی جبرائیل امین وحی لے کر حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے حضرت موسیٰ رب العالمین آپ سے سوال کرتا ہے کیا آپ کے نزدیک اسی عورت سے زیادہ بدتر اور برا کوئی فعل ہے؟

حضرت موسیٰ نے جواب دیا: بھلا اس سے بڑھ کر برا فعل اور کیا ہوسکتا ہے۔

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! تمہارا خیال درست نہیں ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑے ایسا بے نمازی اللہ کے نزدیک اس بدکار اور ناحق خون کرنے والی عورت سے بھی زیادہ بدتر ہے۔(۱)

انفاق نہ کرنے سے امیر فقیر اور فقیر امیر ہوگیا

ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا اور دسترخوان پر مرغ بریان رکھا ہوا تھا۔ دروازے پر سائل نے صدا دی اور روٹی کا سوال کیا۔ مالکِ مکان غصہ سے دسترخوان سے اٹھا اور فقیر کو جھڑک کر بھاگا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص مفلس ہوگیا اور تنگ دستی کی وجہ سے اس نے بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اس عورت کی دوسری جگہ شادی ہوگئی ایک مرتبہ وہ عورت اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھی ہوئی تھی اور ان کے سامنے مرغ بریان رکھا ہوا تھا اتنے میں دروازے پر ایک سائل نے صدا دی اور روٹی کا سوال کیا: شوہر نے بیوی سے کہا: یہ بھنا ہوا مرغ جا کر سائل کو دے دو۔

عورت نے مرغ کو ایک برتن میں رکھا اور دروازے پر گئی پھر دروازے سے روتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس آئی۔ شوہر نے رونے کا سبب پوچھا تو عورت نے کہا:

۱۔عبرتیں، ص ۳۰۰، فیض کرپالوی صاحب۔

دروازے پر جو سائل آیا ہے یہ میرا سابقہ شوہر ہے ایک دفعہ میں اور وہ آج کی طرح جیسے تم اور میں دسترخوان پر بیٹھے تھے اور ہمارے سامنے بھنا ہوا مرغ رکھا تھا کہ سائل نے دروازے پر صدا دی تھی میرا شوہر ناراض ہوگیا اور سائل کو دھکے دے کر بھگا دیا اور آج وہ سائل بن کر روٹی کا سوال کر رہا ہے۔

یہ سن کر شوہر نے بیوی سے کہا: اچھا تو سنو اس دن جس سائل کو دھکے دیئے تو وہ سائل میں ہی تھا۔(۱)

عزیزانِ گرامی آپ نے دیکھا سائل کی بے احترامی کی وجہ سے اس شخص کو کتنی بڑی سزا ملی، اسی لئے روایات میں ملتا ہے کہ جب کوئی فقیر آئے تو پہلے اس کی بات مکمل ہونے دو اس کے بعد اگر استطاعت ہو تو کچھ دے دو ورنہ نرم مزاجی کے ساتھ اس کو منع کر دو۔ اور سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۳ میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ﴾

نیک کلام اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل دکھانے کا سلسلہ بھی ہو اور خدا سب سے بے نیاز اور بڑا بردبار ہے۔

۱۔ پند تاریخ، ج ۴، ص ۱۵۷ اور ۱۵۸۔

شادی عمر میں اضافہ کا سبب

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت کے پاس ایک شخص پریشان حال پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اس وقت وہ شخص خاموش تھا۔ ملک الموت اسی اثناء میں حضرت داؤد کے پاس آیا۔ سلام کیا اور اس شخص پر تیز نظر ڈالی۔ حضرت نے ملک الموت سے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا: یا حضرت مجھے حکم ملا ہے کہ آٹھویں روز اسی مقام پر اس کی روح قبض کروں۔ داؤد کو اس شخص پر رحم آیا۔ اس شخص سے پوچھا: اے جوان! تیری شادی ہو چکی ہے۔ اس نے کہا: نہیں، میں نے شادی نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا: اچھا فلاں شخص کے پاس جا، جو بنی اسرائیل کا ایک معزز آدمی ہے اور کہنا کہ داود نے تجھے حکم دیا ہے کہ اپنی لڑکی کے ساتھ میری شادی کردے اور آج ہی شب کو زفاف بھی کرنا اور خرچ جس قدر ضرورت ہو لے جا۔ اور سات روز تک اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا اور ساتویں روز یہیں آجانا۔ اس جوان نے حکم کے مطابق اس شخص کو پیغام پہنچایا۔ اس نے فوراً اپنی لڑکی کا عقد اس کے ساتھ کردیا اور وہ سات روز اپنی زوجہ کے ساتھ رہا۔ آٹھویں روز حضرت داؤد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا: یہ سات دن کیسے گزرے۔ عرض کی: یا حضرت کبھی اس سے پہلے مجھے ایسی مسرت و شادمانی حاصل نہ ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا: اچھا بیٹھو اور ملک الموت کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تاکہ وہ آکر اس کی روح قبض کرے

جب وقت مقرر گزر گیا اور ملک الموت نہ آیا تو حضرت داؤد نے اس سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی زوجہ کے ساتھ اپنے گھر میں رہو اور آٹھویں دن پھر آنا۔ وہ جوان چلا گیا اور آٹھویں روز پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک الموت اس روز بھی نہ آیا تو اس شخص کو حضرت نے پھر رخصت کردیا اور فرمایا: آٹھویں روز آنا۔ اس مرتبہ جب وہ شخص حضرت داؤد کے پاس تو ملک الموت بھی آگیا۔ حضرت داؤد نے ملک الموت سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے وعدہ کے مطابق اس کی روح قبض نہ کی۔ تین ہفتے گزر گئے اور وہ زندہ ہے ملک الموت نے عرض کی: یا نبی اللہ! آپ کے رحم کرنے سے (آپ نے اس کی شادی کروائی) خدا نے اس پر رحم کیا اور اس کی عمر تیس سال اور بڑھادی۔ (۱)

جنت کی خوشخبری

حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ خلاوہ دختر اوس کو بہشت کی خوشخبری جا کر دو۔ اور اس کو بتاؤ کہ وہ بہشت میں تمہارے قریب رہے گی۔ حضرت داؤد نے اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ عورت باہر آئی اور پوچھا کہ میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا ہے۔ فرمایا: ہاں، اس نے پوچھا: کیا ہے؟ حضرت داؤد نے ارشاد باری تعالیٰ اُس سے بیان فرمایا۔ اس نے کہا:

۱۔ حیات القلوب، ج۱، ص۶۲۲.

کوئی دوسری عورت بھی میرے نام کی ہے۔ حضرت نے کہا: نہیں، خدا نے تجھ کو خاص طور پر خوش خبری دی ہے۔ اس نے عرض کی: اے خدا کے رسول میں آپ کو جھٹلا تو نہیں سکتی، لیکن خدا کی قسم میں اپنے آپ میں کوئی ایسی بات نہیں پاتی ہوں جو اس مرتبہ کا سبب ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا: مجھے اپنے پوشیدہ حالات سے آگاہ کر۔ اس نے کہا: یہ ہے کہ کبھی کوئی درد، تکلیف و پریشانی، فاقہ کی حالت مجھ پر نہیں گزری مگر یہ کہ میں نے اس پر صبر کیا اور خدا ہی سے دعا کی کہ میری تکلیف دور کرے اور اس حال پر راضی رہی اور شکر و حمد خدا بجالایا کرتی رہی۔ حضرت داؤد نے فرمایا: اسی خصلت کی وجہ سے تجھے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے اور یہ وہ طریقہ ہے جسے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔ (۱)

خدا سے تجارت کا دلچسپ واقعہ

بسند معتبر ابوحمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ گزشتہ زمانہ میں ایک شخص پیغمبروں کی اولاد میں سے تھا۔ بہت زیادہ مالدار تھا وہ اپنا مال کمزوروں محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ اس کے مرجانے کے بعد اس کی زوجہ بھی اسی طرح خرچ کرتی رہی۔ تھوڑی مدت میں وہ تمام دولت صرف ہوگئی۔ اس شخص کا ایک فرزند تھا۔ جب وہ بڑا ہوا جس کے پاس جاتا وہ اس کے باپ کے لئے رحمت کی دعا کرتے اور اس کے لئے

۱۔ حیات القلوب، ج۱، ص۶۲۳۔

عقل و نیکی کی دعا کرتے۔ اس لڑکے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا طریقہ تھا کہ جس کے پاس جاتا ہوں وہ میرے والد کے لئے خدا سے رحمت چاہتا ہے اور میرے حق میں دعا کرتے ہیں ماں نے کہا: تیرا باپ نہایت صالح اور نیک تھا اور بہت مالدار تھا اور اپنا مال محتاجوں، غریبوں پر صرف کیا کرتا تھا اس کے مرجانے کے بعد میں بھی اسی طریقہ پر مال خرچ کرتی رہی۔ آخر وہ تمام دولت صرف ہوگئی۔ لڑکے نے کہا: اماں جان میرے پدر بزرگوار جو کرتے تھے اس کا ثواب ان کو حاصل ہوتا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اُس کا حق آپ کو نہ تھا اور مستحق عذاب ہوگئیں۔ ماں نے کہا: بیٹا کس سبب سے؟ لڑکے نے کہا: اس لئے میرا باپ جو کچھ کرتا تھا اپنے مال سے کرتا تھا اور آپ نے دوسرے کا (یعنی میرا) مال صرف کر ڈالا۔ ماں نے کہا: اے بیٹا تو نے سچ کہا: لیکن مجھے گمان نہ تھا کہ تو مجھے پر اعتراض کرے گا اور وہ مال میرے لئے حلال نہ کرے گا۔ لڑکے نے کہا: میں نے وہ مال آپ کے لئے حلال کیا۔ اب کچھ اور بھی ہے کہ میں اس کو اپنا ذریعہ معاش قرار دوں اور خدا کا فضل حاصل کروں شاید خدا ہم کو فارغ البالی نصیب کرے اس نے کہا سو درہم میرے پاس ہیں۔ لڑکے نے کہا: خدا نے چاہا تو اسی میں برکت ہوگی وہ تو بڑا برکت دینے والا ہے خواہ مال کم ہی ہو۔ آخر کار وہ سو درہم لے کر طلب روزی کے لئے نکلا۔ اور روانہ ہوا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا دیکھا کہ سر راہ ایک مردہ پڑا ہوا ہے۔ جس کے چہرے سے آثار نیکی، تقویٰ اور صلاح ظاہر ہیں لڑکے نے اس کو دیکھ کر دل میں کہا: اس سے بہتر تجارت اور کیا ہوگی کہ میں اس مرد صالح کو غسل و کفن دوں۔ اس پر نماز پڑھوں اور

دفن کروں۔غرض اس کی تجہیز وکفن میں اسی (۸۰) درہم خرچ ہوئے۔اب اس لڑکے کے پاس بیس درہم باقی رہ گئے پھر وہاں سے طلب فضل خدا اور حصولِ نعمت کے لئے آگے بڑھا۔راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے۔کہا: خدا کا فضل اور روزی کی تلاش میں۔پوچھا: کتنا سرمایہ ہے۔کہا: بیس درہم۔اس شخص نے کہا: بیس درہم سے کیا ہوتا ہے۔لڑکے نے کہا: اگر خدا چاہے تو تھوڑی سی چیز میں بھی بہت برکت دیتا ہے۔اس مرد نے کہا سچ ہے۔اچھا اگر میں تم کو کچھ بتاؤں تو میرے کہنے پر عمل کرو گے؟ لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر نفع ہوا اس میں سے نصف میرا حصہ ہوگا لڑکے نے کہا: منظور ہے۔تو اس شخص نے بتایا کہ اس راہ سے جس پر تم چل رہے ہو تم ایک مکان تک پہنچو گے۔اس گھر کے لوگ تمہاری ضیافت کریں گے تم قبول کرنا اور ان کے مہمان ہو جانا جب ان کے گھر میں داخل ہوگے اور بیٹھو گے تو جب خادم تمہارے لئے کھانا لائے تو اس کے ساتھ ایک سیاہ بلی بھی ہوگی تم اس خادم سے کہنا کہ یہ بلی میرے ہاتھ فروخت کردو۔وہ انکار کرے گا۔تم اصرار کرنا۔آخر وہ مجبور ہو کر کہے گا کہ اس کی قیمت بیس درہم لوں گا۔تم بیس درہم دے کر بلی لے لینا۔اس کو ذبح کر کے اس سر کا جلا دینا پھر اس کے سر کا مغز لے کر فلاں شہر چلے جانا وہاں کا بادشاہ نابینا ہوگیا ہے وہاں لوگوں سے کہنا کہ میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں اور ان لوگوں کو دیکھ کر خوف مت کرنا جو بادشاہ کے علاج کے لئے آئے تھے اور کامیاب نہ ہو سکے تو دار پر کھینچ دئے گئے اور علاج کی جو شرط چاہو کرنا۔

پہلے روز اس بلی کے مغز کی ایک سلائی بادشاہ کی آنکھوں میں لگانا اس کا اثر ظاہر ہوگا اگر وہ اصرار کرے کہ زیادہ دوا لگاؤ تو منظور نہ کرنا دوسرے اور تیسرے روز بھی ایک سلائی اس کی آنکھوں میں لگانا اس سے زیادہ نہ لگانا۔

غرض وہ لڑکا روانہ ہوا اور ان لوگوں کے ہاں مہمان ہوا۔وہاں سے بلی خرید کر بادشاہ کے شہر میں پہنچا اور اس کے علاج میں مشغول ہوا۔پہلے روز ایک سلائی بلی کے مغز سے لے کر اس کی آنکھوں میں لگائی کچھ فائدہ معلوم ہوا دوسرے روز وہ کچھ دیکھنے لگا اور تیسرے روز بالکل بینا ہوگیا اور اس کی آنکھیں مثل سابق روشن ہوگئیں۔پھر تو بادشاہ نے اس سے کہا: تمہارا مجھ پر بے حد احسان اور بے انتہا حق ہے کہ تم نے میری بادشاہی مجھے واپس دے دی ہے۔میں اس کے صلہ میں تم کو اپنی دختر دیتا ہوں۔لڑکے نے کہا کہ میری ماں زندہ ہے اور میں اس سے جدا نہیں رہ سکتا۔بادشاہ نے اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے سے کر دی اور کہا جب تک تمہارا دل چاہے میرے پاس رہو اور جب چاہو اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور لڑکی کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔لڑکا ایک سال تک بادشاہ کے پاس نہایت عزت اور شان وشوکت کے ساتھ مقیم رہا ایک سال کے بعد اپنے وطن کا ارادہ کیا۔بادشاہ نے بے انتہا مال وزر اور بے حساب سامان، اونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ اس کو دیئے۔لڑکا اپنی زوجہ اور تمام سامان کے ساتھ روانہ ہوا۔اور پہلے اس مقام پر آیا جہاں اس شخص سے ملاقات ہوئی تھی جس نے اس کو علاج کا طریقہ بتایا تھا وہ شخص اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔لڑکے کو دیکھتے ہی اس نے کہا صاحبزادے تم نے اپنے عہد کو پورا کیوں نہیں کیا؟ لڑکے نے کہا: بادشاہ کے

پاس رہ کر جو کچھ میں نے کھایا پیا اور خرچ کیا ان تمام گزرے ہوئے مال و نعمات کو میرے لئے حلال کر دیجئے اور موجودہ مال و متاع جو کچھ میرے ساتھ ہے اس میں سے نصف (آدھا) حاضر ہے۔ لڑکے نے تمام سامان کے دو حصے کئے اور کہا: اس میں سے نصف (آدھا) حاضر ہے۔ لڑکے نے تمام سامان کے دو حصے اور کہا: اس میں سے جو حصہ آپ پسند کریں لے لیں۔ اس شخص نے کہا: تو نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ لڑکے نے پوچھا: کیونکر؟ جواب دیا: یہ عورت بھی تو اس کمائی میں شامل ہے۔ میں اس میں بھی شریک ہوں۔ لڑکے نے کہا: آپ نے سچ کہا: اچھا تمام مال و زر تم لے لو اور عورت کو میرے لئے چھوڑ دو۔ اس نے کہا: میں تو عورت میں سے بھی اپنا حصہ چاہتا ہوں۔ اس وقت لڑکے نے آرہ منگایا اور اس عورت کے سر پر رکھا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک حصہ اس مرد کو دے دے۔ تب اس شخص نے کہا: ہاں اب تم نے اپنا عہد پورا کر دکھایا۔ یہ عورت اور یہ تمام سامان اور مال و زر سب کچھ تمہارا ہی ہے لے جاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے اس لئے بھیجا تا کہ میں تم کو اس عمل کا صلہ دوں جو تم نے اس مردہ کے ساتھ کیا تھا جو سر راہ پڑا ہوا تھا۔ (یہ ہے بہترین تجارت) (۱)

۱۔ حیات القلوب، ج۱، ص۹۱۷.

عابد کی فتح

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا ''الحمد للہ رب العالمین و العاقبة للمتقین'' پڑھنا وظیفہ تھا یعنی تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں اور بہتر انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

عابد کے اس وظیفہ سے شیطان کو بہت تکلیف ہوتی تھی اس نے ایک شیطان کو بھیجا کہ جا کر سمجھائے کہ نیک انجام امیروں اور دولت والوں کے واسطے ہے۔ وہ ملعون عابد کے پاس آیا اور یہی سمجھانے کی کوشش کی۔ عابد نے انکار کیا اور دونوں میں نزاع ہوا اور یہ طے پایا کہ پہلے جس سے ملاقات ہوگی اُسی سے فیصلہ کرایا جائے گا۔ وہ جس کے حق میں فیصلہ کرے وہ اپنے فریق کا ایک ہاتھ کاٹ لے۔ غرض ایک شخص کے پاس پہنچے اور صورتِ واقعہ بیان کی۔ اس نے کہا: انجام بہتر تو انگروں کے لئے ہے۔ یہ سن کر شیطان نے عابد کا ایک ہاتھ کاٹ دیا اور دونوں واپس ہوئے لیکن عابد نے پھر بھی وظیفہ جاری رکھا۔ شیطان نے کہا: پھر وہی کہتا ہے پھر معاملہ ثالث پر قرار پایا۔ اس مرتبہ دوسرے شخص کے پاس پہنچے اس نے بھی وہی فیصلہ کیا۔ اور شیطان نے عابد کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ لیکن عابد نے اپنا وظیفہ جاری رکھا۔ شیطان نے کہا: اچھا اب کسی اور سے فیصلہ کرواؤ۔ وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے اُس کی گردن کاٹ لی جائے۔ یہ طے کر کے دونوں چلے خداوند عالم نے اب کے ایک فرشتہ کو انسان کی صورت میں بھیجا۔ جب اُس سے اپنا قصہ دونوں نے بیان کیا۔

اس فرشتے نے عابد کے دونوں ہاتھ ان کی جگہ پر رکھے اور اپنا ہاتھ پھیرا دونوں ہاتھ درست ہو گئے اور اس شیطان کی گردن اڑا دی۔ اور کہا اس طرح پرہیز گاروں کا نیک انجام ہوتا ہے۔(۱)

باپ کو بیدار نہ کرنا اور خدا کا انعام

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: بنی اسرائیل کے ایک عالم اور نیک شخص نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی خواستگاری کی اس نے قبول کرلیا۔ اس عورت کا ایک چچازاد بھائی بڑا فاسق اور بدکار تھا اس نے بھی خواستگاری کی تھی لیکن عورت نے منظور نہیں کیا تھا لہٰذا اس نے اس مرد سے حسد کیا اور اس کی تاک میں رہا آخر کار اس کو قتل کر ڈالا اور اسے اٹھا کر حضرت موسیٰ کے پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا چچازاد بھائی ہے اور اس کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا: کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔ بنی اسرائیل میں قتل کا حکم بہت سخت تھا غرض بنی اسرائیل جمع ہوئے اور کہا: اے پیغمبر خدا! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ انہی میں سے ایک شخص اور تھا جس کے پاس ایک گائے تھی اس کا ایک نہایت نیک اور فرمانبردار لڑکا تھا اس کے پاس کوئی چیز تھی جس کے خریدنے کے لئے لوگ آئے۔ جہاں وہ چیز رکھی ہوئی تھی اس مقام کی کنجی اس کے باپ کے سر کے نیچے

۱۔ حیات القلوب، ج۱، ص۹۰۰۔

تھی اور وہ سو رہا تھا۔ لڑکے نے حقِ پدر کی رعایت کرتے ہوئے اس کو خواب سے بیدار نہ کیا اور خریداروں کو واپس کر دیا۔ جب باپ بیدار ہوا تو لڑکے سے پوچھا: کیا کچھ فروخت کیا۔ اس نے کہا: کچھ لوگ تو خریدنے آئے تھے لیکن جہاں مال رکھا ہوا تھا اس کی چابی آپ کے سر کے نیچے تھی اور مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں آپ کو بیدار کروں اس لئے میں نے ان کو واپس کر دیا۔ باپ نے کہا: اس نفع کے عوض میں جو مال نہ فروخت نہ ہونے کے سبب، تجھ سے منافع ضائع ہوا میں اس گائے کو تجھے ہدیہ کرتا ہوں۔ خدا کو بھی یہ فعل پسند آیا جو اس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا (کہ والد کے آرام کو ملحوظِ خاطر رکھا) اس عمل کی جزا میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس گائے کو اس سے خرید کر ذبح کریں۔ غرض جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور رو رو کے اس مقتول کے بارے میں فریاد کی تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بنی اسرائیل نے تعجب کیا اور کہا: کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ہم تو اپنے کشتہ کو تمہارے پاس لائے ہیں اور اس کے قاتل کا پتہ دریافت کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا: میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جاہل بنوں یا تم سے مذاق کروں۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ ہم سے حضرت موسیٰ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوئی تو عرض کی کہ دعا کیجئے کہ خدا بیان فرمائے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ فارض ہو نہ بکر۔ ان لوگوں نے کہا دعا کرو کہ خدا اس کا رنگ بھی بیان فرمائے۔ کہا: خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہو کہ جو زرد اور بہت زرد ہو جو دیکھنے والوں کو اچھی معلوم

ہو اور لوگ اس کے دیکھنے سے خوش ہوں پھر ان لوگوں نے کہا: دعا کرو کہ تمہارا پروردگار اس گائے کی اور صفت بیان فرمائے۔ کہا: خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ جس سے ہل جوتنے کا کام نہ لیا گیا ہو اور نہ اس سے آب کشی کرائی گئی ہو سوائے زرد رنگ کے اس میں اور کوئی رنگ کے نقطے اور دھبے نہ ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: اب جاکے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ ایسی گائے فلاں شخص کے پاس ہے اس نے اپنے لڑکے کو اس کی نیکی کے عوض دے دی ہے۔ وہ لوگ اس لڑکے کے پاس گائے خریدنے گئے اس نے کہا: اس کی کھال کو سونے سے بھر دو۔ یہ سن کر وہ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا: وہ اس قدر قیمت طلب کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: تمہارا اُسے خریدنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ بے شک وہی گائے ذبح ہونی چاہیے۔ اُسی قیمت پر خریدو۔

غرض اس کو ان لوگوں نے اسی قیمت پر خرید کیا اور ذبح کیا اور کہا: اے پیغمبر خدا اب کیا کریں۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ! ان سے کہو کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر اس کشتہ پر ماریں اور اس سے پوچھیں کہ اُسے کس نے قتل کیا ہے۔ اُن لوگوں نے اس گائے کی دم لے کر اس کشتہ پر ماری اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا: فلاں پسر فلاں نے یعنی چچا کے اس لڑکے نے جو اُس کے خون کا دعویدار تھا۔ (۱)

۱۔ حیات القلوب، ج۱، ص۴۹۰۔

قارئین محترم! خصوصاً میرے چھوٹے بہن بھائیوں نے اگر اس واقعہ کو پڑھا ہے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ ہم اپنے والدین کے آرام کو بے آرامی میں تبدیل نہیں کریں۔ یقیناً جب ہم ایسا کریں گے تو حق تعالیٰ کا ہم پر انعام واکرام ہوگا۔ جس طرح اس لڑکے پر ہوا۔

انشاء اللہ کے بغیر وعدہ

کہتے ہیں: ایک شخص کی بہت ہی نیک بیوی تھی۔ وہ عورت ہمیشہ شوہر کو کہتی: اپنے ہر کام میں انشاء اللہ کہا کرو۔ لیکن اس کا شوہر اس کی بات پر کان نہ دھرتا، بلکہ بعض اوقات اس کا مذاق بھی اڑاتا۔

ایک دن کھانا کھانے کے دوران کسی چیز کی ضرورت پڑی۔ وہ شخص چیز لینے کے لئے گھر سے باہر گیا اور بیوی سے کہا: تم کھانے میں مشغول رہو میں ابھی آتا ہوں۔

بیوی نے کہا: کہو انشاء اللہ!

شوہر نے کہا: یہ کام بہت ہی چھوٹا ہے، انشاء اللہ کہنے کی ضرورت نہیں یوں گیا اور یوں آیا اور گھر سے باہر گیا۔ جیسے ہی وہ گھر سے نکلا۔ باہر پولیس نے چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا اور جیل میں ڈال دیا کچھ مدت کے بعد جب آزاد ہوا اور گھر آیا۔ دق الباب کیا۔

بیوی نے پوچھا: کون؟

شوہر نے کہا: میں ہوں، انشاء اللہ!

بیوی نے کہا: تم کون ہو؟

شوہر نے کہا: میں تمہارا شوہر ہوں، انشاء اللہ!

بیوی نے دروازہ کھولا اور پوچھا اتنی مدت کہاں رہے؟

شوہر نے کہا: جیل میں تھا، انشاء اللہ!

بیوی نے کہا: تمہارا جرم کیا تھا؟

شوہر نے کہا: کوئی گناہ نہ تھا، فقط میرا گناہ انشاءاللہ نہ کہنا تھا۔ انشاء اللہ۔(۱)

امام زین العابدین علیہ السلام کا سائل کا ہاتھ چومنا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب کسی غریب کو کوئی چیز دیتے تھے تو اپنا ہاتھ چومتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ فقیر کے ہاتھ کا بوسہ لیتے تھے جب کسی نے امام سے اس فعل کا سبب پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ (۲)

اور وہ صدقات اپنے بندوں سے وصول کرتا ہے۔

اور روایت میں ہے:

''اِنّھا (اَلصَّدَقَۃُ) تَقَعُ فِیۡ یَدِ اللّٰہِ قَبۡلَ اَنۡ تَقَعَ فی یَدِ السَّائِلِ''(۳)

۱۔ نقش زبان در سرنوشت انسان ہا، ص ۶۲۸، نقل از عاقبت و کیفر گناہکاران، ص ۳۰.

۲۔ سورہ توبہ، آیہ ۱۰۴.

۳۔ عدۃ الداعی، ص ۵۹۔

صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔

یہ دراصل خدا ہے جو ہم سے صدقات لے رہا ہے ظاہر میں تو یہ سائل یا مانگنے والے کا ہاتھ ہے لیکن حقیقت میں خدا وصول کر رہا ہے اس اعتبار سے سائل کا ہاتھ متبرک ہو گیا۔ لہٰذا اس وجہ سے میں اپنے ہاتھ کا بوسہ لیتا ہوں کہ اس ہاتھ سے ایک نیک کام صادر ہوا ہے۔(۱)

قارئین محترم! یہ واقعہ پڑھ کر آپ خود فیصلہ کریں ہم فقیر کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور امام علیہ السلام نے کیسا سلوک کیا۔

حرام غذا سے پرہیز

شریک بن عبد اللہ بن منان بن انس نخعی کا قصہ ہے۔ شریک ایک زاہد، عابد مسلمان اور عالم تھا۔ مہدی عباسی خلیفہ کے زمانہ میں اس کو حکومت سے کوئی سروکار نہ تھا اور نہ اس کے درباریوں سے۔ ایک دن مہدی عباسی خلیفہ نے شیطانی خیالات کے ذریعہ شریک کو اپنے ہاں بلوایا اور کہا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ زاہد، عابد، عالم ہیں ہمارے قاضی القضاۃ بن جائیں۔ اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ میں حکومت کے کسی کام میں دخالت نہیں کروں گا۔

مہدی عباسی خلیفہ نے کہا: اچھا اگر قضاوت کو قبول نہیں کر رہے ہو تو ہمارے بچے کو

۱۔ گنجینۂ معارف، ج ۱، ص ۶۰۹ اور ایمان، ج ۲، ص ۳، آیت اللہ دستغیب.

تعلیم دینا قبول کرلو۔اس نے کہا: یہ بھی نہیں ہوسکتا۔جب میں تیری خلافت کو قبول نہیں کرتا تو تیرے بچوں کو بھی قبول نہ کروں گا۔اس نے کہا: اچھا ایسا ہے ایک وقت ہمارے پاس کھانا تناول فرمائیں۔اب ان تین (قضاوت، تعلیم، کھانا) میں سے ایک کو ضرور قبول کرنا ہوگا۔کھانے کو قبول کیا وہ غذا بہت ہی لذیذ ونرم لیکن وہ واقعی زہر مار تھی۔کھانا کھایا پیٹ حرام سے پر ہوگیا۔بعد میں گھر آیا اور سوگیا۔حرام غذا نے اپنا کام دکھانا شروع کیا۔یہی عابد اور زاہد اپنے آپ سے کہنے لگا: کیا حرج ہے اگر میں قاضی القضاۃ ہوجاؤں اور اگر قاضی ہوگیا تو ہوسکتا ہے میں مسلمانوں کے کام آسکوں اور کافی لوگوں کے کام کرسکتا ہوں۔

بعد میں کہا: اگر بچوں کو تعلیم دربار میں جا کردوں تو میری عزت اور وقار میں اضافہ ہوگا۔صبح مہدی عباسی کے پاس آیا اور کہا: میں قضاوت کے عہدے کو قبول کرتا ہوں اور بچوں کی تعلیم کو بھی۔تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ شریک جانتا تھا کہ میں اپنے آپ کو جہنم کی طرف دھکیل رہا ہوں مگر حرام غذا سے اس کا دل سیاہ ہوگیا تھا۔(۱)

خدا فرماتا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (۲)

افسوس ان لوگوں پر جن کے دل یادِ خدا سے سخت ہوگئے۔

۱۔تربیت اولاد، آیت اللہ مظاہری.

۲۔سورہ زمر، آیت ۲۲.

مال کا گویا ہونا

ایک شخص نے بہت سا مال جمع کیا اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں چھوڑی جو اس کے ہاں موجود نہ ہو۔ایک بڑا عالی شان محل تیار کیا۔جس کے دو دروازے تھے ان پر غلام محافظ مقرر کیئے اور مکان کی تعمیرات کے بعد بہت بڑی دعوت کا پروگرام رکھا جس میں اپنے تمام عزیز واحباب واقرباء کو جمع کیا۔خود ایک بڑے تخت پر فخریہ انداز میں بیٹھا۔(شاید سمجھ رہا تھا کہ اب دولت ختم نہ ہوگی) لوگ کھانا کھا رہے تھے اور وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ ہر قسم کا ذخیرہ اتنا جمع ہوگیا ہے کہ کئی سال تک اب خریدنے کی ضرورت نہ پڑے گی یہ خیال دل میں گزرا ہی تھا کہ ایک فقیر نے پھٹے پرانے کپڑے، گردن میں فقیروں جیسا جھولا پڑا ہوا دروازے پر آیا اور اس نے زور سے دروازے پر دق الباب کیا کہ اس کے تخت پر آواز پہنچی غلام دوڑے، یہ کون نامعقول شخص ہے جسے تمیز نہیں کہ بادشاہ سلامت کا دروازہ کیسے کھٹکھٹایا جاتا ہے۔

غلام در پر آیا فقیر سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس فقیر نے کہا: اپنے سردار کو میرے پاس بھیجو۔غلام نے کہا: ہمارے آقا تجھ جیسے فقیر کے پاس آئیں گے؟ اس نے کہا: ہاں، ضرور آئیں گے۔غلام آقا کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔اس نے کہا: تم لوگوں نے اس کو اس کہنے کا مزہ نہ چکھایا۔اتنے میں اس فقیر نے دوبارہ پہلے سے زیادہ زور سے دروازہ بجایا۔جس پر دربان دوڑتے ہوئے دروازے پر آئے۔فقیر نے کہا: اپنے آقا سے جا کر کہہ دو میں ملک الموت ہوں۔یہ سن کر ان کے ہوش اڑ

گئے اور غلام نے آقا سے جا کر کہا: حضور وہ فقیر نہیں ملک الموت ہے یہ سنتے ہی بہت ہی عاجزی سے کہنے لگا کہ اس سے یہ کہہ دو کہ میرے فدیہ میں کسی دوسرے کو قبول کر لے اتنے میں یہ فقیر اندر پہنچ گیا اور اس سے کہا: کہ تجھے جو کچھ کرنا ہے کر لے میں تیری ہی روح قبض کئے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ اس نے اپنا سامان جمع کیا اور مال سے کہنے لگا: اللہ کی لعنت ہو کہ تو نے اور تیری مشغولیت نے مجھے اپنے مولا کی عبادت سے غافل کر دیا اور اتنا وقت نہ دیا کہ میں کسی وقت خدا کو یاد کر لیتا۔ خدا کی قدرت سے مال گویا ہوا: مجھ پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ میری ہی وجہ سے تجھ کو عزت، شان و شوکت، بادشاہت ملی، میری ہی وجہ سے تو بڑے بڑے بادشاہوں سے ملا، تو دولت کی مگن میں لگا رہا نیک لوگوں کو اپنے دروازے سے ہٹا دیا کرتا تھا اور تو مجھ کو بری جگہوں پر خرچ کرتا تھا میں انکار نہیں کر سکتا تھا اگر تو مجھے خیر کے مواقع اور جگہوں پر خرچ کرتا تو میں آج تیرے کام آتا۔ اس کے بعد ملک الموت نے ایک دم اس کی جان وروح قبض کر لی۔(۱)

قارئین محترم آپ نے دیکھا کہ انسان مال و دولت کی جمع آوری میں لگا ہوا ہے اور خدا کو بھول چکا ہے۔ مال و دولت بری چیز نہیں، ہاں وہ دولت جو انسان کو خدا سے دور کر دے، بری ہے۔ ہم اس واقعہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ عہد کرتے ہیں کہ دولت کے ساتھ ساتھ خدا سے غافل نہ ہوں گے۔ ان شاءاللہ!

۱۔ عبرتیں، فیض کرپالوی، ص ۱۵۹، ۱۶۰۔

خوابِ غفلت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ ایک دن کھیت میں ہل چلانے کے لئے گیا۔ ہل چلاتے چلاتے کسان کی نظر ایک چمکتی ہوئی چیز پر پڑی اس نے پہلی دفعہ اس کو نظر انداز کر دیا۔ دوسری دفعہ میں اس کی نظر پھر اس چمکتی ہوئی چیز پر پڑی وہ چیز سورج کی روشنی کی زیادتی کی وجہ سے پہلے سے کہیں زیادہ چمکنے لگی دل میں کہنے لگا آخر یہ کیا چیز ہو سکتی ہے بالآخر اس کی طرف بڑھا اور اس چیز سے مٹی کو صاف کیا تو اس کی چمک پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔ گھر آ کر بیوی کو بتایا کہ آج مجھے کھیت سے ایک پتھر ملا ہے۔ بیوی نے کہا کہ ہم اس کو اپنے پاس رکھ کر کیا کریں گے۔ بہتر ہے اس کو بازار میں جا کر فروخت کر دیں۔ اور جو رقم ملے گی اس سے گھر کے حالات کچھ ساز گار ہو جائیں گے۔

کسان بازار میں فروخت کرنے کے لئے گیا۔ دوکاندار دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ پتھر بہت قیمتی ہے۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ لہٰذا کسی بڑے تاجر کے پاس جا کر پتہ کر لو۔ وہاں سے بھی نا امیدی ہوئی بڑے بڑے تاجر اس کی قیمت نہیں لگا سکے حتیٰ کہ وزراء بھی اس کی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکے۔

آخر یہ معاملہ وقت کے بادشاہ کے پاس پہنچا۔ جب بادشاہ نے اس کو دیکھا تو پہلی نظر میں ہی بادشاہ کو یہ چمکتا ہوا پتھر پسند آیا۔ لہٰذا وہ اس کو ہر صورت میں خریدنا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے وزیروں سے کہا کہ اس کو ہم خرید کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

کہا: بادشاہ سلامت اس کی قیمت ہم نہیں لگا سکتے۔ بادشاہ نے کہا: اگر تم نے اس کی قیمت کل شانہ لگائی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ہر کسی کو اپنی جان پیاری تھی آخر انہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ اس کسان کو کچھ وقت دیا جائے اور یہ شاہی خزانہ سے جتنی دولت اٹھا سکتا ہے اس مقرر وقت میں اٹھا لے اس سے زیادہ وقت یہ کسان محل میں نہیں ٹھہر سکتا ہے۔ وقتِ مقررہ پر شاہی خزانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور یہ کسان کمرے میں داخل ہوگیا۔ اس نے ایک کمرے میں چاندی کے زیورات کو دیکھا تو دل ہی دل میں بہت خوش ہونے لگا۔ اس کی نظر دوسرے دروازے پر پڑی اور کہنے لگا دیکھوں تو سہی آگے کیا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے کمرے میں داخل ہوگیا۔ اس میں سونے کے زیورات تھے کسان کو اور خوشی ہوئی ابھی خوشی کے لمحات سے مسرور ہو رہا تھا کہ اس کی نظر ایک اور دروازے پر پڑی۔ تو یہ سوچ کر کہ یہاں تو یہ ہے نہ جانے آگے کیا ہوگا۔ اس کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہاں پر اس کو ہیرے جواہرات کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اور خود کو بڑا خوش قسمت تصور کرنے لگا اسی لمحے اس کی نظر چوتھے دراز ے پر پڑی اور وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

ادھر دیکھا کہ بادشاہ سلامت کا تخت نظر آیا۔ تخت کو دیکھ کر اس کی خوشی کی حد نہ رہی اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ آج میں لوگوں کو کہوں گا کہ میں بادشاہ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ جب تخت پر بیٹھا تو اس کی طبیعت کو کچھ سکون ملا اور سوچنے لگا کہ میرے پاس وقت بھی بہت ہے کیوں نہ تھوڑی دیر آرام کرلوں اور اس طرح یہ کسان بیچارہ بادشاہ

کے تخت پر لیٹ گیا اور ایسا لیٹا کہ لیٹ ہی گیا۔ جب دربان نے دیکھا کہ وقت تو ختم ہو گیا ہے کسان باہر کیوں نہیں نکلا۔ لہٰذا دربان اندر گیا۔ وہ کسان آرام سے سو رہا تھا۔ اس نے جگا کر سونے کے زیورات والے کمرے میں بھیج دیا، چاہتا تھا کہ اس میں سے کچھ زیوارت اٹھائے لیکن اس کمرے کے دربانوں نے کوئی چیز اٹھائے بغیر اس کو پچھلے کمرے میں دھکیل دیا۔ جب وہاں سے کسی چیز کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو اس نے بھی جھڑک کر پہلے کمرے میں بھیج دیا۔

سب کمروں کے دربانوں سے یہی سلوک کیا اور اس کو خالی ہاتھ لوٹنا پڑا سوائے پچھتاوے کہ کچھ نہ ملا۔ اور سارے راستہ اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا کہ اے کاش! میں خوابِ غفلت کی نیند نہ سویا رہتا۔ بس حضرتِ انسان کو بھی اللہ نے تین طرح کی زندگی دی ہے ایک ہے انسان کا بچپن، دوسری انسان کی جوانی، تیسرا بڑھاپا۔ حضرتِ انسان کا بچپن چاندی کی مثل ہے، جوانی سونے کی مثل ہے اور بڑھاپے ہیرے، جواہرات کی مثل ہے اگر کسی انسان نے ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا اور خوابِ غفلت میں سویا رہا تو کسان کی مانند اس کو سوائے پچھتاوے کے ہاتھ میں کچھ نہیں آئے گا۔

نہ بچپن میں کچھ کمایا، نہ ہی جوانی میں آخرت کے لئے کچھ جمع کیا اور بڑھاپے جیسی نعمت کو بھی ضائع کر دیا۔ اور ساری زندگی خوابِ غفلت میں گزار دی۔ جب عذابِ خداوندی کو دیکھے گا تو بے ساختہ انسان پکار اٹھے گا کاش! دنیا میں مجھے دوبارہ لوٹا دے اور پھر روئے زمین پر مجھ سے زیادہ اچھا عمل کرنے والا کوئی نہ ہو گا لیکن یہ خدا کا

فیصلہ ہے آج عمل کا دن ہے حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہے عمل کا نہیں۔

ارشادِ رب العزت ہے: ﴿حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ☆ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (۱)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کو موت آ گئی تو کہنے لگا کہ پروردگار مجھے پلٹا دے۔ شاید میں اب کوئی نیک اعمال انجام دوں، ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے جو یہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک عالمِ برزخ ہے جو قیامت کے دن تک قائم رہنے والا ہے۔

لہٰذا مرنے کے بعد کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔ آج ہی ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار ہونا چاہیے تاکہ قیامت کے دن خالق کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (۲)

مومن کی روح آسانی سے قبض کرنے کی سفارش

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرتؑ نے شیعوں سے خطاب فرمایا اور کہا کہ: خدا کی قسم تمہارے اعمال خدا قبول کرتا ہے اور تم کو بخش دیتا ہے۔ جس وقت مومن کی جان اُس کے حلق تک پہنچتی ہے شاد و خرم ہوتا ہے اور وہ سب کچھ دیکھتا ہے جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے اور جب اس کی جانکنی کا عالم ہوتا ہے تو

۱۔ سورہ مومنون، ۹۹،۱۰۰.

۲۔ ۶ تم ص ۳۲۲، ۳۲۰

جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام اور جبرائیل اور ملک الموت اس کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ جناب امیرؑ اس کے قریب آتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ یہ شخص ہم اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہے تو آنحضرتؐ جبرائیل سے فرماتے ہیں کہ یہ خدا رسول اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا تھا لہٰذا اس کو دوست رکھو۔ جبرائیل ملک الموت سے کہتے ہیں کہ یہ خدا اور رسول اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس کو دوست رکھو اور اس کے ساتھ لطف و مہربانی کرو۔ اس وقت ملک الموت اس کے نزدیک آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندہ خدا! کیا تم نے اپنی دنیاوی زندگی میں اس چیز کو حاصل کیا جس کے سبب سے خدا کے عذاب سے آزاد اور دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو گئے۔ اور خدا کی عصمت کبریٰ کو پکڑ لیا؟

وہ مومن کہتا ہے کہ ہاں! ملک الموت پوچھتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ مومن کہتا ہے کہ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے۔ یہ سن کر ملک الموت کہتا ہے کہ تم نے سچ کہا۔ تم جن چیزوں سے ڈرتے تھے خدا نے اس سے تم کو امان دے دی اور جن چیزوں کی امید رکھتے تھے وہ تم کو مل گئیں لہٰذا تم کو سلفِ صالح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ذریت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ طاہرینؑ کی رفاقت کی خوشخبری ہو۔ پھر اس مومن کی جان نہایت نرمی اور آسانی سے قبض کرتے ہیں پھر اس کے لئے کفن اور حنوط بہشت سے لاتے ہیں۔ حنوط (کافور) مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے اور بہشت کا ایک زرد حلہ اس کو پہناتے ہیں اور جب لوا اس کو قبر میں پہنچاتے ہیں تو بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیتے ہیں۔ جس سے

بہشت کی خوشبو اور پھول اس کی قبر میں داخل ہوتے ہیں اور اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے ایک ماہ کی مسافت تک قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ سوتے رہو جس طرح داماد اپنے کمرے میں سوتا ہے پھر اس کو کہتے ہیں تم کو اس پروردگار کی جنت نعیم اور پھولوں اور خوشبوؤں کی خوشخبری ہو پھر وہ مومن جنت کے باغوں میں آل محمدؑ کی زیارت کرتا ہے اور ان کے ساتھ وہ طعام کھاتا ہے جو وہ حضرات کھاتے ہیں اور ان کی مجلسوں میں سے گفتگو کرتا ہے یہاں تک کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام ظہور فرمائیں۔ جب آنحضرتؑ ظاہر ہوں گے تو خداوند متعال اس کو مبعوث فرمائے گا وہ تلبیہ (یعنی لبیک لبیک) کہتا ہوا ان کے ساتھ ہوگا۔ (۱)

قبر میں منکر ولایت علی علیہ السلام کا انجام

علامہ طباطبائی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے استاد محترم جناب مرزا علی آقا قاضی ۔قدس سرہ۔ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ: نجف اشرف میں ہمارے گھر کے قریب ایک ترک اہل سنت خاندان کی ایک لڑکی کی والدہ فوت ہوگئی۔ یہ لڑکی اپنی ماں کی موت پر بہت بے قرار تھی اور چیخ چیخ کر نالہ اور فریاد کر رہی تھی۔ یہ اپنی ماں کے جنازے کے ساتھ قبرستان تک اس انداز میں گریہ کر رہی تھی اور جنازے میں موجود تمام لوگ بھی اس کی وجہ سے بے ساختہ گریہ کر رہے تھے۔

۱۔ حق الیقین، ج ۲، ص ۶۴، ۶۳۔

جب اس کی ماں کی لاش قبر میں رکھ دی تو لڑکی نے چیخ کر کہا: میں اپنی ماں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔

حاضرین نے اسے تسلی دینے کی بہت کوشش کی لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ اگر زبردستی اسے اس کی ماں سے جدا کیا گیا تو عین ممکن ہے وہ اپنی جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ چنانچہ طے یہ پایا کہ اسے اس کی ماں کے ساتھ قبر میں لٹا دیا جائے اور قبر کو مٹی سے بند نہ کیا جائے بلکہ اسے لکڑی کے تختوں سے اس طرح ڈھانپ دیا جائے کہ لڑکی کو سانس لینے میں کوئی دشوار نہ ہوا اور اگر باہر آنا چاہے تو آسانی سے نکل آئے۔

لڑکی نے وہ رات اپنی ماں کے ساتھ گزاری۔ جب اگلے دن لوگوں نے آ کر لڑکی کو دیکھنے کے لئے قبر سے تختے ہٹائے تو کیا دیکھا کہ: لڑکی کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں انہوں نے پوچھا: یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

اس لڑکی نے جواب دیا: رات میں اپنی ماں کی لاش کے ساتھ قبر میں سوئی ہوئی تھی اچانک میں نے دیکھا کہ دو فرشتے آ کر کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ ایک اور محترم ہستی بھی ان فرشتوں کے درمیان کھڑی ہوئی۔

ان دونوں فرشتوں نے میری ماں سے اس کے عقائد کے بارے میں سوالات کرنے شروع کئے۔ انہوں نے توحید کے بارے میں سوال کیا تو میری ماں نے صحیح جواب دیا اور نبوت کے بارے میں پوچھا تو اس کا بھی درست جواب دیا۔ پھر انہوں نے پوچھا: تمہارا امام کون ہے؟

اس پر محترم ہستی نے جو اِن فرشتوں کے درمیان تشریف فرما تھی فرمایا: میں اس کا امام نہیں ہوں۔ یہ سن کران دو فرشتوں نے میری ماں کے سر پر اتنا زوردار گرز مارا کہ اس کی آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ اس خوفناک اور بھیانک منظر کو دیکھ کر میری یہ حالت ہوگئی ہے۔

علامہ قاضی مرحوم بیان کرتے ہیں: اس لڑکی کے پورے خاندان کا تعلق اہل سنت سے تھا۔ ان پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور ان سب نے مذہب حقہ کو قبول کرلیا کیونکہ یہ واقعہ مذہب حقہ (شیعہ اثنا عشری) پر مکمل طور پر صادق آتا تھا۔ البتہ اس لڑکی نے ان سب سے پہلے مذہب حقہ کو قبول کیا۔(۱)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

''عَلِیٌّ بَابُ الْھُدیٰ مَنْ خَالَفَه' کَانَ کَافِراً وَ مَنْ اَنْکَرَ دَخَلَ النَّار؛

علی ہدایت کا دروازہ ہیں جس نے اس کی مخالفت کی وہ کافر ہے اور جس نے اس کا انکار کیا اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔''

۱۔ معاد شناسی، علامہ تہرانی، ج۳، ص۱۱۰۔

شادی کا جوڑا اور فقیر

ابن جوجی سے روایت منقول ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی میں ایک جوڑا دیا تھا شادی کے چند روز بعد ایک سائل آیا اور لباس کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ (س) نے شادی کا نیا جوڑا فقیر کو دے دیا۔ دوسرے دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے آپ کو پرانے لباس میں دیکھا تو فرمانے لگے:

''اے فاطمہ پرانا جوڑا کیوں پہنے ہوئے ہو نیا جوڑا کیا ہوا؟''

آپ (س) نے عرض کیا: بابا جان! ایک سائل آیا تھا اس نے لباس کا مطالبہ کیا لہٰذا نیا جوڑا میں نے اسے دے دیا۔

آپؐ نے فرمایا: اے بیٹی! آخر تم نے پرانا جوڑا سائل کو کیوں نہیں دیا؟

آپ (س) نے عرض کیا: خدا فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾(۱)

تم نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیز سے راہِ خدا میں انفاق نہ کرو۔

اور بابا آپ نے ہی فرمایا ہے: جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے اور مجھے وہ لباس بہت پسند تھا لہٰذا میں نے پروردگار عالم اور آپؐ کی خوشنودی حاصل

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۹۲۔

کرنے کے لئے وہ لباس راہِ خدا میں دے دیا۔

اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ: ''اے پیغمبر ﷺ! خداوند عالم آپ پر اور آپ کی بیٹی فاطمہ (س) پر درود و سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ:

''اے میرے حبیب فاطمہ جو طلب کریں گی وہ ہم عطا کریں گے۔'' (۱)

یہ واقعہ خاص طور سے ہماری ماؤں، بہنوں کے لئے درس ہے کیونکہ ہمارے یہاں شادی کا نیا جوڑا رکھا رہتا ہے نہ خود ہم استعمال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو دیتے ہیں لیکن اگر ہم واقعاً کنیز زہرا (س) ہیں تو ان کی سیرت پر عمل کریں اگر شادی کا نیا جوڑا ہمارے استعمال میں نہیں ہے تو ہم خصوصاً غریب لڑکی جس کی شادی ہو رہی ہو اس کو دے دیں جس طرح سے اچھا جوڑا شادی کے لئے ہمیں پسند ہے یقیناً غریب کو بھی اتنا ہی پسند ہے۔

ہم شادی کا جوڑا اسنبھال کر رکھتے ہیں تاکہ محفوظ رہے یہ ہماری نگاہ میں اس کی حفاظت ہے لیکن جناب سیدہ نے بھی اس کو محفوظ کیا تھا۔ ہمارے اور جناب فاطمہ کے محفوظ کرنے میں کتنا فرق ہے؟ ہمارا محفوظ رہنے والا جوڑا، ایک دن بوسیدہ ہو جائے گا اور کسی کام کا نہیں رہے گا لیکن جناب سیدہ (س) نے ایسا محفوظ کیا کہ اس دنیا میں بھی کام آئے گا اور آخرت میں بھی حلہ بہشت ملے گا۔

۱۔ سیرت حضرت فاطمہ زہرا (س)، تالیف و تحقیق محمد سلیم علوی، ص ۵۴۔

سونے سے پہلے کیا کرنا چاہیے

جناب صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ (س) فرماتی ہیں کہ:

ایک روز سونے سے پہلے رسول اکرم ﷺ میرے پاس آئے اور کہنے لگے، اے فاطمہ! تم چار چیزوں کو انجام دیئے بغیر ہرگز نہ سویا کرو۔

۱۔ پورا قرآن ختم کر کے سویا کرو۔

۲۔ تمام پیغمبروں کو اپنا شفیع بنا کر سویا کرو۔

۳۔ تمام مومنین کو راضی کر کے سویا کرو۔

۴۔ حج تمتع اور عمرہ بجالا کر سویا کرو۔

پیغمبر اکرم ﷺ یہ فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے جب آپؐ سے فارغ ہوئے تو جناب فاطمہ (س) نے عرض کیا: بابا جان یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس مختصر وقت میں اتنے زیادہ امور کو انجام دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ:

اے بیٹی! تین مرتبہ سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد) کی تلاوت کرو گی تو تم کو پورے قرآن کا ثواب حاصل ہو جائے گا، مجھ پر اور دوسرے تمام انبیاء پر درود ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ'' بھیجو گی تو اس کے ذریعہ انبیاء کی خوشنودی اور روز جزاء کے شفیع ہونے کا ثواب ملے گا اور مومنین کے لئے دعائے خیر یا ان کے لئے دعائے مغفرت ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ'' کرو گی تو یہ عمل ان کے دلوں کو خوش کرنے کے برابر

ہے اور تسبیحات اربعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ'' کو ایک بار پڑھنا حج تمتع اور عمرہ بجالانے کے برابر ہیں۔(۱)

قارئین محترم سے گزارش ہے کہ اگر ہم یہ عمل کرتے ہیں تو بہت اچھا۔ اگر نہیں کرتے ہیں تو مہربانی فرما کر سونے سے پہلے کوشش کریں کہ اس وظیفہ پر خود بھی عمل کریں اور بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔ اگر بھول جانے کا خوف ہو تو ایک کاغذ پر لکھ کر جس جگہ سوتے ہوں ادھر لگا دیں تا کہ سونے سے پہلے پڑھ سکیں۔

توبہ وہ راستہ ہے جس سے شیطان بھی تنگ ہے

ملا احمد نراقی اپنی کتاب خزائن کے صفحہ نمبر ۴۳۱ میں تحریر فرماتے ہیں ایک دفعہ شیطان حضرت یحییٰ کے سامنے مجسم ہوا اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کو نصیحت کروں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا: مجھے تیری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں۔ بنی آدم کے بارے میں جو کچھ تمہیں معلوم ہے مجھے بتاؤ۔

شیطان نے کہا: اے خدا کے پیغمبر! اولاد آدم کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: آپ کی طرح معصوم اور بے گناہ افراد ہیں جو کبھی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ہم اور ہمارے ساتھی ان کی طرف سے مایوس ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ ہمارے بہکائے میں نہیں آئیں گے۔

۱۔ سیرت حضرت فاطمہ زہرا ص ۴۲۶، گنجہای معنوی ص ۱۵۶ (تقریباً اسی مضمون کے سات)

دوسری قسم: وہ افراد ہیں جو مکمل طور پر ہمارے اختیار میں ہیں۔ ان کی مثال اس گیند کی طرح ہے جو بچوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جس طرف چاہیں پھینک دیں اور جس طرف چاہیں لے جائیں اور ہم ان افراد سے بہت مطمئن ہیں کیونکہ یہ وہ کام کرتے ہیں جو ہم ان سے کروانا چاہتے ہیں۔

تیسری قسم: وہ افراد ہیں جو سخت قسم کے ہیں ہم ان کے نزدیک جاتے ہیں ان کو بہکاتے ہیں ان کو گناہوں کی طرف مائل کرتے ہیں اور گناہ میں مرتکب کر کے ان کو دین سے منحرف کر دیتے ہیں مگر یہ لوگ کیا ایک دفعہ اپنی لگام کو ہمارے ہاتھوں سے چھڑا کر خدا کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں، اس کئے پر پشیمان ہوتے ہیں اور اس طرح ہماری ساری محنت پر پانی پھیر دیتے ہیں اور ہماری ساری محنت بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمیں دوبارہ پھر سے کوشش کرنی پڑتی ہے لیکن وہ پھر دوبارہ توبہ کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ نہ ہم کو مکمل طور پر مایوس کرتے ہیں اور نا ہی مکمل طور پر ہمارے مطیع بن جاتے ہیں۔

پس توبہ وہ راستہ ہے جس سے شیطان بھی تنگ ہے۔

شوہر کی اطاعت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اسماء بنت برید انصاری آئیں۔ اس وقت حضرتؐ کے پاس صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔

اسماء نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ

بن کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ یقین کریں، میری جان آپ پر قربان، مشرق و مغرب میں کوئی ایسی عورت نہیں جس کا عقیدہ مجھ سے نہ ملتا ہو۔ خداوند متعال نے آپ کو ہم (مرد و عورت) پر مبعوث کیا ہم خدا اور آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن عورتیں گھر میں قید و بند رہتی ہیں اور اپنے آپ کو اپنے اپنے مردوں کے آگے تسلیم خم کئے رہتی ہیں۔ ان کی خواہشات کو پورا کرتی ہیں، حاملہ ہو جاتی ہیں (اولاد کی پرورش کرتی ہیں، گھر کا کام وغیرہ کرتی ہیں) لیکن مرد نماز جماعت و نماز جمعہ، مریضوں کی عیادت، نماز جنازے میں شرکت، صبح و زیارات اور سب سے مہم جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کی نسبت برتری رکھتے ہیں۔

ہم خواتین اموال کی حفاظت، کپڑے سینے، بچوں کی دیکھ بھال، گھر کے کام کاج میں لگی رہتی ہیں کیا ہم مردوں کے ثواب میں شریک ہیں؟

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اس عورت کی پر معنی اور بہترین گفتگو دینی مسائل کے بارے میں تم لوگوں نے سنی۔

اصحاب نے کہا: جی ہاں، لیکن اس کے جواب سے ناواقف ہیں۔

حضرت نے اسماء سے فرمایا: جاؤ تمام خواتین کو یہ اطلاع دو، شوہر سے نیکی کرنا، ہمسر کی خوشنودی طلب کرنا اور امور زندگی میں شوہر کی اطاعت و موافقت کرنا، یہ تمام کام برابری رکھتے ہیں ان تمام اعمال کے مقابلہ میں جو مرد لوگ کرتے ہیں۔

اسماء پیغمبر کے پاس سے اس حال میں اٹھی کہ زبان پر تسبیح و تہلیل و تکبیر جاری تھی اور

بہت خوش تھی۔(۱)

پس نتیجہ یہ نکلا کہ خواتین کو چاہیے اپنے شوہروں کی اطاعت کریں۔

عفوِ قاتل!

آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالحسن اصفہانیؒ ایک رات نجف اشرف میں نمازِ مغربین کی امامت کروا رہے تھے کہ نماز مغربین کے درمیان ایک شخص نے ان کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

جب آقای ابوالحسن اصفہانی کو اطلاع ملی کہ ان کے عزیز فرزند کو قتل کر دیا گیا ہے تو بڑے صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے فرمایا: ''لا حول و لا قوۃ الّا باللّٰہ'' بعد میں کھڑے ہو کر نماز عشاء پڑھائی۔ قاتل کا پتہ کروایا اور جب قاتل کا پتہ چلا کہ فلاں شخص ہے تو فرمایا: میں نے اس کو بخش دیا۔(۲)

یہ واقعہ کسی امام کا نہیں بلکہ ایک آیت اللہ کا واقعہ ہے جس نے اپنے بیٹے کے قاتل کو معاف کر دیا۔ لیکن افسوس یہ واقعات ہم پڑھتے ہیں لیکن ان سے سبق حاصل نہیں کرتے ہمیں بھی یہ چاہیے کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی برے اخلاق سے پیش آرہا ہے تو ہم اس کو اپنے اخلاق کے ذریعہ اپنا گرویدہ بنالیں۔

۱۔ یکصد موضوع پانصد داستان۔

۲۔ سیمای فرزانگان، ص ۳۳۶، یکصد موضوع و پانصد داستان، ج ۱، ص ۳۶۰ اور ہزار و یک حکایت اخلاقی، ص ۲۱۶.

شیخ جعفر کاشف الغطاء

آقائے شیخ جعفر کاشف الغطاء حلم و بردبار اور بزرگ علماء میں سے ایک ہیں۔

ایک دن شیخ جعفر کاشف الغطاء نے کچھ رقم اصفہان کے فقراء میں تقسیم کی جب رقم ختم ہوگئی تو نمازِ جماعت کے لئے کھڑے ہوئے۔ نماز ظہر کے بعد بیٹھے ہوئے تعقیبات میں مشغول تھے کہ ایک سید فقیر آیا اور بے ادبی کے ساتھ سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہا: میرے جد کے مال (خمس) میں سے مجھے بھی کچھ دو۔ شیخ نے فرمایا: دیر سے آئے ہو سب مال تقسیم ہو چکا ہے۔ سید فقیر نے جسارت و بے ادبی کرتے ہوئے لعاب دہن شیخ کاشف الغطاء کے چہرے پر پھینکا۔ شیخ اپنے غصہ کو پی گئے اور کچھ نہیں کہا بلکہ اٹھے اور اپنے دامن سے لعاب دہن کو صاف کیا اور صفوں کے درمیان دامن کو پھیلایا اور کہا: اگر مجھے دوست رکھتے ہو تو اس سید کی مدد کرو۔ جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو اطاعت کرتے ہوئے شیخ کے دامن کو پیسوں سے بھر دیا۔ اس کے بعد شیخ نے تمام رقم اس فقیر کو دے دی اور اس کے بعد نماز عصر کے لئے کھڑے ہو گئے۔(۱)

فقراء کا سوال

مدینہ کے فقراء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! ثروت مند

۱۔ سیمای فرزنگان، ص ۳۴۸ اور یکصد موضوع پانصد داستان، ج۱، ص ۲۱۵۔

بندوں کو آزاد کرنا، صدقہ دینا، حج وغیرہ جیسے نیک کام انجام دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس اتنی ثروت نہیں کہ ہم ان امور کو انجام دے سکیں لہٰذا ہم ان کے ثواب سے بھی محروم ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو، تم لوگوں کو ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔

سو مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو، تم کو سو اونٹ ساز و سامان کے ساتھ صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔

سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو، تم کو حج کا ثواب ملے گا۔

سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو، اس کا یہ عمل اس دن کے لوگوں کے عمل کرنے سے برتر ہے مگر یہ کہ کوئی اور شخص اس سے زیادہ کہے۔

جس وقت اس ذکر کا ثروت مند لوگوں کو پتہ چلا تو وہ بھی انجام دینے لگے، فقراء رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: آپ کا بتایا ہوا عمل وہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فضل الٰہی ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے۔(۱)

۱۔ یکصد موضوع پانصد داستان، ج۱، ص ۴۷۴۔ گنجہای بہشتی، ص ۳۵۷۔

اول وقت نماز پڑھنے کی برکت

عید کے دن چند دوست ملکر، عید ملنے کے لئے کسی دوست کے گھر گئے پھر وہاں سے کسی اور دوست کے گھر گئے جس کا گھر قبرستان کے قریب تھا۔ ایک دوست نے دق الباب کیا اور دوسرے دوست قبرستان میں ایک قبر پر جا کر بیٹھ گئے اور مذاق میں صاحب قبر سے مخاطب ہو کر کہا: آج عید کا دن ہے ہماری دعوت نہیں کرو گے، قبر سے آواز آئی: آئندہ ہفتہ اسی دن تمہاری دعوت ہے۔ یہ تمام دوست ڈر گئے کہ ہم بس اب ایک ہفتہ کے مہمان ہیں۔ اپنے اپنے گھر گئے اور وصیتیں کرنا شروع کیں، جن کا قرض دینا تھا قرض دیا جن سے لینا تھا، وصیت میں لکھ دیا بہر حال جو کام کرنا تھے کئے اور جب ہفتہ آئندہ کا مقررہ دن پہنچا اور موت نہ آئی تو سب ملکر اس قبر پر گئے اور کہا: تم نے ہماری دعوت کی تھی اب ہم آ گئے ہیں۔ اندر سے آواز آئی، قبر میں داخل ہو جاؤ۔ (یہاں پر اب آپ لوگ سوچیئے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوا ہوگا) بہر حال قبر شگافتہ ہوئی جیسے ہی قبر میں پیر رکھا ایسا لگا جیسے کوئی زینہ ہے، اندر گئے، صاحب قبر نے کہا: دائیں طرف چلیں، یہ قبر نہیں بلکہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ تھا، کافی وسیع و عریض جگہ تھی۔ تخت پر مختلف قسم کے پھل و میوہ جات تھے۔ جب ہم دعوت کھا کر فارغ ہوئے تو آنے کا ارادہ کیا تو صاحب قبر سے پوچھا تم کو یہ مقام و منزلت کس طرح ملی۔ اس شخص نے کہا: یہ مقام و منزلت دو کاموں کی وجہ سے ملی ایک

میں اول وقت نماز پڑھتا تھا، دوسرا ناپ تول میں کمی نہیں کیا کرتا تھا۔(۱)

قارئین محترم! اس واقعہ کو پڑھ کر عہد کریں کہ ہم بھی کوشش کریں گے کہ اول وقت میں نماز پڑھیں گے۔ جس طرح روایات اہل بیتؑ میں ہمیں ملتا ہے کہ قبر پر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اول وقت کی نماز اور پندرہ دنیاوی واخروی فوائد

رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ: نماز، میت کی قبر میں ایک نورانی شخص کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ قبر میں اس کی انیس بن جاتی ہے اور آتش جہنم کو اس سے دوری کر دیتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص نماز پنجگانہ کو بروقت ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو کمال (واخلاص) سے بجالاتا ہے خدا تعالیٰ اسے پندرہ خصوصیات عطا فرماتا ہے۔ تین دنیا میں، تین مرتے وقت، تین قبر میں، تین میدانِ محشر میں اور تین پل صراط پر۔

تین خصوصیاتِ دنیا:

۱۔ عمر میں اضافہ

۲۔ مال و دولت میں فراوانی

۳۔ کثیر اور نیک اولاد

۱۔ اول وقت نماز، ص ۷۰.

مرتے وقت کی تین خصوصیات:

۱۔ خوف وحزن سے نجات

۲۔ موت کی ہیبت سے محفوظ

۳۔ جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری

قبر کی تین خصوصیات:

۱۔ منکر ونکیر کے سوالات کو اس کے لئے آسان بنا دیتا ہے

۲۔ قبر کا وسیع ہونا

۳۔ قبر میں جنت کا دروازہ کھول دینا

میدانِ حشر کی تین خصوصیات:

۱۔ چہرے کا چاندی کی مانند روشن ہونا

۲۔ نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں

۳۔ حساب کتاب میں آسانی

پلِ صراط کی تین خصوصیات:

۱۔ خدا، اس سے راضی

۲۔ خدا، اسے سلام بھیجے گا

۳۔ خدا اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔

ترک نماز پر پندرہ دنیاوی واخروی عذاب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو اپنی نماز کو سبک سمجھتا ہو اور اس کی انجام دہی میں سستی کرتا ہو خداوند متعال اُسے پندرہ بلاؤں میں مبتلا کر دے گا جس میں سے چھ دنیا سے متعلق اور تین جان کنی کے عالم سے متعلق اور تین قبر اور تین قیامت سے متعلق ہیں:

دنیا کی چھ بلائیں:

۱۔ عمر میں کمی

۲۔ تنگیٔ رزق

۳۔ چہرے کی نورانیت میں کمی آنا

۴۔ اس کی دعا قبول نہیں ہوگی

۵۔ دوسروں کی بھی دعائیں اُس کے حق میں قبول نہیں ہوگی

۶۔ اس کے نیک کام قبول نہیں کیے جائیں گے یعنی ان کا اجر نہیں ملے گا

جان کنی کے وقت کی تین بلائیں:

۱۔ ذلت وخواری کی موت

۲۔ بھوک کی حالت میں

۳۔ پیاسا اور پیاس کی حالت میں اس طرح مرے گا کہ اگر دنیا کی ساری نہروں کو بھی پی لے پھر بھی وہ سیراب نہیں ہوگا۔

قبر کی تین بلائیں:

ا۔قبر میں فرشتہ عذاب مقرر کیا جائے گا جو اسے فشار قبر دے

۲۔قبر اس کے لئے تنگ کر دی جائے گی

۳۔قبر تاریک اور ہولناک ہوگی

قیامت کی تین بلائیں:

ا۔حساب وکتاب میں سختی

۲۔نظر رحمتِ الٰہی اس پر نہیں ہوگی

۳۔فرشتہ اُسے حساب کے لئے اس طرح کھینچ رہا ہوگا کہ حساب کے مقام پر تمام لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے۔

نماز اور جنت

ابو سلام عبدی روایت کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپؑ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو جان بوجھ کر نماز عصر تاخیر سے ادا کرے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ شخص قیامت کے دن بے کس وتنہا اور تہی دست محشور ہوگا۔

میں نے عرض کی: اگر چہ یہ جنتی ہی کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا: اگر چہ یہ جنتی ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے عرض کی: اس کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص جنت میں بالکل تنہا ہوگا نہ اس کی بیوی ہوگی، نہ کوئی اولاد اور نہ کوئی مال و دولت اس کے پاس ہوگی۔ یہ شخص اہل جنت سے التجا کرے گا کہ وہ اس کی کچھ خاطر تواضع کریں لیکن اس کا وہاں پر کوئی گھر یا ٹھکانہ نہیں ہوگا۔(۱)

نماز کی انتیس خوبیاں

ا۔پیغمبر کی روش
۲۔ہدایت
۳۔فرشتوں سے محبت
۴۔ایمان
۵۔نورِ معرفت
۶۔رزق میں برکت
۷۔راحت بدن
۸۔شیطان سے دوری
۹۔کافر کے مقابلہ میں ہتھیار
۱۰۔دعا کی اجابت کا ذریعہ
۱۱۔اعمال کی قبولی کا سبب
۱۲۔دنیاو آخرت میں زادِ راہ
۱۳۔مومن اور ملک الموت کے درمیان شفیع
۱۴۔قبر میں مونس و مددگار
۱۵۔قبر کا بچھونا
۱۶۔منکر ونکیر کا جواب
۱۷۔میدانِ حشر میں سر کا تاج
۱۸۔چہرے کا نور
۱۹۔بدن کا لباس

ا۔ثواب الاعمال وعقاب الاعمال،ص۵۲۱.

۲۰۔جہنم کے لئے سپر وڈھال ۲۱۔مومن اور خدا کے درمیان حضت

۲۲۔جہنم سے نجات کا ذریعہ ۲۳۔پل صراط کا جواز (ٹکٹ)

۲۴۔جنت کی کنجی ۲۵۔حوروں کا مہر

۲۶۔جنت کی قیمت ۲۷۔نمازی کا درجہ بلند اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ

۲۹۔یہ تمام خوبیاں اس لئے ہیں کہ نماز تسبیح وتہلیل وتمجید، تقدیس وگفتار ہے اور دعا ہے۔

تارک الصلاۃ کیوں کافر ہے؟

روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لیس منی من استخف بصلوته" وہ مجھ سے نہیں جس نے نماز کو سبک شمار کیا۔

اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"من استخف بالصلاة فليس منا" جس نے نماز کو سبک شمار کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

مسعدہ صحابی امام صادق علیہ السلام ایک دفعہ امامؑ کے پاس آئے اور سوال کیا: یا بن رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ زنا کار کو بعنوان کافر معرفی نہیں کرائی گئی جبکہ تارک الصلاۃ کو کافر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ زنا کار اور اس کی طرح کے دیگر (مثلاً شرابخور وغیرہ) اس کام کو جنسی شہوت کی وجہ سے انجام دیتے ہیں لیکن تارک الصلاۃ نماز کو ترک نہیں کرتا فقط اور فقط سبک سمجھتے ہوئے۔ مرد زنا کار عورت کی طرف نہیں آتا مگر لذت کی وجہ

سے لیکن جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے اس کو کوئی لذت نہیں ہوتی۔ جب لذت نہ ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو سبک شمار کرنا باعث بنا کہ نماز کو ترک کرے "اذا وقع الاستخفاف وقع الكفر" جب نماز کو سبک شمار کیا تو کفر آ گیا۔(۱)

مصیبت کے وقت صبر

انسان کا عام دستور ہے کہ جب خوش حالی کے بعد اس سے کوئی نعمت لے لی جاتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے یعنی صبر نہیں کرتا اور جب دکھ و درد کے بعد اس کو آرام آتا ہے تو شکر نہیں کرتا بلکہ زیادہ اکڑتا ہے اور لوگوں کے سامنے فخر کرتا پھرتا ہے۔ ہاں کچھ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو مصیبت کے وقت بجائے مایوسی کے صبر کرتے ہیں اور راحت کے وقت اکڑنے کی بجائے شکر خدا بجا لاتے ہیں۔ بس ایسے ہی لوگوں کے لئے اجر کثیر اور اجر عظیم ہے۔

ایک روز حضرت موسیٰ کسی عابد کی تلاش میں نکلے تو ایک ایسے عابد کے پاس پہنچے جو لوہار تھا اپنی حلال کمائی میں مشغول اور زبان پر شکر خداوندی جاری ہے۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا: تیری کثرتِ عبادت کیا ہے؟ تو اس عابد نے جواب دیا: حلال رزق کماتا ہوں اور واجبات کو بجا لاتا ہوں۔ دوکان کی آمدنی میں سے ایک حصہ مالک کو، دوسرا حصہ بچوں کے لئے، اور تیسرا حصہ فی سبیل اللہ مساکین کو دیا کرتا ہوں۔ پس

۱۔ داستانہای اصول کافی، محمد محمدی اشتہاردی، ص ۵۰۹۔

اللہ کے فیصلہ پر راضی ہوں، سختی پر صبر اور نعمت پر شکر کرتا ہوں، آمدنی کم ہو جائے تو گھبراہٹ و مایوسی کا اظہار نہیں کرتا اور زیادہ ہو جائے تو اکڑتا نہیں ہوں۔ اس لوہار نے پوچھا: آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ تو جواب دیا: موسیٰ بن عمران کے وطن سے۔ اس نے کہا: گھر جانے کا کیا خیال ہے؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا: جانا چاہتا ہوں۔ اس عابد نے ایک بادل کو حکم کیا تو وہ فوراً حاضر ہوا۔ اور پوچھا: کہاں برسے گا؟ جواب دیا فلاں جگہ پر۔ پھر اس کو روانہ کیا۔ دوسرے کو بلایا پھر تیسرے کو آخر ایک نے کہا: موسیٰ کے وطن جا کر برسوں گا تو عابد نے حضرت موسیٰ کو سوار کر کے روانہ کیا۔ جب حضرت موسیٰ کوہِ طور پر پہنچے تو عرض کی: اے پروردگار تجھے اس لوہار کی کون سی عادت پسند آئی۔ ارشاد قدرت ہوا: وہ میری قضاء پر راضی، میری آزمائش پر صابر اور نعمتوں پر شاکر ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہوا:

”مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِی وَ لَمْ نَعْمَائِیْ وَ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ فَلْیَخْرُجْ مِنْ اَرْضِیْ وَ سَمَائِیْ وَ لِیَعْبُدْ رَبًّا سِوَای؛

جو شخص میری آزمائش پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری قضاء پر راضی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ میری زمین سے نکل جائے اور کوئی دوسرا خدا تلاش کرے۔ (۱)

۱۔ تفسیر انوار النجف، ج ۷، ص ۱۹۵۔

نافرمان بیٹے کا برا انجام

ایک شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے کمالِ محبت سے اپنے لڑکے کی پرورش کی۔ اب وہ جوان ہو گیا ہے اور میں بوڑھا۔ اب وہ مجھے خرچہ نہیں دیتا۔ آپؐ نے لڑکے کو سمجھایا لیکن اس نے کہا: یا رسول اللہ میں غریب ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ کا خرچہ اس کے باپ کو اپنی طرف سے دیا۔

دوسرے ماہ پھر بوڑھے نے آ کر شکایت کی۔ حضرت نے لڑکے کو بلا کر تنبیہ فرمائی تو اس لڑکے نے وہی پہلا والا جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: جا خدا تیرے مال کو ضائع کر دے چنانچہ اس کے تمام ذخائر گندم میں کیڑے پڑ گئے اور بدبودار ہو گئے آخر لڑکے نے مزدوروں کو بلا کر باہر پھینک دیئے۔ جب مزدوروں کو مزدوری ادا کرنے کے لئے خزانہ کو دیکھا تو سب ٹھیکریاں اور سنگریزے تھے۔

خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہمیں والدین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

عمل اور عکس العمل

کہتے ہیں: ایک شخص بہت ہی متقی اور پرہیزگار عابد تھا، لیکن اس کا ایک ایسا بیٹا تھا جس کی وجہ سے اس کو اور دوسرے لوگوں کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ مثلاً ایک دن پانی پلانے والی کی مشک میں اس پرہیزگار و متقی عابد کے بیٹے نے سوراخ کر دیا۔ جب

پانی پلانے والے کو پتہ چلا کہ عابد کے بیٹے نے سوراخ کیا ہے وہ شکایت لے کر عابد کے پاس آیا اور کہا: آپ کے بیٹے نے میری مشک میں سوراخ کر دیا ہے اور میرے سرمایہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ عابد نے بہت فکر کی کہ کیا وجہ ہے کہ میرا بیٹا اس طرح کا ہے اور اس نے یہ کام انجام دیا۔ جب اس کی عقل نے کوئی کام نہ کیا تو اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میرا بیٹا میرے اور دیگر لوگوں کے لئے باعث اذیت اور تکلیف ہے۔

اس کی بیوی نے کہا: ایک دن جب میں حاملہ تھی، انار خریدنے کے لئے انار والے کے پاس گئی اور میں نے اس سے پوچھا: کیا انار میٹھے ہیں یا نہیں؟ اس کے بعد انار بیچنے والے سے پوچھے بغیر میں نے ایک انار اٹھایا اور اس میں سوراخ کر کے تھوڑا سا انار کا پانی چکھا۔

عابد نے کہا: اب مجھے پتہ چل گیا (کہ میرا بیٹا کیوں میرے لئے اور دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہے)

عابد نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو اس دن بغیر اجازت کے انار کا پانی نہ پیتی، تو آج میرا بیٹا مشک میں سوراخ نہیں کرتا۔ (۱)

قارئین محترم! اس طرح ہمارے یہاں بھی بہت ہوتا ہے مثلاً ہم انگور لینے گئے اور

۱۔ گنجہای بہشتی، ص ۱۰۳، علی محمد حیدری نراقی۔

پوچھا بھائی جان! میٹھے ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا صاحب جی میٹھے ہیں۔ آپ نے کہا ایک کلو دے دو لیکن ساتھ ہی آپ نے ایک دو دانہ بغیر پوچھے کھا لئے۔ اب یقیناً یہ جو آپ نے بغیر پوچھے کھائے ہیں ان کا اثر ضرور ہوگا۔ تو کوشش کریں کہ بغیر اجازت کے کوئی چیز کسی کی بھی استعمال نہ کریں اور نہ کھائیں۔

مالک اور نوکر

ایک مالک کا نوکر کافی سست اور کاہل تھا۔ ایک دن اس نے حکم دیا کہ جلدی سے جا کر انگور اور انجیر خرید کے لے آؤ۔ نوکر نے سستی و کاہلی کا ثبوت دیتے ہوئے خریداری کے لئے گیا اور ان دو چیزوں میں سے ایک خرید کر لے آیا۔

مالک نے نوکر کو مارا اور کہا: آج کے بعد جب بھی میں تم کو ایک کام کے لئے بھیجوں تو تم دو کام کو انجام دینا۔

نوکر نے کہا: ٹھیک ہے صاحب جی۔

ایک دن مالک بیمار ہوا اور نوکر کو حکم دیا کہ ڈاکٹر کو بلا کر لے آؤ۔ نوکر گیا، ڈاکٹر اور کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ لے آیا۔

مالک نے پوچھا: یہ مرد کون ہے؟

نوکر نے کہا: یہ گورکن ہے۔ کیونکہ آپ ہی نے مجھے کہا تھا جب بھی میں تم کو ایک کام کے لئے کہوں، تم دو کام انجام دینا۔ اس لئے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے،

ایک ڈاکٹر کولایا ہوں اور ایک گورکن ۔ اگر ڈاکٹر نے آپ کو صحیح کر دیا تو کیا بہتر و گرنہ گورکن حاضر ہے اور مجھے دوبارہ جانے کی ضرورت نہیں ۔(۱)

دلچسپ حکایت

یعقوب صفاری، صفاریوں کے مؤسس اور موجد، ایک دن بیمار ہوئے ۔کافی اطباء اس کے معالجہ کے لئے جمع ہوئے لیکن کوئی ایک بھی اس کا علاج نہ کر سکا ۔یعقوب نے کہا: جاؤ گوشہ و کنار میں جا کر کسی خدا پرست بندے کو تلاش کر کے لاؤ۔

کہا: سہل بن عبداللہ شوشتری زاہد و عابد مشہور ہیں۔

سہل کو بلانے کے لئے لوگوں کو بھیجا، لیکن سہل نہ آئے بالآخر کافی منت وسماجت کے بعد ان کو لایا گیا۔ سہل، یعقوب کے قریب آ کر بیٹھ گئے اور کہا: تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو شفاء دے، درحالانکہ تمہارے پیچھے مظلوموں کی آہ وفغاں بلند ہے۔

یعقوب نے کہا: میں کیا کروں؟

سہل نے کہا: تم ان مظلوم لوگوں کو آزاد کر دو۔

یعقوب نے حکم دیا: ان مظلوم لوگوں کو آزاد کر دیا جائے۔

سہل نے کہا: تو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے اور اس وقت امید رکھتا ہے کہ خدا تجھ کو بخش دے اور شفاء دے؟ تم اپنے گذشتہ گناہوں پر توبہ کرو۔

۱۔ گنجہای بہشتی، ص۲۰۰۔

بالآخر سہل نے یعقوب کو توبہ و استغفار کرنے پر تیار کیا۔ اس وقت سہل نے دعا کے لئے ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا: اے میرے اللہ تو نے یعقوب کو گناہ کی ذلت و خواری سے نجات دی، اب تو اسے بیماری کے بستر سے بھی نجات دے۔

لکھا ہے: یعقوب اسی وقت بیماری کے بستر سے اٹھا اور حکم دیا کہ ایک طشت میں جواہرات لا کر سہل بن عبداللہ کو دیئے جائیں۔

سہل نے کہا: جواہرات کی اسے ضرورت ہے جس کے پاس خدا نہیں، جو خدا رکھتا ہو اس کے پاس ہر چیز موجود ہے۔(۱)

بخیل انسان

ایک دن پیغمبر اکرم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑ کر دعا کر رہا ہے: خدایا! تجھے اس گھر کی قسم میرے گناہ کو بخش دے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟

عرض کیا: میرا گناہ بہت بڑا ہے۔

حضرتؐ نے پوچھا: تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین؟

جواب دیا: میرا گناہ۔

۱۔ گنجہای بہشتی، ص۳۱۴۔

آنحضرت نے کہا: کیا تیرا گناہ پہاڑوں سے بھی بزرگتر ہے؟

جواب دیا: میرا گناہ۔

حضرتؐ نے فرمایا: کیا دنیا سے بھی بزرگتر ہے۔

عرض کیا: ہاں

حضرتؐ نے پوچھا: تیرا گناہ بڑا ہے یا سات آسمان؟

عرض کیا: میرا گناہ۔

آنحضرت نے عرض کیا: کیا تیرا گناہ عرش سے بھی بزرگتر ہے؟

جواب دیا: میرا گناہ۔

آنحضرت نے پوچھا: تیرا گناہ بڑا ہے یا خدا؟

عرض کیا: خدا۔

آنحضرتؐ نے پوچھا: آخر تیرا گناہ کیا ہے؟

کہا: یا رسول اللہ! میں ایک ثروتمند شخص ہوں، جب بھی کوئی غریب میرے پاس مدد کے لئے آتا ہے تو میں بہت ناراض ہوتا مجھے ایسا لگتا ہے جیسا کہ کوئی میرے پاس آگ لے کر آ گیا ہے۔

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جا۔ کہیں تو اپنے آگ سے ہمیں جلا نہ ڈالے۔ جس خدا نے مجھے ہدایت کے لئے مبعوث کیا، اگر تو رکن و مقام کے درمیان دو ہزار سال نماز پڑھے اور تو اس قدر گریہ کرے کہ تیرے آنسوؤں سے درختوں کی آبیاری کی جائے اور تو بخل اور کنجوسی کی حالت میں مرجائے، خداوند تجھے

اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔(۱)

وائے ہو تجھ پر! کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ خدا فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ﴾(۲)

اور جو لوگ بخل کرتے ہیں وہ اپنے ہی حق میں بخل کرتے ہیں۔

﴿وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(۳)

اور جسے بھی اس کے نفس کی حرص سے بچا لیا جائے وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

بہلول اور ہارون الرشید کی غذا

ایک روز ہارون الرشید پانچویں عباسی خلیفہ کے سامنے بزرگ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ گفتگو کے درمیان بہلول اور اس کی دیوانگی کا ذکر ہوا۔ کھانا کھاتے وقت بادشاہی دسترخوان بچھایا گیا ایک مخصوص برتن میں غذا رکھ کر ہارون نے سامنے رکھی گئی۔ ہارون نے اپنی غذا کو ایک غلام کو دیا اور کہا: یہ غذا بہلول کو جا کر دے دو شاید ہمارا گرویدہ ہو جائے۔ جس وقت غلام غذا بہلول کے پاس لے کر آیا وہ خرابہ میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ چند کتے گدھے کے لاشہ کو کھا رہے ہیں۔ بہلول نے ہارون کی

۱۔ گنجہای بہشتی، ص ۳۷۷.

۲۔ سورہ محمد، آیت ۳۸.

۳۔ سورہ حشر، آیت ۹.

غذا کو قبول نہیں کیا اور غلام سے کہا: یہ غذا کتوں کے آگے ڈال دو، غلام نے کہا: یہ غذا خلیفہ نے خاص طور پر تمہارے لئے بھیجی ہے۔ خلیفہ کی توہین نہ کرو۔

بہلول نے کہا: آہستہ بولو اگر کتوں نے سن لیا تو وہ بھی یہ غذا نہیں کھائیں گے (کیونکہ اموال میں حلال وحرام معلوم نہیں ہے۔(۱)

ہمیں اس واقعہ سے درس لینا چاہیے کہ کوشش کریں کہ حلال غذا خود بھی کھائیں اور بچوں کو بھی کھلائیں۔ کیونکہ غذا کا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے۔ اگر غذا حلال تو انسان خیر و نیکی کے کام انجام دے گا اور اگر غذا حرام تو انسان برے اور شر والے کام انجام دے گا۔

جھوٹا عالم اور ذہین عورت

اہل سنت کے کے عابد وزاہد عالم شیخ عبد السلام تھے۔ اس نے اس قدر شہرت پائی کہ لوگ اس کا نام تبرک کے طور پر پرچم پر لکھتے تھے۔ (**لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللہ شیخ عبد السلام ولی اللہ**)۔

ایک دن شیخ صاحب منبر پر گئے اور کہا: جو جنت میں سے جو کچھ خریدنا چاہتا ہے خرید لے۔ لوگوں کا ازدحام ہوا اور خریداری شروع ہوگئی۔ جس وقت ساری جنت بک چکی ایک شخص آیا اور کہا: مجھے آنے میں دیر ہوگئی۔ میرے پاس کافی مال ہے مجھے

۱۔ ہزار و ایک اخلاقی حکایت، محمد حسین محمدی، ص ۵۶ نقل از بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۳۳۶.

بھی جنت میں سے کچھ بیچ دو۔ شیخ نے کہا: ساری جنت بک چکی ہے صرف میرے اور میرے گدھے کی جگہ بچی ہے۔ اس شخص نے کہا: ایسا کرو اپنے حصہ کی جگہ مجھے بیچ دو اور تم گدھے کی جگہ لے لو۔ شیخ نے قبول کیا اور اپنی جگہ اس کو بیچ ڈالی اور خود جنت میں بغیر مکان کے رہ گیا!

کہتے ہیں: ایک دن شیخ عبد السلام نے نماز کی حالت میں کہا: ہش ہش۔ نماز کے بعد لوگوں نے پوچھا: کیوں آپ نماز میں ہش ہش کر رہے تھے؟

شیخ نے کہا: ابھی میں بصرہ میں ہوں مکہ کو دیکھ رہا تھا، نماز کی حالت میں، میں نے دیکھا کہ کتا مسجد الحرام میں داخل ہو رہا ہے، اس کو میں نے ہش ہش کر کے بھگا دیا! سارے لوگ تعجب میں پڑ گئے اور شیخ کا مقام و منزلت ان کی نظر میں بڑھ گیا۔ اس کے ایک مرید نے یہ واقعہ گھر جا کر اپنی بیوی کو سنایا جو کہ شیعہ تھی اور کہا: اپنے شیعہ مذہب کو چھوڑ کر میرے شیخ کے مذہب کو اختیار کرلو۔

عورت نے کہا: کوئی مسئلہ نہیں، لیکن تو ایک دن اپنے شیخ کو ان کے مریدوں کے ساتھ دعوت کرنا کہ بھری مجلس میں، میں شیخ کے مذہب کو اختیار کروں۔ وہ مرد بہت خوش ہوا اور شیخ نے ان کی اپنے گھر دعوت کی۔ جس وقت تمام مہمان آگئے اور کھانے کے لئے دسترخوان لگا دیا گیا اس ذہین عورت نے ہر ایک کی پلیٹ میں چاولوں کے اوپر مرغ رکھ کے دیا اور شیخ عبد السلام کے چاولوں کے نیچے مرغ چھپا دیا۔

۱۔ ہزار و ایک اخلاقی حکایت، محمد حسین محمدی، ص ۵۶ نقل از بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۳۳۶.

جس وقت شیخ کی نگاہ اپنے مریدوں کی پلیٹ پر پڑی تو کیا دیکھا کہ ہر ایک کی پلیٹ میں مرغ رکھا ہوا ہے لیکن شیخ کی پلیٹ مرغ سے خالی ہے۔ غصہ ہوا اور کہا: اے عورت! تو نے میری توہین کی ہے، کیوں میری پلیٹ میں مرغ نہیں رکھا؟

وہ ذہین عورت اس فرصت کی منتظر تھی، کہا: اے شیخ صاحب! کل تو آپ یہ دعویٰ کر رہے تے کہ مسجد الحرام میں کتے کو دیکھ رہے تھے، لیکن آج چاول کے نیچے مرغ کو نہیں دیکھ رہے؟ شیخ اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا: یہ عورت رافضی (شیعہ) اور خبیث ہے اور گھر سے باہر چلے گئے (اس طرح عورت نے شیخ کو جھوٹا ثابت کر دیا) اور اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کا مذہب (شیعہ اثنا عشری) قبول کر لیا۔(۱)

اس واقعہ کو پڑھ کر ہمیں چاہیے کہ جھوٹے علماء سے پرہیز کریں اور سچے علماء کی پیروی کریں۔ حقیقی علماء وہی ہیں کہ جن کا کردار ان کے گفتار کی تصدیق کردے۔ اصولِ کافی اور دیگر کتب روایی میں یہی حقیقی عالم کی ایک نشانی بتائی گئی ہے کہ اس کا فعل اس کے قول کی تصدیق کردے۔ اب آپ قارئین کی ذمہ داری ہے کہ سچے اور جھوٹے عالم کی شناخت کریں اور آپ سے التماس ہے بندہ حقیر کے لئے دعا کریں خداوند متعال مجھے حقیقی عالم بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ ہزار و یک حکایت اخلاقی ص ۱۳۳، نقل از انوار النعمانیہ، ص ۲۳۵۔

اذان نہیں دونگا

تفسیر روح البیان میں نقل ہے: ایک شہر میں تین بھائی زندگی کرتے تھے، سب سے بڑے بھائی نے دس سال تک مسجد کے منار پر چڑھ کر اذان دی اور دس سال کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوا۔ دوسرے بھائی نے پھر بڑے بھائی کی پیروی کرتے ہوئے اس کام کو آخری عمر تک انجام دیا۔

دوسرے بھائی کے انتقال کے بعد تیسرے بھائی سے کہا کہ تمہارے دو بھائیوں کے جانے کے بعد منار سے اذان کی آواز آنا بند ہوگئی ہے ہم تم سے گزارش کرتے ہیں کہ اس عہدے کو اب آپ سنبھالیں لیکن تیسرے بھائی نے قبول نہیں کیا۔ کہا تمہیں ہم زیادہ رقم دینگے! اس نے کہا: سو برابر بھی دو پھر بھی میں اذان نہیں دونگا۔ لوگوں نے پوچھا: کیا اذان دینا برا ہے؟ کہا: نہیں۔ لیکن میں منار پر اذان نہیں دونگا۔ اذان نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہا: یہ وہ منار ہے جس کی وجہ سے میرے دو بھائی بے ایمان ہو کر اس دنیا سے گئے؛ کیونکہ اپنے بڑے بھائی کے سرہانے جان کنی کے وقت کھڑے ہو کر ''سورۂ یٰسین'' پڑھنا چاہتا تھا تا کہ آسانی سے روح قبض ہو جائے لیکن مجھے بھائی نے اس کام سے منع کیا۔

دوسرا بھائی بھی اسی حالت میں دنیا سے گیا۔ اس کی علت پوچھنا میرے لئے بہت مشکل تھا، خداوند متعال نے میرے اوپر لطف و کرم کیا اور بڑے بھائی کو میں نے خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے کہا: میں تجھے جانے نہیں دونگا مگر

یہ کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیوں تم بے ایمان مرے۔ کہا: جس وقت ہم منار پر جاتے تھے لوگوں کی ناموس کی طرف نگاہ کیا کرتے تھے، اس مسئلہ نے ہمیں خدا کی یاد سے غافل کر دیا تھا، اسی برے عمل کی وجہ سے ہماری عاقبت خراب ہوئی۔ (۱)

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ دوسرے لوگوں کی ناموس کی طرف دیکھنے کی وجہ سے ان کا نیک عمل بھی ان کے کام نہ آسکا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی آنکھوں کو نگاہِ حرام سے بچائیں۔

میں شہر جا کر کیا کرونگا؟

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ بہلول ٹوٹی پھوٹی قبر میں پیر لٹکائے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ دیوانہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ اس سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ شہر کیوں نہیں جاتا اور یہاں قبرستان میں کیوں پڑا ہے۔ بڑھ کر دریافت کیا۔ بہلول یہاں کیوں پڑے ہو، شہر کی طرف کیوں نہیں جاتے؟ بہلول نے مسکرا کر فرمایا کہ: سارے شہر والے تو اسی طرف آرہے ہیں میں ادھر جا کر کیا کروں گا؟ پھر دنیا والے تو ساتھ بیٹھنے کے لائق بھی نہیں ہیں ہزار برائیاں، ہزار عیب، ہزار جھوٹ اور میں جن کے درمیان بیٹھا ہوں کیسے اچھے لوگ ہیں، خاموش پڑے ہیں نہ کوئی لڑائی نہ جھگڑا، نہ کسی کی غیبت نہ کسی کی برائی، نہ کسی کا مال چھینتے ہیں

۱۔ ہزار و یک حکایت اخلاقی، ص ۲۲۴، یکصد موضوع و پانصد داستان، ج ۱، ص ۲۲۲۔

نہ کسی پر ظلم کرتے ہیں، نہ اپنے ہمسایہ کو ستاتے ہیں۔ اور نہ آنے والے کو بھگاتے ہیں۔ ہر آنے والے کے لئے دل کشادہ رکھتے ہیں، حد یہ ہے کہ دشمن بھی آجاتا ہے تو نہایت خوشی سے پہلو میں جگہ دے دیتے ہیں۔ نہ مال نہ دولت کی فکر، نہ جاہ و جلال کی ہوس، نہ تخت و تاج کے لئے مر رہے ہیں۔ نہ اقتدار حکومت کے لئے بے چین ہیں۔ کتنے اچھے ہیں یہ لوگ اور کتنے خاموش ہیں یہ افراد جن کے درمیان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ بھلا شہر میں کہیں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ (۱)

اس واقعہ کو پڑھ کر چند نکات کی طرف اشارہ ملتا ہے:

۱۔ بہلول نے بے ثباتی دنیا کا بھی نقشہ کھینچ دیا اور انسان کو اس کے آخری انجام سے بھی باخبر کر دیا۔

۲۔ قبرستان کی فضیلت کو بھی بیان کر دیا اور وہاں جانے کا فلسفہ بھی بتا دیا۔

۳۔ ارباب حکومت و اقتدار پر کڑی تنقید بھی کر دی۔

۴۔ اہل دنیا کس قدر خدا کو بھول چکے ہیں اور کس طرح ان کے ذہن پر دنیا غالب آچکی ہے۔

۵۔ بہلول نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ یہ دنیا کے نمائندے ہیں تو دنیا کو یاد رکھتے ہیں اگر خدا کے نمائندہ ہوتے تو خدا کو یاد رکھتے۔

۱۔ محافل و مجالس، علامہ ذیشان حیدر جوادی، ج ۲، ص ۳۰۲۔

شرعی مسئلہ بتانے کا اجر

ایک عورت حضرت فاطمہ (س) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں بوڑھی ہے میں اس کی طرف سے آپ سے چند سوال کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے میری ماں نے ان سوالات کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

حضرت زہرا (س) نے فرمایا: ضرور پوچھو۔

اس عورت نے ایک سوال کیا، حضرت سیدہ (س) نے جواب دیا۔ پھر اس نے دوسرا سوال کیا، آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس طرح اس عورت نے آپ سے دس سوال پوچھے۔ آپ نے سب کے جواب دیئے۔

پھر کثرت سوال کی وجہ سے اس عورت نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا: میں اب آپ کو مزید زحمت دینا پسند نہیں کرتی۔

حضرت زہرا (س) نے فرمایا: تمہارا جو جی چاہے پوچھو، اگر کسی شخص کو سونے کی ایک لاکھ اشرفی دی جائے اور اسے کہا جائے کہ تم یہ سامان چھت تک پہنچاؤ تو کیا کوئی شخص اس مزدوری کو کم خیال کرے گا؟

عورت نے کہا: ہرگز نہیں۔

حضرت زہرا (س) نے فرمایا: میں تجھے جو مسائل بتا رہی ہوں ان میں سے ہر مسئلہ کے بدلے میں مجھے زمین و آسمان اور ان کے مابین جواہر سے بھرے ہوئے فاصلہ کے برابر تو مجھے ہر ایک مسئلے کے عوض اتنا اجر مل رہا ہے۔ جب ایک لاکھ طلائی

اشرفی کے بدلے میں سامان کو چھت پر لے جانے والا مزدور اس کو اپنے لئے بوجھ نہیں سمجھتا تو میں اتنے بڑے اجر کے بدلے میں مسئلہ بتانے کو اپنے لئے زحمت کیسے سمجھ سکتی ہوں، جبکہ مزدور کا کام کافی مشکل اور محنت طلب ہے اور میرا کام انتہائی آسان ہے۔ میں نے اپنے والد محترم حضرت رسولِ خدا ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے شیعہ علماء کو ان کے علم و ہدایت کی مقدار میں خدا کی طرف سے خلعت کرامت پہنائی جائے گی اور اس خلعت کے علاوہ ہر عالم کو دس لاکھ نورانی حلے بھی دیئے جائیں گے۔

پھر اس وقت رب العالمین کی جانب سے ایک منادی ندا کرے گا: ''اے یتیمانِ آل محمدؑ کی کفالت و سرپرستی کرنے والو! جب وہ اپنے آباء یعنی ائمہ سے منقطع تھے اس وقت تم نے ان کی روحانی تربیت کی تھی۔ آج وہ تمہارے زیر کفالت و تربیت افراد موجود ہیں، انہوں نے دنیا میں تم سے جس جس مقدار میں علم حاصل کیا تھا اسی مقدار میں انہیں جنت کی خلعتیں عطا کرو۔''

پھر علماء اپنے شاگردوں کو ان کے کسب علم کی مقدار میں خلعتیں عطا کریں گے اور ان شاگردوں کے شاگردوں کو نورانی حلے دیئے جائیں گے اسی طرح سے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جب تمام شاگردوں کا سلسلہ پورا ہو جائے گا تو پھر ندائے قدرت بلند ہوگی اب اتنی ہی تعداد میں ان شیعہ علماء کو نورانی حلے دیئے جائیں جتنی تعداد میں ان کے شاگرد لے چکے ہیں۔ جب اس تعداد میں پوشاکیں انہیں مل جائیں گی تو پھر حکم پروردگار ہوگا انہیں اس سے بھی دوگنی پوشاکیں دی جائیں۔

پھر حضرت زہرا (س) نے اس عورت سے فرمایا: متوجہ رہو ان نورانی پوشاکوں کی ایک تار اس تمام دنیا سے لاکھوں درجہ بہتر ہے۔ پوری دنیا کی نعمتیں اس سے مقابلہ نہیں کرسکتیں کیونکہ دنیا کی تمام نعمات تکلیف وغم سے وابستہ ہیں۔(۱)

چند نکات:

۱۔ مسئلہ شرعی پوچھنے میں شرم نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ بتانے والے کو فراخ دلی کا ثبوت دینا چاہیے۔

۳۔ جناب سیدہ نے اپنے علم کی وسعت اور کسب فیض کی طرف بھی اشارہ کردیا۔

۴۔ علماء کی ذمہ داری اور ان کی قدر و قیمت کی طرف اشارہ کردیا۔

۵۔ مسئلہ شرعی بتانے کا اجر و ثواب بھی بتادیا۔

ہم کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے

کمسنی کا زمانہ ہے، سامرہ کی گلیاں ہیں، بچے کھیل کود میں مصروف ہیں اور امام حسن عسکری علیہ السلام کھڑے رو رہے ہیں۔ بہلول دانا کا گزر ہوا۔ فرزند رسولؐ کو روتے دیکھا۔ دل بے قرار ہوگیا عرض کرتے ہیں: شہزادے کیا آپ کے پاس کھلونے نہیں ہیں تو میں ابھی لائے دیتا ہوں۔ رونے کی کیا ضرورت ہے۔ شہزادے نے فرمایا: بہلول ہم اہل بیت علیہم السلام کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے، ہم عبادت واطاعت کے لئے

۱۔ پند تاریخ، ج ۵، ص ۴۹، بحار الانوار، ج ۲، ص ۳ سے نقل.

پیدا ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر قرآن مجید کی آیت سنادی:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾(۱)

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور تم پلٹ کر ہماری بارگاہ میں نہ آؤ گے۔

بہلول متحیر ہوکر رہ گئے۔ عرض کرتے ہیں فرزند رسول مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے چند نصیحت آمیز اشعار سنائے اور سنا کر اس قدر روئے کہ بیہوش ہوگئے۔ بہلول نے گھبرا کر کلیجے سے لگالیا۔ ہوش آیا تو عرض کی شہزادے آپ اس قدر کیوں رو رہے ہیں؟ آپ پر تو کوئی ذمہ داری بھی نہیں ہے۔ آپ تو بچے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: بہلول میں نے دیکھا ہے کہ مادر گرامی جب آگ روشن کرتی ہیں تو پہلے چھوٹی لکڑیوں کو جلاتی ہیں اس کے بعد بڑی لکڑیوں کی باری آتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر آتش جہنم کو روشن کرنے میں چھوٹی ہی لکڑیاں کام آگئیں تو کیا ہوگا۔ یہ کہہ کر خاموش ہوگئے اور بہلول فرط مسرت میں جھومنے لگے۔(۲)

چند نکات:

۱۔ جب امام معصوم ہوکر ایسا خوف رکھتے ہیں تو ہمیں کتنا خوف رکھنا چاہیے۔

۲۔ امام نے انسان کے ہدف اور مقصد خلقت کو بھی بتادیا۔

۳۔ کھیل کود کسی کام نہیں آئے گا۔

۱۔ سورہ مومنون، آیت ۱۱۵.

۲۔ محافل ومجالس، ج ۲، ص ۳۰۰.

۴۔ بچپنے سے ہی بچوں کو عبادت کی طرف راغب کریں اور عادت ڈالیں۔

۵۔ جنت کا شوق اور جہنم کا خوف رکھنا چاہیے۔

کونسا دوست بہتر

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: اگر تمہارے دو دوست ہوں ان میں سے ایک دوست مالدار ہو اور جب بھی تمہاری اس سے ملاقات ہو تو وہ ہر ملاقات پر تمہیں دس ہزار درہم کی تھیلی دے اور دوسرا دوست عالم ہو اور اس سے جب بھی تمہاری ملاقات ہو تو وہ تمہیں ایسی چیز کی تعلیم دے جس کی وجہ سے تم ابلیس کی ایک گرہ سے نجات حاصل کر سکو اور تمہیں ایسی چیز سے آشنا کرے کہ تم شیطانوں کے حیلے کو درہم برہم کر سکو اور ان کے دستِ فریب کو قطع کر سکو، تم ان دو دوستوں میں سے کس کو زیادہ عزیز رکھو گے۔

اس شخص نے جواب دیا: میں اس دوست کو زیادہ عزیز رکھوں گا جو مجھے ایسی چیزوں کی تعلیم دے جن کے ذریعے میں ابلیس کے فریب سے بچ سکوں۔

آپؑ نے اس سے دوسرا سوال کیا اور فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ اگر ایک شخص کافروں کے پاس قید ہو اور ایک شخص نواصب اور خاندانِ نبوت کے دشمنوں کے استدلال کی قید میں پھنس رہا ہو وہ اسے اپنے دلائل سے گمراہ کرنا چاہتے ہوں تو ان دو قیدیوں میں سے تم کس کو آزاد کرانا بہتر سمجھتے ہو؟

اس شخص نے کچھ دیر تامل کرنے کے بعد کہا: مولا! میں اس مومن کو جو ناصبیوں

کے ہاتھوں قید سے چھڑانا پسند کروں گا اور اس کی چند وجوہات ہیں:

۱۔ اگر میں مومن کو نواصب کے دام ضلالت سے چھٹکارا دلانے میں کامیاب ہو گیا تو وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائے ااور جنت میں داخل ہو جائے گا۔

۲۔ اس کے برعکس کسی مومن کو کافروں کی قید سے نجات دلاتا ہوں تو زیادہ سے زیادہ اپنی طبعی عمر پوری کر سکے گا۔

۳۔ اگر بالفرض کفار اپنے قیدی کو قتل بھی کر دیں تو وہ شہادت کی وجہ سے جنت میں جائے گا لیکن اگر کوئی مومن نواصب کے دام میں پھنس گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا: بہت خوب اللہ تعالیٰ تیرے باپ پر رحم کرے جس نے تیری اچھی تربیت کی ہے اور تو نے میرے مافی الضمیر کی صحیح ترجمانی کی ہے اور تو نے پیغمبر کی تعلیمات سے بال بر بھی انحراف نہیں کیا۔(۱)

چند نکات:

۱۔ بہترین دوست وہ ہے جو تمہیں علم دے۔ علم وہی بہترین دولت ہے۔

۲۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس کے فریب سے بچو۔

۳۔ مال کی کوئی اہمیت نہیں۔

۴۔ اپنی معلومات میں اضافہ کرو تاکہ دوسرے لوگوں کو گمراہی سے بچا سکو۔

۵۔ ہمیشہ رب زدنی علما کی دعا کرتے رہا کرو۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۹، پند تاریخ ج ۵، ص ۵۳۔

احسان کا بدلہ

ایک نیک آدمی بیس ہزار درہم کا مقروض تھا البتہ اس کا ادا کرنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا، صاحب قرض مسلسل مطالبہ کر رہا تھا، ایک دن صاحب قرض نے اس سے سخت لہجہ میں گفتگو کی اور یہ ظاہر کر دیا کہ اس سے زیادہ مہلت نہیں دے گا۔

اس کے سخت لہجہ میں بات چیت کرنے سے قرض لینے والا رونے لگا اور پریشانی کے عالم میں روتا ہوا گھر کی طرف چل دیا تا کہ کوئی راہِ حل پیدا کرے، راستہ میں اپنے پڑوسی جو کہ یہودی تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ یہودی نے اسے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ کسی مشکل میں گرفتار ہے، یہودی نے اس سے کہا: میں تمہیں دینِ اسلام کی قسم دیتا ہوں جس پر تم ایمان واعتقاد رکھتے ہو بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ مسلمان نے پورا ماجرا بیان کر دیا۔

یہودی گھر گیا اور اس نے بیس ہزار درہم لے کر مسلمان کو دے دیئے اور کہا: میرا دین آپ سے الگ ہے لیکن بہرحال میں تمہارا پڑوسی ہوں مناسب نہیں ہے کہ تم قرض کی بنا پر رنج وغم میں مبتلا رہو یہ رقم لے جا کر صاحب قرض کو دے دو۔

قرض دار رقم لے کر صاحب قرض کے گھر گیا، اس نے کہا: تمہارے پاس تو پیسے نہیں تھے یہ کہاں سے آئے؟ قرض دار نے یہودی پڑوسی کا ماجرا بیان کیا۔ صاحب قرض یہ سن کر غور وفکر کرنے لگا اور کچھ دیر بعد گھر گیا اور اس سے بیس ہزار درہم لئے بغیر واپسی کی رسید دے دی اور کہا: میں اس یہودی سے کم نہیں۔ اب میں تم سے

قرض کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ قرض دار خوش ہو کر اپنے یہودی پڑوسی کے پاس واپس آیا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور بیس ہزار درہم اسے واپس دے دیئے۔

اس شب صاحب قرض نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور نیکیوں کے نامہ اعمال کو دائیں ہاتھ اور برائیوں کے نامہ اعمال کو بائیں ہاتھ میں دے رہے ہیں اس کے نامہ اعمال کو دائیں ہاتھ میں دیا گیا اور حساب وکتاب لئے بغیر اسے جنت کی طرف روانہ کر دیا۔ اس نے فرشتہ سے پوچھا: مجھے بغیر حساب وکتاب جنت میں کیوں لے جا رہے ہو؟ فرشتہ نے کہا: تم نے اس نیک آدمی پر احسان کیا ہے پس جس طرح تم نے اسے حساب وکتاب میں سختی نہیں کی اسی طرح ہم نے بھی تمہارے حساب و کتاب میں سختی نہیں کی اور جس طرح تم نے اپنا مال اس شخص کو بخش دیا اسی طرح ہم نے تمہارے گناہوں کو بخش دیا۔ (۱)

چند نکات

۱۔ ہمیں پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنا چاہیئے۔

۲۔ جب کسی کو قرض دیں تو قرض دار کو اذیت وتکلیف نہ دیں۔

۳۔ اگر آج ہم کسی سے سختی کریں گے تو کل ہمارے ساتھ بھی سختی کی جائے گی۔

۴۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔

۵۔ آج ہم کسی کو معاف کریں گے تو خدا ہمیں معاف کرے گا۔

۱۔ عبرت انگیز واقعات، مولانا غلام رضا حیدری، ص ۱۱۵۔

مجھے حیوانات کی زبان سکھادو

کہتے ہیں: ایک روز ایک جوان حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا: اے موسیٰ! میں چاہتا ہوں حیوانات کی زبان سیکھوں کیا آپ مجھے ان کی زبان سکھائے گے؟

حضرت موسیٰ نے کہا: اے جوان! یہ کونسا کام ہے جو تم انجام دینا چاہتے ہو، جاؤ اور اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دو، یہ جوان مطمئن نہ ہوا۔

حضرت موسیٰ نے خدا سے عرض کی: خدایا! میں کیا کروں؟ اگر حیوانات کی زبان اس کو سکھادوں تو ڈرتا ہوں اس کا نقصان نہ ہو جائے، اور اگر اس کو نہیں سکھاتا ہوں تو کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔

خدا کی طرف سے وحی آئی: اے موسیٰ! جو سکھانا چاہتے ہو اس کو سکھادو۔ موسیٰ نے کہا: خدایا! ڈرتا ہوں بعد میں پشیمان ہوگا۔

اس وقت حضرت موسیٰ نے جوان کی طرف رخ کیا اور کہا: اے جوان بہتر ہے اس کام کو انجام نہ دو لیکن اس جوان پر اس بات کا اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ نے ارادہ کیا اس کو کتے، مرغے کی زبان سکھاتا ہوں۔ حضرت نے جب دو حیوانوں کی جوان کو تعلیم دی تو خوشی خوشی اپنی جگہ سے اٹھا اور چلا گیا۔

دوسرے دن صبح کو اس کے گھر کی ایک عورت نے ناشتہ کرنے کے بعد روٹی کا ایک ٹکڑا کتے کے لئے باہر ڈالا۔ اس سے پہلے کتا وہاں پہنچے مرغے نے اس کو اٹھالیا، کتا جلدی سے مرغے کے پیچھے گیا۔ جوان کو ان حیوانات کی بولی آتی تھی، آگے گیا

تا کہ دیکھے یہ ایک دوسرے سے کیا کہہ رہے ہیں۔

کتے نے کہا: اے مرغے! تو نے میرے حق میں ظلم کیا، مرغے نے کہا: کونسا ظلم؟ کتے نے کا: تم دانہ، گندم، جو وغیرہ کھا سکتے ہو؛ لیکن میں ان کے کھانے سے عاجز ہوں۔ یہ روٹی کا ٹکڑا میرے حصہ کا ہے، وہ بھی تم نے مجھ سے چھین لیا؟

مرغے نے کا: ناراض مت ہو، کل ہمارے مالک کا گھوڑا مر جائے گا اور تم خوب پیٹ بھر کر اس کا گوشت کھانا۔

جواں نے جب یہ سنا تو جلدی سے گیا اور گھوڑے کو بازار میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ دوسرے دن بھی مرغے نے کتے کے آگے سے روٹی کا ٹکڑا اٹھا کر لے گیا۔ کتا ناراض ہوا اور کہا: اے مرغے! تو جھوٹا ہے۔ مرغے نے کہا: میں جھوٹا نہیں ہوں، شاید ہمارے صاحب کو پتہ چل گیا تھا کہ اس کا گھوڑا مر جائے گا اس لئے اس نے کل بازار جا کر گھوڑا فروخت کر دیا تھا؟ لیکن ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں کیونکہ آج اس کا گدھا مر جائے گا۔ جوان نے پھر ان کی بات سن لی اورر جلدی سے گیا اور بازار جا کر گدھے کو فروخت کر دیا۔

تیسرے دن کتے نے مرغے سے کہا: پھر تو نے مجھ سے جھوٹ بولا۔ مرغے نے کہا: ابھی تک تو نے مرغے سے جھوٹ سنا؟ ہم مرغے ہر روز صبح سویرے تم لوگوں کو بیدار کرتے ہیں، لیکن تم ناراض نہ ہو، آج مالک کا غلام مر جائے گا اور ہمارا مالک مجبوراً روٹی اور حلوہ تقسیم کرے گا۔ یہ غذا بہت اچھی ہے تمہیں بھی ضرور ملے گی۔

جوان نے پھر ان کی یہ بات سنی۔ اپنے غلام کو شہر لے جا کر فروخت کر دیا۔ جوان یہ

زبانیں سیکھ کر بہت خوشحال تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ اگر مجھے ان کی زبانیں نہ آتیں تو مجھے کتنا نقصان پہنچتا۔ ادھر کتا مرغے سے کافی ناراض تھا اور غصہ میں اس سے کہا: اب تو کیا کہتا ہے؟ مرغے نے کہا: میری بات بالکل صحیح تھی لیکن مالک کو جلدی پتہ لگ گیا اور غلام کو جا کر فروخت کر دیا اور اس کا نقصان دوسرے کو پہنچا ہے۔ مرغے نے کہا: اچھا زیادہ غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، آج مالک خود مر جائے گا اور تو بہت خوش ہوگا۔

جوان نے جب یہ سنا تو وحشت زدہ ہوگیا اور خود کو جلدی سے حضرت موسیٰ کے پاس پہنچایا اور کہا: اے موسیٰ! میری مدد کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا: کیا مدد کروں؟ جب تم نے سنا کہ تیرا گھوڑا، گدھا، غلام مر جائیں گے تو تو نے کیا کام کیا؟ جوان نے کہا: اُن کو بیچ دیا۔ موسیٰ نے کہا: اب بھی یہی کام انجام دو۔

جوان نے کہا: یعنی اپنے آپ کو بھی فروخت کر دوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا: کیا تم کوئی اور دوسرا کام کر سکتے ہو؟ میں نے تم کو بار بار منع کیا تھا؛ لیکن تم نے میری بات نہیں مانی، اب اس کا نقصان برداشت کرو۔

جوان گریہ وزاری کرنے لگا اور حضرت موسیٰ سے مدد کی درخواست کرتا رہا، لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ مرنے کی حالت میں چار لوگوں نے اس کو اٹھایا اور اس کے گھر لے گئے۔

حضرت موسیٰ نے خدا سے درخواست کی خدایا! اس کو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے اٹھا۔ خدایا! میں نے اس کو کہا تھا لیکن اس نے میری بات پر عمل نہیں کیا، جبکہ اس نے

غلطی کی ہے، تجھ سے التجا ہے اس کو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے اٹھا۔ آواز آئی اے موسیٰ! ہم نے اس کو بخش دیا۔ وہ جوان اس دنیا سے باایمان چلا گا۔ (۱)

چند نکات:

۱۔ حیوانات کی زبان سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲۔ دوسرے کے کھانوں پر نظر نہ رکھیں۔

۳۔ انبیاء کی باتوں پر عمل کریں ورنہ ہمارا نقصان ہوگا.

۴۔ موت حتمی ہے اس کا علم فقط خدا کو ہے۔

۵۔ موت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

خدا نزدیک تر ہے

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ (۱)

اور ہم تو اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

ایک روز ابوحنیفہ نے امام صادق علیہ السلام سے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا بیٹا موسیٰ کاظمؑ نماز پڑھ رہا ہے اور لوگ اس کے سامنے سے گزر رہے ہیں مگر وہ ان لوگوں کو سامنے سے گزرنے سے منع نہیں کرتے ہیں، جبکہ یہ کام مناسب نہیں ہے اور اس طرح خضوع وخشوع میں فرق آجاتا ہے۔

۱۔ ہزار و یک حکایت اخلاقی، ص۲۰۵.

امام صادق نے فرمایا: میرے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بلاؤ۔

جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے تو امام صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فرمایا: ابوحنیفہ تمہارے بارے میں اس طرح سے کہہ رہے ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: بابا جان! جس کے لئے میں نماز پڑھ رہا تھا وہ مجھ سے اتنا قریب ہے کہ میرے اور اس کے درمیان سے کوئی گزر ہی نہیں سکتا اور جب درمیان سے گزر نہیں سکتا تو خضوع میں فرق آنے کا کیا سوال ہے اور اس کے بعد اس مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرمائی۔(۱)

چند نکات:

۱۔ کسی کے سامنے گزرے جانے سے نماز کے خضوع وخشوع میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ اگر نماز خلوص کے ساتھ پڑھی جائے تو کوئی سامنے سے گزر بھی جائے تو نماز مجروح نہیں ہوتی۔

۳۔ لوگوں کا خلوص آدمی کے گزر جانے سے مجروح ہوجاتا ہے لیکن اہل بیت کا خلوص تیرے کے نکل جانے پر بھی مجروح نہیں ہوتا۔

۴۔ خدا دور نہیں بلکہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے۔

۵۔ خشوع وخضوع خدا کے لئے ہو نہ لوگوں کے لئے۔

۱۔ قرآنی لطیفے، ص ۲۴۔ محافل ومجالس، ج ۲، ص ۱۰۸۔

بہلول اور حکم قرآن

ایک روز ہارون نے جناب بہلول سے پوچھا: میری کارکردگی، حکومت اور خود میرے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟

جناب بہلول نے جواب دیا: خدا کی کتاب قرآن مجید ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی، اپنے کاموں کو اس کی آیات پر تطبیق کرتے جاؤ۔

قرآن میں ہے:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ☆ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾(۱)

بے شک نیکی کرنے والے نعمتوں میں ہوں گے اور برائی کرنے والے جہنم میں۔

لہٰذا اگر تیرا کردار نیک ہے تو تیری عاقبت بخیر ہے ورنہ تیرا انجام بہت برا ہوگا۔

ہارون نے کہا: تو پھر میری یہ ساری نیکیاں کہاں گئیں؟

جناب بہلول نے جواب دیا:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾(۲)

خدا تو صرف پرہیزگاروں کے اعمال قبول کرتا ہے۔

ہارون نے کہا: تو پھر خدا کی رحمت میں ہے اور اس کی رحمت کا کیا ہوگا؟

جناب بہلول نے کہا:

۱۔ سورہ انفطار، آیت ۱۳، ۱۴۔

۲۔ سورہ مائدہ، آیت ۲۷۔

﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (۳)

(نیکی کرو) کیونکہ یقیناً خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے نزدیک ہے۔

ہارون: تو پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو ہماری رشتہ داری ہے اس کا کیا ہوگا؟

بہلول: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ﴾ (۲)

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا۔

ہارون: تو پھر رسول اللہ کی شفاعت کہاں ہے؟

بہلول: ﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلاً﴾ (۳)

اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے ان کے کہ جنہیں خدا نے اجازت دیدی ہو اور وہ ان کی بات سے راضی ہوں۔ (۴)

چند نکات:

۱۔ اہل بیت علیہم السلام کا غصب کرنے والے چاہے جتنے نیک بن جائیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۱۔ سورہ اعراف، آیت ۵۶.

۲۔ سورہ مومنون، آیت ۱۰۱.

۳۔ سورہ طٰہ، آیت ۱۰۹.

۴۔ قرآنی لطیفے، ص ۴۸.

۲۔ متقی وہی ہے جو خدا اور اہل بیت علیہم السلام کا پیروکار ہے۔

۳۔ خدا کی رحمت بے حساب ہے لیکن صرف نیکی اور احسان کرنے والوں کے شامل حال ہے۔

۴۔ رشتہ داری جب ہی کام آئے گی جب قرآن و عترت کے مطابق عمل ہوگا۔

۵۔ قرآن و عترت کے دامن کو تھامے رہیں کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ شیطان کے پیشاب کے نتیجے میں شراب وجود میں آئی؟

مرحوم مجلسیؒ حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کے ہمراہ ایک سو چالیس پھل اور میوہ جات جنت سے زمین پر بھیجے۔ ان میں سے چالیس وہ پھل تھے جو کہ مکمل طور پر کھائے جاتے تھے اور ان کا کوئی حصہ پھینکنے میں نہیں جاتا تھا ان میں انجیر وانگور وغیرہ شامل تھے اور چالیس قسم کے پھل ایسے تھے کہ جن کا ظاہری حصہ پھینک دیا جاتا تھا اور اندرونی حصہ کھایا جاتا تھا جیسے بادام، اخروٹ اور فُندُق وغیرہ جبکہ چالیس ایسے پھل تھے جن کا اوپری حصہ کھایا جاتا تھا اور اندرونی حصہ پھینک دیا جاتا تھا جیسے خوبانی اور آلوچہ وغیرہ۔

حضرت آدمؑ جس پھل کی ٹہنی کو توڑنے کا ارادہ کرتے تھے پہلے خدا کا نام لیتے تھے لہٰذا وہ ٹہنی سبز ہو جاتی تھی اور پھل دینے لگتی تھی۔ حضرت حوّا جب ان ٹہنیوں کی کاشت کرتی تھیں تو اگرچہ وہ بھی خدا کا نام لیتی تھیں اسلئے اُن کی ٹہنی سبز ہو جاتی تھی مگر پھل نہیں

دیتی تھی۔ اگر آدمؑ نے حوّاؑ کو تمام ٹہنیاں توڑ کر دی ہوتیں تو آج روئے زمین پر کوئی بے ثمر درخت نہ ہوتا۔

حضرت آدمؑ جس ٹہنی کی کاشت کرنا چاہتے شیطان کوئی مخالفت نہ کرتا تھا لیکن جب انگور اور خرما لگانے کا وقت آیا تو شیطان نے کہا: مجھے بھی شریک کرو اور ان درختوں سے مجھے بھی حصہ دو ورنہ میں انہیں سرسبز ہونے نہ دوں گا۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا: صبر کرو جبرئیلؑ کو آنے دو وہ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کریں گے۔ جب جبرئیلؑ آئے تو جناب آدمؑ نے واقعہ کو نقل کیا تو جبرئیلؑ نے کہا اسے ان دونوں درختوں میں حصہ دار بناؤ تاکہ تمہیں کوئی گزند نہ پہنچائے۔

حضرت آدمؑ نے فرمایا: ان درختوں کا ایک تہائی تمہارا ہوگا تو شیطان نے قبول نہ کیا، حضرت آدمؑ نے کہا: آدھا تمہارا اور آدھا میرا ہوگا تو پھر بھی شیطان راضی نہ ہوا اور کہا کہ اگر اس کا دو تہائی مجھے دوگے تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔

حضرت آدمؑ نے جناب جبرئیل کے اشارہ پر قبول کرلیا اور خدا نے اُس دن سے حکم فرمایا کہ انگور یا خرما کے پانی کو ابال آئے تو جب تک اُس کا دو تہائی حصہ ضائع نہ ہو جائے ابلیس کا حصہ ہے اُس کا پینا حلال نہیں ہوگا اور اسکے لئے نجاست کا حکم ہوگا اور وہ شراب کہلائے گی کیونکہ حصہ دار بننے کے بعد شیطان نے ان کے پودوں کے پاس پیشاب کیا اور چلا گیا۔

اسی بنا پر جب انگور کے پانی کو شراب بناتے ہیں تو وہ بدبودار اور بدمزہ ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں شیطان کا پیشاب گرا ہوا ہوتا ہے۔ شراب کی حرمت صرف اس امت کے لئے نہیں ہے بلکہ پچھلے تمام ادیان میں شراب حرام رہی ہے اور قیامت تک حرام رہے گی۔

کیا آپ جانتے ھیں کہ حضرت آدمؑ کے بعد کیونکر انسانی نسل میں اضافہ ھوگیا؟

حضرت حوّاؑ سے ستر مرتبہ اولاد دنیا میں آئیں اور ہر دفعہ ایک بیٹا اور بیٹی پیدا ہوئے یہاں تک کہ خدا نے انہیں ایک بیٹا شیثؑ عنایت فرمایا جس کا لقب ھبۃ اللّٰہ تھا لیکن اُن کے ساتھ کوئی بیٹی نہ تھی۔ حضرت آدمؑ کے فرزند شیثؑ اور یافث کے علاوہ جتنے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئے وہ سب کے سب بغیر شادی کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جبکہ یہ دو فرزند جب سن بلوغ کو پہنچے تو خدا نے جنت سے دو حوریں حضرت آدمؑ کی جانب بھیجیں جن کے نام نزلہ اور منزلہ تھے۔ خدا نے حکم دیا کہ ان دونوں حوروں کو شیث اور یافث (ان کے ساتھ بھی کوئی دوسری اولاد پیدا نہ ہوئی تھی) کے نکاح میں لایا جائے۔ ان دونوں جوڑوں سے بیٹے اور بیٹیاں متولد ہوئیں جو آپس میں چچازاد تھے اور ان کی آپس میں شادی ہوئی اور اسطرح انسانی نسل میں اضافہ کا سلسلہ جاری ہوا۔

کیا آپ جانتے ھیں کہ بت پرستی کیسے شروع ھوئی؟

جب حضرت آدمؑ دنیا سے چلے گئے تو اُن کی اولاد اُن سے مانوس ہونے کی بنا پر اُن پر بہت زیادہ روتی تھی اور غم کے مارے بے حال ہوئی جاتی تھی۔ شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ اپنے باپ کی شبیہ بنائیں جو اُن کی دلی تسلّی کا باعث بنے۔ لہٰذا انہوں نے آدمؑ کا مجسمہ تیار کیا اور روزانہ اُس مورتی کی زیارت کو آنے لگے اور خود کو اُس کے ذریعہ تسلّی دیتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرا کہ شیطان نے اُن سے کہا تمہارے باپ آدم

بزرگ ومحترم تھے اور تمہارے وجود میں آنے کے سبب بھی تھے اس لئے وہ اس لائق ہیں کہ اُن کو سجدہ کرو اور اُن کی عبادت کرو بلکہ حوا کی بھی شبیہ بناؤ اور اُسے بھی سجدہ کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوگئی کہ یہی اُن کے خالق ہیں اور یوں رفتہ رفتہ بت پرستی بنی آدم کے درمیان رائج ہوگئی۔

کیا آپ جانتے ھیں حجر اسود پھلے سفید ھوتا تھا؟

حجر اسود فرشتوں سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم فرشتہ کا نام تھا جو خدا کی واحدنیت، پیغمبر اسلامؐ کی خاتمیت اور حضرت علیؑ کے وصی ہونے کا معتقد تھا۔

ملائکہ کے درمیان، محمد وآل محمدؐ سے محبت میں کوئی بھی اس کی مانند نہ تھا اور خدا نے میثاق کے وقت جب بندوں سے اپنی وحدانیت، پیغمبروں کی رسالت اور ان کے اوصیا کی وصایت کا اس مُلک کی موجودگی میں اقرار لیا تو سب کے اعترافات کو امانت کے طور پر اس ملک کے سپرد کر دیا اور اُس ملک کو درّ سفید کی صورت میں تبدیل کر کے جناب آدمؑ کو دے دیا۔ لہٰذا جناب آدم جہاں بھی جاتے اس درّ سفید کو اپنے کاندھوں پر لے جاتے یہاں تک کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو حکم ملا کہ اِسے رکن یمانی میں نصب کر دیا جائے۔ یہ دُر، طوفان آنے تک وہیں تھا۔ جب سب جگہ تباہی پھیل گئی تو جبرئیل نے اُسے اُٹھا کر ابوقبیس کی پہاڑی میں دفن کر دیا۔

جناب ابراہیمؑ نے جب خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی تو جبرئیل کے حکم سے حجر اسود کو رکن یمانی میں نصب کیا گیا جیسا کہ آج اُس کی زیارت رکن یمانی میں ہی کی جاتی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: اگر دور جاہلیت کے مشرکوں کے ہاتھ حجر اسود تک نہ

پہنچے ہوتے تو یقیناً جو بیمار اسے مس کرتا، اُسے اُس کی برکت سے فوراً شفا مل جاتی اور اگر گناہگاروں کے ہاتھ اُس تک نہ پہنچے ہوتے تو وہ پہلے کی مانند سفید اور نورانی ہوتا۔ لیکن بنی آدم کے مشرک اور گنہگار افراد کے لمس کے نتیجے میں پتھر سیاہ ہوگیا جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

اس وقت حجر اسود دیکھتا ہے اور جو لوگ اُس کے قریب جاتے ہیں اور اُسے مس کرتے ہیں انہیں پہچانتا ہے۔ اس بنا پر تاکید کی گئی ہے کہ جس قدر ممکن ہو محترم حجاج اُسے مس کریں یا اس کو بوسہ دیں اور اگر رش ہو تو حجر اسود کی جانب دور سے اشارہ کریں اور اپنے طواف کی ابتدا حجر اسود سے کریں۔

کیا آپ جانتے ھیں کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کیا وصیت کی ؟

انہوں نے کہا: بیٹا! جو آٹھ باتیں میں تمہیں بتا رہا ہوں اُس میں حکمت کی تمام باتیں جمع ہیں۔ دو چیزوں کو فراموش نہ کرو خدا اور موت۔ دو چیزوں کو بُھلا دو وہ نیکی جو تم دوسروں کے ساتھ کرتے ہو اور وہ برائی جو کوئی تمہارے ساتھ کرتا ہے۔ جب کسی محفل میں داخل ہو تو اپنی زبان پر کنٹرول رکھو، جب لوگوں کے گھر میں داخل ہو تو اپنی آنکھوں پر کنٹرول رکھو، جب لوگوں کے دسترخوان پر بیٹھو تو پیٹ پر کنٹرول رکھو اور جب نماز میں مشغول ہو تو دل پر کنٹرول رکھو۔

منابع و مآخذ

۱۔قرآن: ترجمہ ذیشان حیدر جوادی

۲۔قرآن: حاشیہ مولانا فرمان علی

۳۔ارشادالقلوب: شیخ مفید کنگرۂ شیخ مفید ''قم ۱۴۱۳ھ،ق''

۴۔اسرارولایت: علامہ امینی کی سات تقاریر

۵۔اسرارمعراج: شیخ علی قرنی گلپائیگانی

۶۔اصول کافی: محمد بن یعقوب کلینیؒ

۷۔اعلام الوری: فضل بن حسن طبرسی

۸۔امالی: شیخ صدوق علیہ الرحمۃ

۹۔ایمان: آیت اللہ دستغیب

۱۰۔بحارالانوار: علامہ محمد باقرمجلسی

۱۱۔پند تاریخ: موسیٰ خسروی

۱۲۔تحف العقول آل ابی طالبؑ: ابومحمد بن علی حرّانی

۱۳۔تعلیمات اہل بیت: مجلس مصنفین

۱۴۔تفسیرانوارالنجف: حسین بخش جاڑا

۱۵۔تفسیرنورالثقلین: شیخ عبدالعلی بن جمعۂ عروسی حویزی

۱۶۔تفسیر مجمع البیان: علامہ طبرسی

۱۷۔توبہ آغوش رحمت: استادانصاریان

۱۸۔توبہ ازمنظرقرآن وروایات: استادمحمد حسین اعتماد

۱۹۔حکایت دیدہ ہای برزخی: سید محمد حسن جواہری

۲۰۔حیات القلوب: علامہ محمد باقرمجلسی

۲۱۔حق الیقین: علامہ محمد باقرمجلسی

۲۲۔حقوق والدین کا اسلامی تصور: باقر دانش

۲۳۔خصال: شیخ صدوقؒ

۲۴۔دارالسلام: حاجی نوری

۲۵۔داستانہای اصول کافی: محمد محمدی اشتہاردی

۲۶۔روضۂ کافی: ملافیض کاشانی

۲۷۔سیرت حضرت فاطمہ زہرا: محمد سلیم علوی

۲۸۔شرح زیارت امین اللہ: سید ہاشم رسول محلاتی

۲۹۔شرح چہل حدیث: سید ہاشم رسول محلاتی

۳۰۔شنید ہای تاریخ: محمد محمدی اشتہاری

۳۱۔عبرت آمیز واقعات: غلام رضا حیدری

۳۲۔عیون اخبارالرضا: شیخ صدوقؒ

۳۳۔غررالحکم: سید حسین شیخ الاسلامی

۳۴۔ کنز العمال: علاء الدین علی متقی بن حسام ہندی

۳۵۔ کیفر ہای گناہانِ کبیرہ: سید ہاشم رسول محلاتی

۳۶۔ قرآن لطیفے: سید تمیز الحسن رضوی

۳۷۔ گنجینۂ معارف: محمد رحمتی شہرضا

۳۸۔ گنجہای بہشتی: علی محمد حیدری نراقی

۳۹۔ گنج ہای معنوی: رضا جاہد

۴۰۔ المحاسن: احمد بن محمد بن خالد برقی

۴۱۔ المحجۃ البیضاء: ملا فیض کاشانی

۴۲۔ معاد شناسی: علامہ تہرانی

۴۳۔ مناقب آل ابی طالب: محمد بن علی بن شہر آشوب

۴۴۔ مستدرک الوسائل: مرزا حسن نوری

۴۵۔ منہج الصادقین: ملا فتح کاشانی

۴۶۔ محافل ومجالس: علامہ ذیشان حیدر جوادی

۴۷۔ وسائل الشیعہ: محمد بن حسن حر عاملی

۴۸۔ ہزار ویک حکایت اخلاقی: محمد حسین محمدی

۴۹۔ یک صد موضوع پانصد داستان: علی اکبر صداقت

۵۰۔ کیا آپ جانتے ہیں؟ مؤلف: رضا جاہد

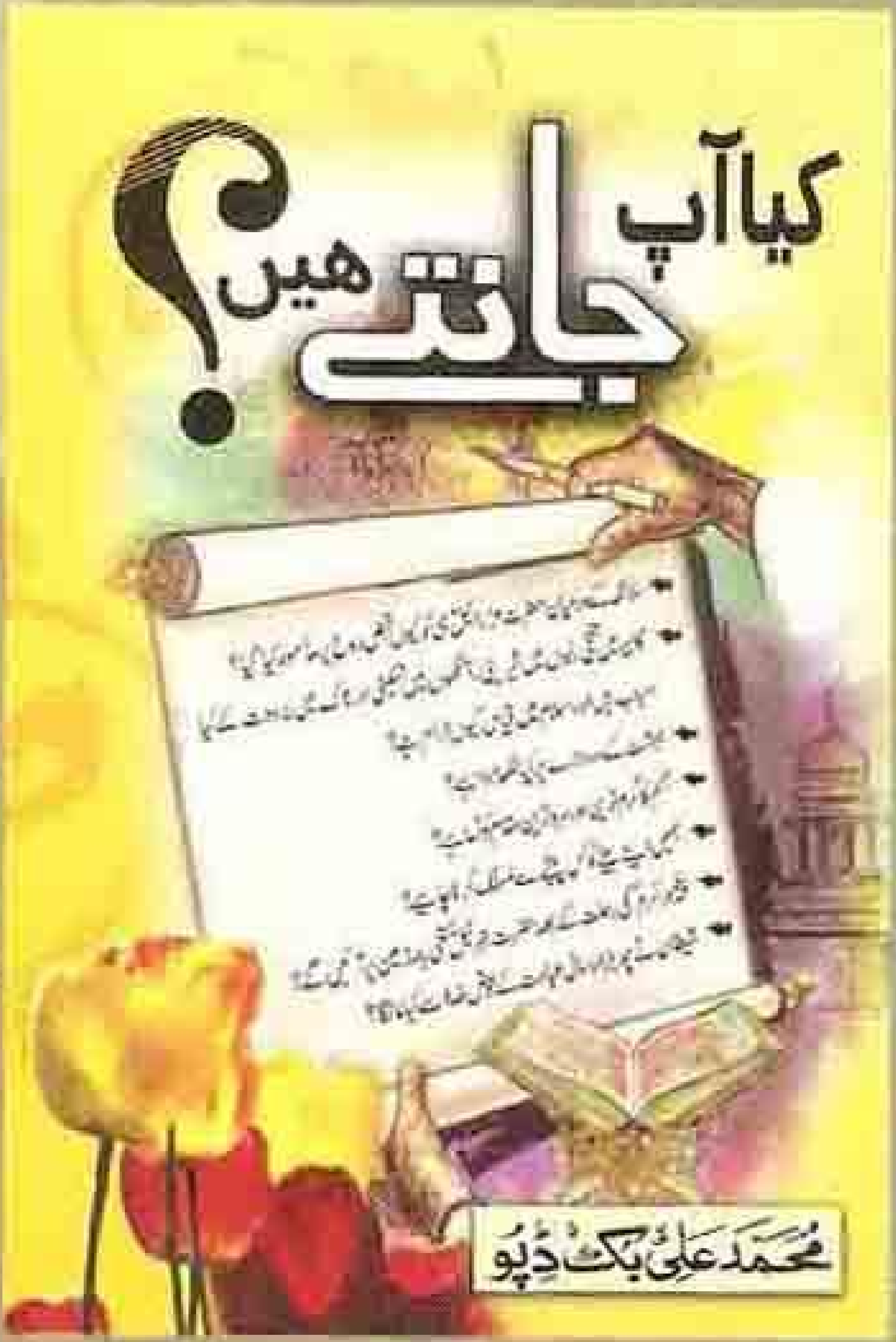
کیا آپ جانتے ہیں؟
محمد علی بک ڈپو

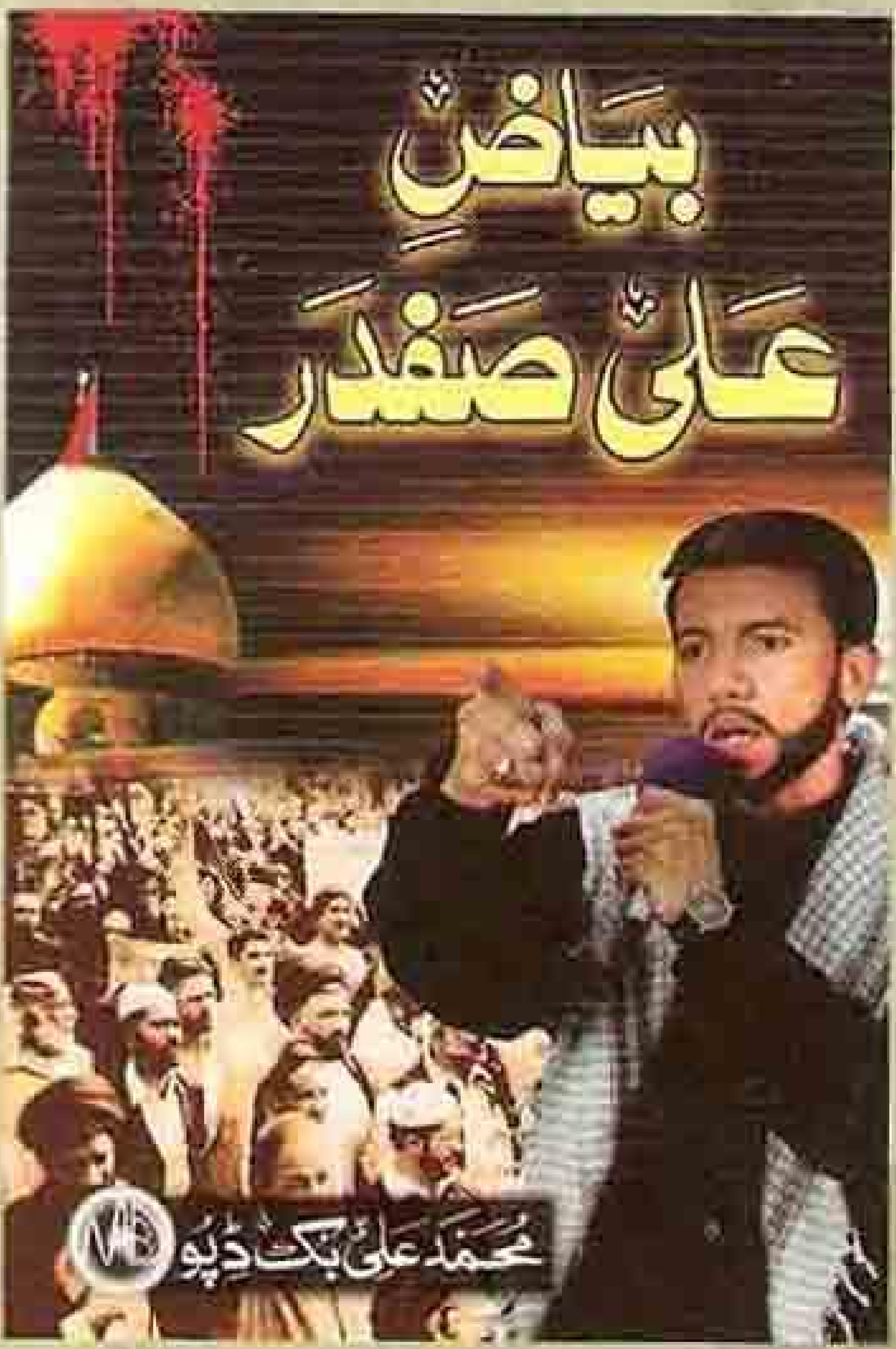
بیاضِ علیؑ صفدر
محمد علی بک ڈپو

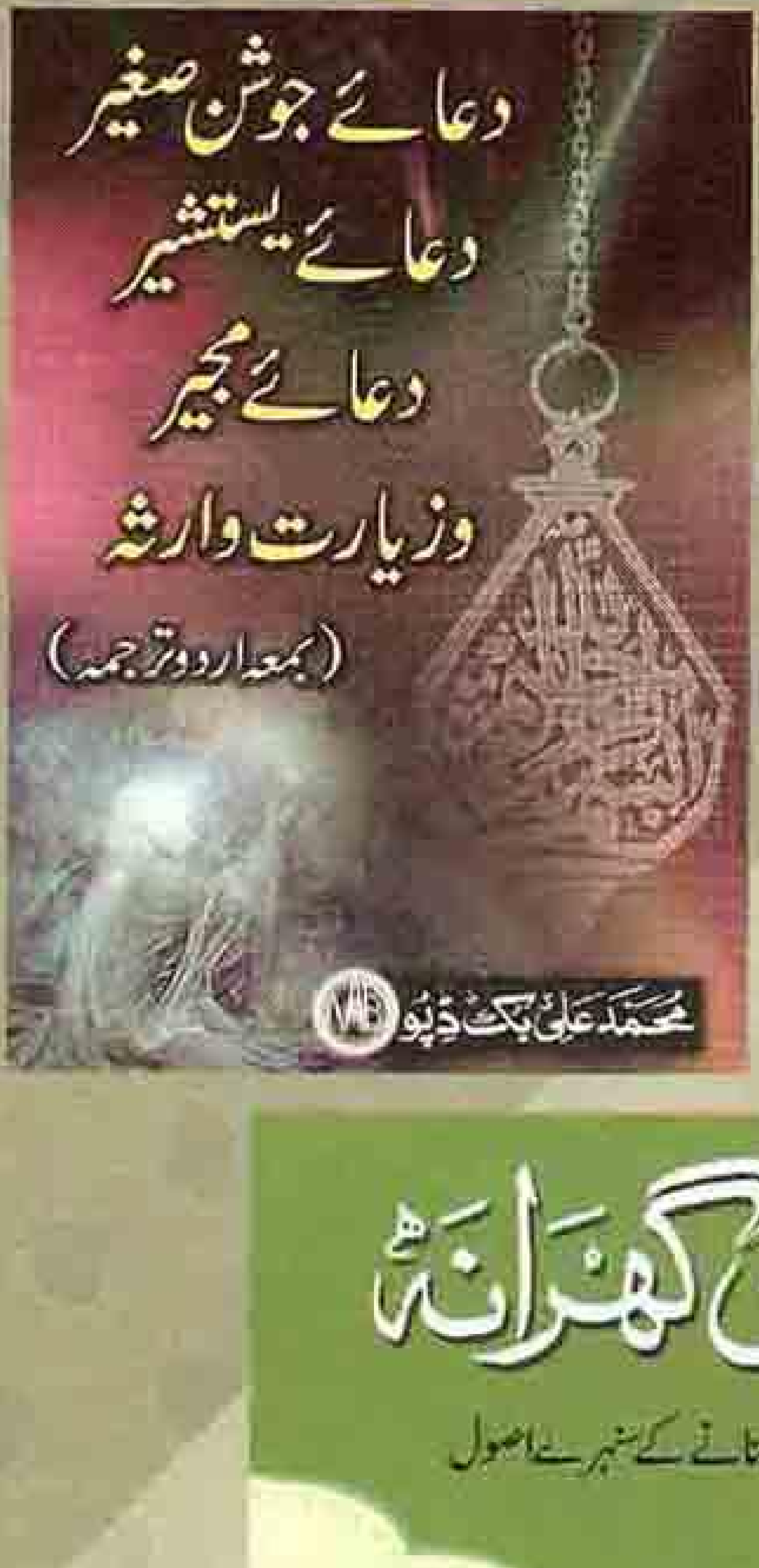
دعائے جوشن صغیر
دعائے یستشیر
دعائے مجیر
وزیارت وارثہ
(بمعہ اردو ترجمہ)
محمد علی بک ڈپو

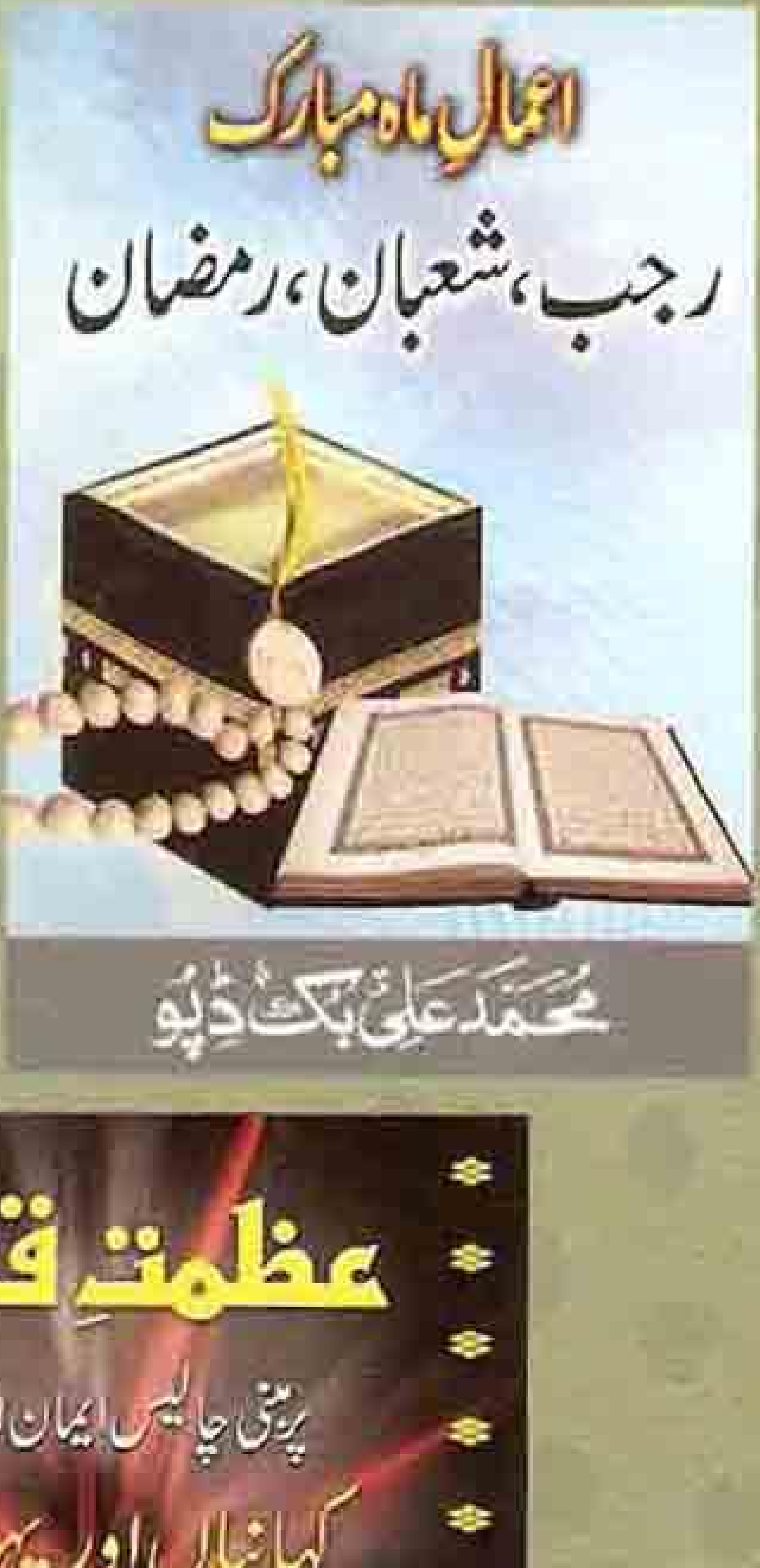
اعمالِ ماہ مبارک
رجب، شعبان، رمضان
محمد علی بک ڈپو

مثالی گھرانہ
گھر کو جنت بنانے کے سنہرے اصول
محمد علی بک ڈپو

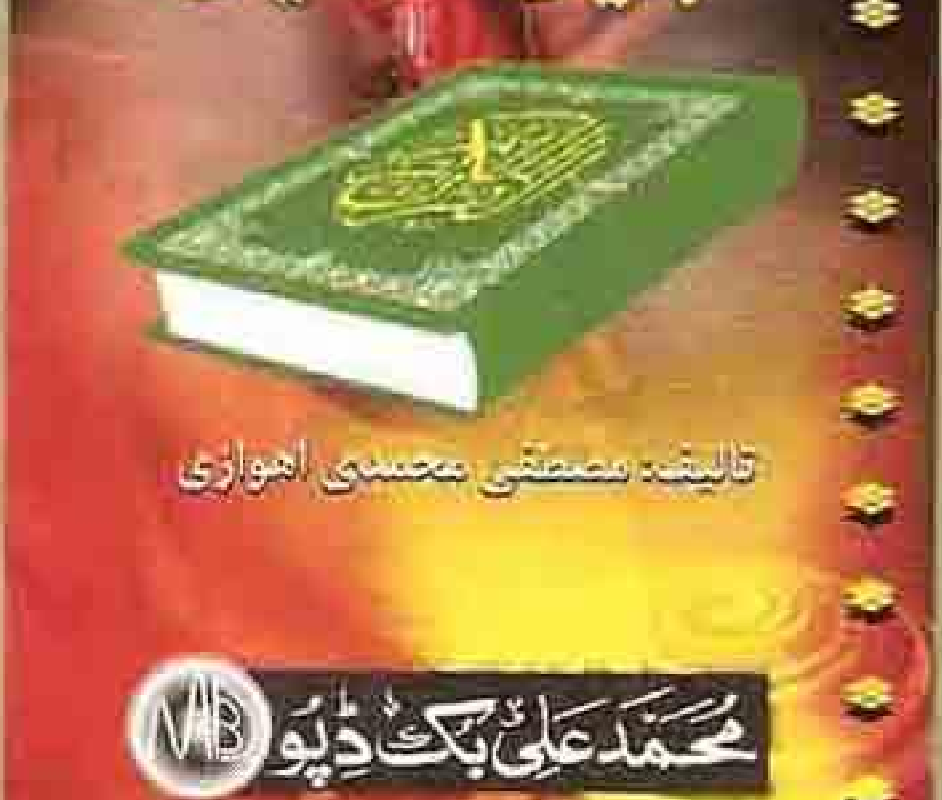
عظمتِ قرآن
پرمبنی چالیس ایمان افروز
کہانیاں اور پہلیاں
تالیف: مصطفی محمدی اھوازی
محمد علی بک ڈپو